سلسلہ تصوف نمبر (۱۴۲)

اردو ترجمہ کتاب

کنز الہدایات

مؤلفہ

حضرت خواجہ محمد باقر بن شرف الدین لعباس لاہوری خلیفہ رشید

حضرت عروۃ الوثقی قیوم ثانی رضی اللہ عنہ

مترجمہ

عالم نبیل فاضل جلیل حامیٔ دین ربانی ابو المعانی جناب مولوی عرفان احمد صاحب انصاری قاسمی سلمہ

خلیفہ مجاز

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین فخر خاندان عالیہ نقشبندیہ مجددیہ قادریہ سہروردیہ جناب مولانا مولوی

خواجہ احمد حسین خان صاحب امروہوی سلمہ ربہ

جس کو ملک فضل الدین ملک چنن الدین ملک تاج الدین ککے زئی تاجران کتب قومی

منزل نقشبندیہ

کوچہ ککے زیاں ——— بازار کشمیری

لاہور نے

مشہور عالم پریس لاہور میں باہتمام پنڈت گنگا دھر آنریری منیجر مطبع کے چھپوائی

قیمت

اُردو ترجمہ کتاب

کنز الھدایات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بے اندازہ تعریفیں اور شکر اُس منعم حقیقی کے لیے ہیں۔ جس نے روشن طریقہ محمدیہ کو (آپ پر اور آپ کی آل پر بہترین درود اور کامل ترین شکرانے ہوں) عجیب طریقہ احمدیہ سے (رحمت پہنچائے اللہ تعالےٰ آپ کی روح کو اور پہنچائے تمام عالم پر ہمیشہ آپکے فیوضات کو) تجدید فرمایا۔ اور پہلوں کی نسبت کو پچھلوں میں اُسی تازگی سے جلوہ گر کیا ٭

اور بے انتہا رحمتیں تصدّق ہوں اُس سیّد سالار پر جس نے یہ حدیث علماءِ امتی کانبیاءِ بنی اسرائیل کہ میری امت کے علما انبیاء بنی اسرائیل کے مانند ہیں، زبانِ غیب ترجمانِ سے ظاہر فرمائی اور اس پاکیزہ حدیث میں گویا وجود سراپا جود حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے، اور درُود اور سلام ہووے آپ کی آل اور اصحاب پر کہ کوئی ولی اُن کے مرتبہ کو نہیں پہنچسکتا اور دوسروں کا کوہ زر خرچ کرنا اُن کے ایک سیر جو کے برابر نہیں ہو سکتا ٭

حمد و نعت کے بعد کہتا ہے خدائے معین کے بندوں میں زیادہ ضعیف محمد باقر بن شرف الدین لاہوری عباسی حسینی (معاف کیئے جائیں دونو کے گناہ) چونکہ حاصل کرنا مراتب سلوک اور حقائق اور خصائص کا مخلوق کی ہدایت کرنے والے اسلام کی حجت خواص اور عوام کے فریادرس محققین کے قبلہ اور مدققین کے پیشوا توصیف

کرنے والوں کی توصیف سے بے پرواہ متشابہات کی باریکیاں کھولنے والے اسرار مقطعات سے واقف رموز فرقان کے محرم محبوب صمدانی مجدد الف ثانی حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اُس نام (احمد) سے موسوم جس کی بشارت حضرت عیسیٰ نے دی (ہمارے نبی پر اور ان پر اور ہر ایک کی آل پر بہترین درود) اس طریقہ اور تربیت سے کہ حضرت قطب اقطاب بوڑھوں اور جوانوں کے پیر اولیاء کی دلیل برگزیدگان الٰہی کی سند پرہیزگاروں کے فریادرس عرفا کے جائے فخر قیوم حقانی معصوم ربّانی جنہوں نے اس جہان سے سفر فرمایا اس حالت میں کہ وہ اپنے مبارک نام کی طرح بیگناہ تھے۔ میرے شیخ میرے امام (پاک کرے اللہ ہم کو ان کے بزرگ اسرار کے صدقہ سے) جو طالبان طریقت کے ہے سلوک ہیں فیض بخش عالم اور عالمیان تھے اور مکتوبات قدسی نشان حضرت مجدد الف ثانی (راضی ہو اللہ تعالےٰ ان سے) اور مکتوبات حضرت پیر دستگیر قطب عالم میرے شیخ اور امام (پاک کرے اللہ تعالےٰ ہم کو ان کے روشن اسرار سے) تربیت کے ساتھ مذکور نہیں ہیں اور ان مراتب کی تربیت ان میں ملحوظ نہیں ہے +

اس لئے فدوی کے دل میں خیال ہوا کہ رسالہ مبداؤ معاد اور حضرت مجدد الف ثانی اور پیر دستگیر کے شش و فائز مکاتیب کو (راضی ہو اللہ تعالےٰ دونوں سے) سامنے رکھکر ان بکھرے ہوئے موتیوں کو ترتیب کے ساتھ پروئے اور ان حضرات کے سلوک خاص کے مراتب کو تحریر کی لڑی میں ترتیب دیکر کھینچے ؎

فالدر یزداد حسنا وھو منتظم
ولیس ینقص قدرا غیر منتظم

ترجمہ ؎

سلک میں جب ہیں موتی حسن ہوتا ہے سوا — اور پراگندہ ہوں تب بھی کم نہیں ہوتی ضیا

اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھ کو صلہ بنایا اور دو دریاؤں کا اس حال میں کہ میں چنتا ہوں دونوں کے روشن انوار کو پس شروع کیا میں نے خدائے پاک کی مدد سے شوال کی اکیسویں تاریخ سنہ ۱۰۱۰ دس سو اسی ہجری مبارک نبوی میں (اس کے صاحب پر درود اور سلام اور شکرانے ہوں) پورا کیا میں نے اس کی تالیف کو سنہ مذکور کی

نویں ذی القعدہ کو بیچ میں کچھ دن بیکار بھی گذرے ہیں۔ اور ختم رسالہ کے بعد بعض خصائص خاتمہ میں ذکر پائے پس تیار ہوا خدائے تعالےٰ کے فضل سے اس طرح سے کہ عقلمندوں کو اچھا معلوم ہوتا ہے اور اذکیا کے ذہن میں اس سے پہلے ایسا خیال نہ تھا حالانکہ بعض دوست مصر تھے کہ مکاتیب گرامی کا خلاصہ اپنی عبارت میں درج کیا جائے اور مختصر طریقہ پر ترتیب دیا جائے ✦

مگر اس فقیر نے التزام کیا ہے کہ اصل عبارت کو بعینہٖ تبرکاً لائے صرف بعض مقامات میں خاص مصلحت کیوجہ سے تھوڑا سا تغیر کیا گیا ہے اور وہ بھی بعد دریافت اجازت روح پرفتوح حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اور بعد مشاہدہ خوشنودی آنجناب کے ان معانی کے بارہ میں ہر نکتہ کو تلاش وجستجو سے متفرق مقامات سے چُنا گیا۔ اور ہر مقام میں ضروریات سلوک کے ذکر میں اختصار کیا گیا ✦

باوجود اس کے یہ رسالہ شامل ہے عظیم فوائد اور بزرگ نکات اور نادر تحقیقات اور عجیب تدقیقات اور لائق ترتیب اور عمدہ ترکیب پر اس رسالہ میں ہر ہر بند کے آغاز پر بجائے باب کے ہدایت کا لفظ لایا گیا۔ اور اس کے متعلقات اور لوازم کے ذکر کیلئے فائدہ کا لفظ بجائے فصل کے اختیار کیا گیا اور بیس ہدایت اور ایک خاتمہ اور ایک مسکۃ الختام پر اس کو ترتیب دیا گیا ✦

اس وجہ سے اس رسالہ کا نام کنز الہدایات فی کشف البدایات والنہایات رکھا گیا ✦

اثنائے تالیف میں بارہا خوشوقتی حضرت مجدد الف ثانی اور آنحضرت کی (راضی ہو اللہ تعالےٰ ان دونوں سے) اس تالیف کے بارہ میں پرتوافگن ہوئی ✦

اور آنحضرت کے ساتھ اتحاد خاص اور نسبت خاص اپنے اندر پائی گئی اور آنجناب سے توفیق اور امداد معلوم ہوئی ختم رسالہ کے بعد زیارت حضرت مجدد الف ثانی (راضی ہو اللہ تعالےٰ ان سے) خواب میں حاصل ہوئی۔ اس لئے اس کی قبولیت اور آپ کی عنایت کی امید ہو گئی ہے ✦

اس قبول اور عنایت کی تصدیق قبولیت حضرت مخدوم[1] زادہ اہل ارشاد صاحب اسرار عالیہ قاسم انوار قدسیہ دائرہ افاضت کے مرکز اور ہدایت اور عقل و درایت کے دریائے موج سے

سراپا ظاہرش روح ست جاں ست ۔ میرسی زباطنش کاں بینشان ست

ترجمہ شال روح ان کا جسم اقدس

کہاں ممکن بیاں روح مقدس

زباں در شرح وصف او بود لال ۔ قلم در مدح ذکرش بے زبان ست

ترجمہ زباں عاجز ہے ان کی منقبت میں

قلم قاصر ہے ان کی ہر صفت میں

عنایات کہ دارد در حق من ۔ سر ہر موئے من در شکر آن ست

ترجمہ ہیں میرے حق میں جو ان کی عنایات

سر ہر بال ہے مشکور دن رات

ہمیشہ رہیں آپ اپنے مبارک نام کی طرح دشمنان دین پر مثل تلوار کے پس رحم کرے اللہ اس بندہ پر جس نے کہا آمین ۔

یہ ناچیز جانتا ہے اور زبان آرزو بیان پر آیت مبارک ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء پڑھتا ہے ؎

کریموں پر نہیں ہے کچھ بھی دشوار

وَالصّلوٰۃ والسّلام علیٰ من ختم بہ الرسالۃ و فی کل امر الیہ الحوالہ ۔ وعلیٰ جمیع من الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ کلھم اجمعین وعلی الملٰئکۃ المقربین وعلیٰ جمیع المومنین والمؤمنات و المسلمین والمسلمات ۔ آمین ۔

اور درود وسلام ہو اس ذات ختم رسالت پر اور ہر ایک کام کا اسی کیطرف حوالہ ہے اور تمام انبیاء اور مرسلین اور انکی جملہ آل واصحاب پر اور تمام ملائک مقربین اور سب مومنین اور مومنات اور مسلمین اور مسلمات پر آمین ۔

---

[1] پانچویں فرزند ۱۲ ۔

پہلی ہدایت

اُن چیزوں کے بیان میں جن کا جاننا پیر اور مرید کیلئے ضروری ہے

اس میں اُنیس (۱۹) فائدے ہیں

فائدہ (۱) مبداء و معاد۔ جب کوئی طالب کسی پیر کے پاس آئے تو پیر کو چاہئے کہ پہلے اس کو استخارہ کرنے کے لئے حکم دے۔ تین استخارہ سے سات استخاروں تک تکرار کرائے۔ استخارہ کے بعد اگر طالب کے دل میں کوئی شک و شبہ نہ پیدا ہو (بلکہ استقلال ظاہر ہو) تو اس کو مرید کرے۔

فائدہ (۲) مؤلف پیر کامل کا رغبت فرمانا اور توجہ کرنا بھی استخارہ کے قائم مقام ہے۔ اگر اس کی رغبت کے ساتھ اس کا استخارہ بھی شریک ہو تو نور علیٰ نور ہے۔

فائدہ (۳) مبداء و معاد۔ پس اولاً مرید کو مختصر طور پر اجمالی توبہ کرائے۔ تفصیل کو آئندہ کے لئے چھوڑ دے کیونکہ اس زمانہ کی ہمتیں عام طور پر تفصیل سے کوتاہ ہیں۔ مبادا تفصیلی توبہ کے باعث طلب میں کمی واقع ہو۔

توبہ کے بعد طالب کے حال اور استعداد کے مناسب ذکر اور طریقت کی تعلیم دے اور اس کے حال کی طرف توجہ رکھے۔ سلوک راہ کے آداب اور شرائط اس سے بیان کرے۔ قرآن اور حدیث کی پیروی کی رغبت دلائے۔ کیونکہ بغیر اس کے خدا کا ملنا محال ہے اور جتلا دے کہ ایسے کشف و کرامات کا جو قرآن و حدیث کے بال برابر بھی خلاف ہوں اعتبار نہ کرے۔

فائدہ (۴) مکاتیب[1] معصومیہ۔ جاننا چاہئے کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے اگرچہ اپنے بعض رسالوں میں تحریر فرمایا ہے کہ پیر اپنے مرید کی استعداد اور اس کے حال کے مناسب ذکر کی تلقین کرے لیکن آپ اپنے اخیر زمانہ میں طالبوں کو عام طور سے اسم ذات کی تعلیم پہلے فرماتے تھے جس کی یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ اوّل الذکر

[1] مکتوب ہشتاد و ہشتم جلد دوم بنام شیخ بدر الدین ۱۲

تعلیم آپ اپنے ابتدائی زمانہ میں جبکہ آپ مراتب ولایت کی سیر میں مصروف تھے دیتے تھے۔ کیونکہ سیر ولایت جذب اور سلوک کے ساتھ وابستہ ہے اس لئے سلوک کے طے کرانے میں طالب کے حال کی رعایت اور اس کی استعداد کے مطابق تعلیم ذکرِ طریق سہولتِ سلوک کے لحاظ سے ضروری ہے ٭

مثلاً اگر طالب میں جذب کی مناسبت ہو تو طریقہ مناسب جذب کی تعلیم دی جاسکتی ہے تاکہ راہ طے کرنے میں کسی قسم کا خلل نہ پیدا ہو۔ مگر جب آپ مدارج ولایت سے گذر کر کمالایت نبوت میں بوراثت مرشدان برحق، عروج کر کے پہنچے تو چونکہ نبوت کا تعلق جذب اور سلوک سے نہیں ہے (بلکہ اس سے بالا ہے) اور ان مقامات میں سالک کی ترقی محض پیر کی صحبت اور اس کے ساتھ محبت رکھنے اور اُس کے آداب کی رعایت رکھنے اور شریعت کی پیروی اور قرآن حکیم اور سنت رسول کریم کی اقتداء پر موقوف ہوتی ہے۔ اور ذکر کی تعلیم صرف طالب کی تسلی کے لئے ہے۔ کیونکہ ذکر اگرچہ فی نفسہ مفید ضرور ہے مگر اُس پر وصول الی اللہ کا دارومدار نہیں ہے٭

فائدہ (۵) مکاتیب[۱] مجددیہ۔ واضح ہو کہ سب طریقوں سے اعلیٰ اور ارفع اور مضبوط اور سچا مقصود سے قریب اور موافق تر کتاب اور سنت سے طریقہ خواجگان نقشبندیہ ہے۔ قدّس اللہ اسرارہم ٭

اس طریقہ کی ساری بزرگی بسبب ان بزرگواروں کے اتباع کتاب و سنت اور احتراز از بدعات ناپسندیدہ کے ہے۔ یہ حضرات اصحاب کرام کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ اور ونکا انتہائی کمال ان کی ابتداء میں مندرج ہے۔ ان کی آگاہی اور حضور اوروں کی آگاہی پر سبقت لیگئے کیونکہ ان کی آگاہی دوامی ہے ٭

فائدہ (۶) مکاتیب[۲] مجددیہ۔ آپ سے پوچھا گیا تھا کہ بعض مرد اور عورتیں آکر مرید ہونے کی استدعا کرتے ہیں۔ مگر یہ لوگ سود سے کمائی ہوئی چیزوں سے پرہیز نہیں کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم اس کو بحیلۂ شرعی روا کر لیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو طریقت کی تعلیم دینی چاہیئے یا نہیں ٭

---

[۱] مکتوب دوصد و نودم جلد اوّل ملا محمد ہاشم ۱۲ ٭

[۲] مکتوب ہفتاد و ہفتم جلد دوم بنام ملا حسن برکی ٭

جواب اس کا یہ مرحمت ہوا کہ ان کو طریقت کی تعلیم دو اور حرام سے بچنے کی رغبت دلاؤ۔ شاید طریقت کی برکت سے اس شبہ سے باز آجائیں ✧

فائدہ (۷) مکاتیب[1] مجددیہ۔ تم نے پوچھا تھا کہ بعض عورتیں بیعت اور توجہ کی خواہش کرتی ہیں۔ (جواب اس کا یہ ہے کہ) اگر وہ تمہاری محرم ہیں تو بے پردگی میں کوئی حرج نہیں ہے ورنہ درپردہ تعلیم حاصل کریں ✧

فائدہ (۸) مکاتیب[2] معصومیہ۔ مریدوں کا اذکار اور عبادات میں مصروف رکھو۔ رعایت آداب کے ساتھ خدمت کرنے کی ترغیب دو۔ بیکار نہ چھوڑو۔ امید ہے کہ بزرگوں کی نسبت خاص کو حاصل کریں گے کیونکہ مقصود نسبت کا حصول ہے علم اس کا علیحدہ چیز ہے۔ اگر نسبت جلدی حاصل ہو جائے تو بہت ہی اچھا ہے۔ اگر بدیر حاصل ہو تو بھی مضائقہ نہیں کیونکہ جو نسبت محنت سے بتدریج حاصل ہوتی ہے تو اس کی قدر و وقعت زیادہ ہوتی ہے ✧

اگر آسانی سے جلدی حاصل ہو جائے تو اس کی وقعت اور قدر کمتر ہوتی ہے اگر کوئی شخص حصولِ نسبت کے لئے جلدی کرتا ہے تو وہ حریص ہے طالب نہیں ہے اور نہ صحبت کے قابل ہے۔ دنیا حاصل کرنے میں کیا کیا تکلیفیں برداشت کی جاتی ہیں حق تعالےٰ کی طلب تو اس سے کہیں زیادہ مستحق قدر ہے۔ بزرگوں نے اس کی طلب میں بڑی بڑی ریاضتیں کی ہیں اور اس راستہ میں عمر گذاری ہے ؎

اوحدی شصت سال سختی دید تا شبے روئے نیک بختی دید

ترجمہ ؎ ساٹھ سال اوحدی کے سختی میں
کٹے امید نیک بختی میں

فائدہ (۹) مکاتیب[3] مجددیہ جاننا چاہیئے کہ طالب کا دیر میں اثر پذیر ہونا اس کی استعداد کی کمی کی علامت نہیں ہے دیکھا گیا ہے کہ اکثر لوگ استعداد کامل رکھتے ہیں مگر دیر سے اثر پذیر ہوتے ہیں ✧

---

[1] مکتوب دو صد و پنجاہ و ششم جلد اول بنام شیخ بدیع الدین ۱۲ ✧

[2] مکتوب صد و بست و دوم جلد اول ۱۲ ✧

[3] مکتوب صد و چہل و پنجم جلد اول بملا عبدالرحمن مفتی ۱۲ ✧

فائدہ (۱۰) مکاتیب[۱] معصومیہؒ۔ تم نے مریدوں کی حرص اور ان کی جلد بازی کی شکایت کی ہے۔ ان کو تعلیم دینے میں رنج کا اظہار کیا ہے۔ میرے مخدوم۔ اس زمانہ کے اکثر مریدوں کا یہی حال ہے۔ سچا طالب کمیاب ہے۔ لیکن اس کے استخارہ اور اپنے استخارہ کے بعد طریقت کی تعلیم دینا چاہئے۔ اور اگر اس کے بعد بھی اُس سے بے استقامتی اور برگشتگی ظاہر ہو تو وہ اسی کا نقصان ہے۔

فائدہ (۱۱) مکاتیب[۲] معصومیہؒ۔ پیر کو چاہئے کہ مریدوں کی نظر میں خود کو باوقعت رکھے اور مریدوں سے زیادہ میل جول نہ کرے تاکہ اس کی عظمت اور وقعت اُن کے دلوں میں قائم رہے اور ادب و عقیدت کا باعث ہو کر ان کی ترقی کا سبب ہو۔

فائدہ (۱۲) مکاتیب[۳] معصومیہؒ۔ تم نے لکھا تھا کہ آپ کے حسب ارشاد طالبوں کی ایک جماعت کو اذکار و عبادات میں مصروف رکھتا ہوں۔ ان میں سے کوئی بھی بغیر متاثر ہوئے نہیں رہتا بلکہ اکثر مریدین پہلی ہی توجہ میں متاثر ہو جاتے ہیں۔ یہ خدا کا فضل ہے اس نعمت عظمیٰ کا شکر ادا کرو اور تکبر و خود بینی سے ڈرتے رہو۔ بلکہ اپنے قصور کے قائل رہو۔ مریدوں پر توجہ اور ان کے حال کی درستی سے غافل نہ رہو۔ کیونکہ یہ بہت بڑی عبادت ہے۔ ان حقوق سے فراغت کے بعد بقدر طاقت دوسری عبادتوں میں مثل درس و اذکار وغیرہ کے مصروف رہو۔ تم نے سُنا ہوگا کہ خدا کا محبوب وہ بندہ ہے جو خدا کی محبت اس کے بندوں کے دلوں میں پیدا کرے۔

فائدہ (۱۳) مولف جب فقیر پہلے سفر میں دار الارشاد سرہند پہنچا اور حضرت پیر دستگیر کی قدمبوسی کا شرف حاصل کیا تو حضرت نے فقیر سے دریافت فرمایا کہ تم کچھ پڑھنے پڑھانے کا بھی شغل رکھتے ہو فقیر نے عرض کیا کہ شغل باطنی کے زمانہ سے علم ظاہری کی تعلیم کا سلسلہ اتنا باقی نہیں رہا ہے۔

دوسرے سفر میں بھی خلوت کے وقت حضرت نے دوبارہ دریافت کیا میں نے عرض کیا کہ مطالعہ علم ظاہر کی مصروفیت کے وقت آنجناب سے توجہ باقی نہیں رہتی ہے اور توجہ و مطالعہ دونوں امور کا جمع رہنا ممکن نہیں حضرت نے فرمایا کہ بلا سوچے

[۱] مکتوب صد و ہژدہم جلد اول بنام مولینا محمد صدیق پشاوری ۱۲۔
[۲] مکتوب سیزدہم جلد دوم ۱۲
[۳] مکتوب صد و ہژدہم از جلد اول ۱۲

سمجھے کہ رہے ہو علم ظاہر کی مصروفیت ہماری نسبت کو بڑھاتی ہے۔ اس زمانہ سے فقیر کو مطالعہ علمی کی توفیق بھی حاصل ہوگئی ہے۔

فائدہ (۱۴) مکاتیب[۵۱] معصومیہؒ۔ تم نے صبح اور ظہر کے حلقہ کی مصروفیت اور مغرب کے بعد مریدوں پر توجہ کا طریقہ اور مجلس کی سرگرمی توجہ کی تاثیر ترقی کی علامتوں کی کیفیت پہلے خط میں لکھی تھی۔ خوشی پر خوشی ہوئی۔ خدا ہمارے دینی بھائیوں میں کثرت کرے۔ تم کو لازم ہے کہ اس امر جلیل القدر میں حتی الامکان مصروف رہو۔ اور نیت کی صحت میں دجان و دل کوشش رکھو۔ اور ہمیشہ دعا وزاری کرتے رہو۔

فائدہ (۱۵) مکاتیب[۵۲] معصومیہؒ۔ ہمارے طریقہ میں رابطۂ شیخ طالب کو درجۂ کمال پر پہنچاتا ہے۔ پیر کے ساتھ مرید جس قدر محبت رکھے گا اسی قدر وقتاً فوقتاً پیر کا رنگ اس میں ظاہر ہونا شروع ہوگا۔

پیران طریقت کا قول ہے کہ فنا فی الشیخ فنائے حقیقی کا مقدمہ ہے۔ ذکر بغیر رابطہ اور فنا فی الشیخ کے خدا تعالیٰ تک نہیں پہنچا سکتا۔ اگرچہ ذکر وصول کا سبب ضرور ہے۔ مگر شیخ میں فنائیت اور محبت کے ساتھ مشروط ہے۔ بلکہ تنہا رابطہ برعایت آداب صحبت اور توجہ پیر کی بلا مدادمت ذکر کے پہنچا سکتے ہیں۔

دوسرے طریقوں میں سلوک کا دارومدار اذکار و اشغال پر ہے اور معاملہ کی بنیاد ریاضتوں اور چلہ کشی پر ہے۔ پیر طریقت کے ساتھ اس درجہ تعلق مشروط نہیں ہے۔

طریقہ نقشبندیہ میں اصحاب کرام علیہم الرضوان کے طریقہ کے مطابق فائدہ دینا اور فائدہ لینا دونوں انعکاسی ہیں۔ پیر کی صحبت رعایتِ آداب کے ساتھ کافی ہے۔ وظائف و اذکار و عبادات بھی مقصود میں امداد دیتے ہیں حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت تحصیلِ کمالات کے لئے بشرط ایمان و تسلیم و طاعت کافی تھی۔ اس لئے اس طریقہ میں بھی وصول کا طریقہ بہت قریب ہے۔ پیر کامل سے فیض اور برکت حاصل کرنے میں جوان اور لڑکے بوڑھے زندے مُردے سب برابر

---

[۵۱] مکتوب صد و سی و سیوم جلد سوم ۱۲

[۵۲] مکتوب ہفتاد و ہشتم جلد اول ۱۲

ہیں۔ اس طریقۂ عالیہ کی ریاضت جس کی ابتداء میں انتہا کا کمال مندرج ہے۔ صرف سنتِ کریمہ کی پیروی اور بدعاتِ سیئہ سے پرہیزگاری کی وجہ سے ہے ۔

فائدہ (۱۶) مبدا و معاد۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ پیر کامل مرید ناقص کو طریقت کی تعلیم دینے کی اجازت دیتا ہے اور مریدوں کی تعلیم کے ضمن میں اس کا درجہ پورا ہو جاتا ہے ۔

حضرت خواجہ بزرگ خواجہ نقشبندؒ نے مولانا یعقوب چرخی کو کمال پر پہنچنے سے پہلے تعلیم طریقت کی اجازت عطا فرمائی تھی اور ارشاد فرمایا تھا کہ اے یعقوب جو کچھ مجھ سے تجھ کو پہنچا ہے توگوں کو پہنچا۔ اس کے بعد مولانا کی تکمیل خواجہ علاؤالدین عطار کی صحبت میں ہو گئی۔ جو آپ کے پیر بھائی تھے۔ اسی لئے مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ نفحات الانس میں مولانا کو پہلے خواجہ علاؤالدین عطارؒ کے مریدوں میں شمار کرتے ہیں اور پھر حضرت خواجہ بزرگ نقشبندؒ سے منسوب کرتے ہیں ۔

واضح ہو کہ مراتب کی کمی اگرچہ اجازت کے منافی ہے۔ مگر جب پیر کامل مرید ناقص کو اپنا نائب بناتا ہے تو پھر نقصان کا ضرر دوسروں تک تجاوز نہیں کرتا خدائے پاک حقائق امور کو اچھی طرح جانتا ہے ۔

فائدہ (۱۷) مکاتیبؒ مجددیہ۔ طریقہ نقشبندیہ میں دعوت اسما کا دستور نہیں ہے۔ اس سلسلہ کے اکابر نے اسما کے مسمی میں فنا ہونے کو پسند کیا ہے۔ اگر ان بزرگواروں کی تھوڑی سی نسبت حاصل ہو جائے تو وہ تھوڑی نہیں ہے کیونکہ اوروں کی انتہا ان کی ابتداء ہے ۔

فائدہ (۱۸) مؤلف۔ حضرت پیر دستگیر سے منقول ہے کہ اس طریقہ کا ختم خواجگان قدس اللہ اسرارھم حصول مرادات و مقاصد کے لئے وہی اثر رکھتا ہے جو اور طریقوں میں دعوت اسما ۔

فائدہ (۱۹) مبدا و معاد۔ واضح ہو کہ مرید کا اعتقاد پیر کے افضل اور کامل ہونے کے بارہ میں محبت کا ثمرہ اور مناسبت کا نتیجہ ہے اور جو ذریعہ افادہ اور استفادہ ہے لیکن چاہئے کہ پیر کو اُس جماعت پر جس کی فضیلت شرع شریف

ؒ مکتوب دو صد و دوم جلد اول ۱۲ ۔

میں مقرر ہو چکی ہے شرف مذہب کیونکہ محبت میں زیادتی کرنا مذموم ہے۔ فرقہ شیعہ میں اہل بیت کی محبت میں زیادتی کرنے سے خرابیاں پیدا ہو گئیں۔ اور نصاریٰ زیادتی محبت ہی سے حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کا بیٹا کہنے لگے اور ہمیشہ کے نقصان میں پھنس گئے۔ اگر ان کے سوا اوروں پر فضیلت دے تو جائز ہے بلکہ طریقت میں واجب ہے۔ ایسی فضیلت دینا مرید کے اختیار میں نہیں ہے۔ مرید صاحب استعداد میں یہ اعتقاد بے اختیار پیدا ہوتا ہے اور وہ اس کے ذریعہ سے پیر کے کمالات کو حاصل کرتا ہے۔ اگر ایسی فضیلت مرید اپنے اختیار سے بہ تکلف پیدا کرے تو چنداں مفید نہیں ہے۔

دوسری ہدایت

ذکر قلبی اسم ذات کے بیان میں

اسمیں چھ فائدے ہیں

فائدہ (۱) مکاتبات[۱] معصومیہ معلوم کرو کہ طریقہ نقشبندیہ میں شغل باطنی کی کئی قسمیں ہیں پہلی قسم ذکر اسم ذات۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ طالب اپنی زبان کو تالو سے چپکائے اور پوری ہمت کے ساتھ قلب صنوبری کی طرف جو بائیں پہلو میں واقع ہے متوجہ ہو۔ یہ قلب صنوبری قلب حقیقی کا آشیانہ ہے۔ جو عالم امر سے ہے اور اس کو حقیقت جامعہ کہتے ہیں۔

پھر لفظ مبارک اللہ کو دل میں خطرہ کی طرح چھوڑے اور زبان دل سے اس اسم پاک کو ادا کرے۔ مگر صورت دل کو خیال میں نہ لائے۔ اور سانس کی آمد و رفت کو بند نہ کرے۔ لفظ مبارک اللہ سے ذات بیچون ارادہ کرے۔ اور اس کو کسی صفت کے ساتھ ملاحظہ نہ کرے تاکہ ذات کی بلندی سے صفات کی پستی میں نہ گرے اور تنزیہ سے تشبیہ میں نہ پھنسے۔

جاننا چاہئے کہ جس طرح قلب کا تعلق داہنے پہلو سے ہے اسی طرح

---

[۱] مکتوب صد و سیزدہم و نیز مکتوب صد و چہاردہم۔ جلد دوم ۱۲

روح کا تعلق بائیں پہلو سے ہے اور وہ بھی مقام ذکر ہے! ور سینہ کے بیچ میں لطائف سرّ و خفی و اخفی کا مقام ہے اور وہ بھی مقام ذکر ہیں نفس اور حواس باطنہ کا مقام دماغ ہے اور وہ بھی مقام ذکر ہے۔جب ذکر غالب ہو جاتا ہے تو تمام بدن کو متاثر کرتا ہے اور بدن کا ہر جزو دل کی طرح ذاکر ہو جاتا ہے جب قالب کے ذکر کی آواز کانوں میں آنے لگتی ہے تو اس کو سلطان الذکر کہتے ہیں۔طالب کو چاہئے کہ ذکر کی اس قدر مداومت کرے کہ ذکر اور حضور دل کا ملکہ اور لازمی صفت ہو جائے۔جیسے سننا سامعہ کی صفت اور دیکھنا باصرہ کی صفت لازمی ہے۔بلکہ اگر سالک دل سے ذکر اور حضور کو تکلف کے ساتھ دُور کرنا چاہے تو دُور نہ کر سکے۔

فائدہ (۲) مکاتیب[1] معصومیہ۔تم نے لکھا تھا کہ سلطان الذکر کا بیان اب تک نہ کسی کتاب میں دیکھا گیا اور نہ سُنا گیا ہے۔میرے مخدوم۔سلطان الذکر ہمارے طریقہ میں زبان زد اور مشہور خاص و عام ہے۔ہم نے اپنے پیروں سے سُنا ہے ہمارا ایجاد کیا ہوا نہیں۔جو کچھ ہے بزرگوں ہی سے ہے۔حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہٗ کہ اکابر مشائخ ہند سے ہمعصر خواجہ احرار قدس سرہٗ تھے ان پر آخر عمر میں استغراق اور بیخودی اس قدر غالب آگئی تھی کہ اوقات نماز میں بلند آواز سے آپ کو ہشیار کرتے تھے۔

کسی نے آپ سے اس کا راز دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپکو ذکر میں اس قدر مصروف رکھا ہے کہ ہر وقت سلطان الذکر غالب آتا ہے اور مجھ کو مجھ سے بھلا دیتا ہے۔

فائدہ (۳) مکاتیب[2] معصومیہ۔ذکر قلبی سے حالت فنا یا غیر فنا میں دل کی حرکت اور جنبش کا دوام مراد نہیں ہے۔بلکہ توجہ الی اللہ اور حضور قلبی کا ہمیشہ رہنا مراد ہے خواہ حرکت قلب ہو یا نہ ہو۔

فائدہ (۴) مکاتیب[3] معصومیہ۔حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب عوارف المعارف میں خوارق اور کرامات کا ذکر کرنے کے

---

[1] مکتوب دو صد و سی و یکم جلد سوم ۱۲
[2] مکتوب سی و ہفتم از جلد اول ۱۲
[3] مکتوب پنجاہ جلد اول ۱۲

بعد لکھتے ہیں کہ خوارق اور کرامات کا مرتبہ ذکر قلب اور اُس کے جوہر قلب بنجانے کے مرتبہ سے ادنیٰ ہے +

فائدہ (۵) مکاتیب[1] معصومیہ۔ جس راستہ کو ہم طے کر رہے ہیں وہ کل سات قدم ہے۔ دو قدم عالم خلق کے اور پانچ قدم عالم امر کے۔ عالم امر کے پانچ قدم (۱) قلب (۲) روح (۳) سر (۴) خفی (۵) اخفی ہیں۔ عالم خلق کے دو قدم (۱) قالب (۲) نفس ہیں۔ اور قالب عناصر اربعہ خاک۔ آب۔ باد۔ آتش سے مرکب ہے +

فائدہ (۶) مکاتیب[2] مجددیہ۔ تم نے پوچھا تھا کہ آپ ذکر جہری سے جو ذوق و شوق بخشتا ہے بدعت ہونے کی وجہ سے منع کرتے ہیں۔ مگر دوسری بدعتوں سے مثل قبائے فرجی اور شال و رومال وغیرہ کے منع نہیں کرتے ہیں میرے مخدوم۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اعمال دو طرح کے ہیں۔ ایک برسبیل عبادت ان کے خلاف کرنا بدعت منکر ہے اُن کے روکنے میں مبالغہ کرتا ہوں کیونکہ دین میں نئی باتیں پیدا کرنا مردود ہے +

دوسرے وہ اعمال جو برسبیل عادت و رسم و رواج ہیں۔ اس کے خلاف کرنا بدعت اور ممنوع نہیں ہے۔ میں اس کے روکنے میں مبالغہ نہیں کرتا ہوں کیونکہ ان چیزوں کا تعلق حرمت سے نہیں ہے بلکہ ان کا وجود و عدم رسم و رواج پر مبنی ہے نہ دین اور مذہب پر بعض شہروں کے رواج دوسرے شہروں کے خلاف ہوتے ہیں۔ اسی طرح ایک ہی شہر میں زمانہ کے تفاوت سے رسم و رواج میں اختلاف ہے باوجود اس کے سنت عادی کی رعایت بھی نتائج اور سعادتوں کے پھل پیدا کرتی ہے +

تیسری صدا

ذکر نفی و اثبات کے بیان میں

اسمیں چھ فائدے ہیں

فائدہ (۱) مکاتیب[3] معصومیہ۔ ذکر کی دوسری قسم ذکر نفی و اثبات یعنی لَا اِلٰہَ اِلّا

[1] مکتوب ہشتاد چہارم جلد دوم ۱۲ + [2] مکتوب دو صد و سی و یکم از جلد اول ۱۲ + [3] مکتوب صد و سیزدہم

اللہ کا ذکر ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ زبان کو تالو سے چپکائیں اور سانس کو ناف کے نیچے بند کر کے کلمہ لا کو ناف سے کھینچکر سر کے اوپر پہنچائیں۔ اور اِلٰہ کو سیدھے مونڈھے پر لائیں اور اِلَّا اللہ کو دلِ صنوبری پر لائیں جو بائیں پہلو میں واقع ہے۔ ان کلمات کو خیال کے ذریعہ سے بلا حرکت اعضا ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجائیں۔ سانس کو حرکت نہ دیں۔ بلکہ سانس کو ناف کے نیچے بند رکھیں۔ سانس کو روک کر جب تک ہو سکے اس کلمہ کی تکرار کریں۔ لیکن ہر سانس میں بعدد طاق ذکر کریں جفت نہ ہو۔ اس وجہ سے اس ذکر کو وقوف عددی بھی کہتے ہیں کہ عدد سے واقفیت رہتی ہے۔ جب سانس تنگ ہو جائے تو چھوڑ دے۔ کلمہ کے معنی کا تصور اس طرح کرے کہ میرا مقصود سوائے ذات پاک کے اور کچھ نہیں ہے۔ اسی طرح سے اپنے سانس کو روک کر ذکر کرے۔ اور حسب سابق جب سانس تنگ ہو تو چھوڑ دے +

اس ذکر کی تعلیم حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کو فرمائی تھی۔ جو حضرت خواجگان نقشبند علیہم الرحمۃ کے سلسلہ میں حضرت خضر نے یہ ذکر حضرت خواجہ صاحب کو پانی میں غوطہ لگوا کر تعلیم کیا تھا۔ غالباً غوطہ لگانے سے سانس کا قائم رکھنا مقصود تھا +

فائدہ (۲) مکاتیب[۱] معصومیہ۔ دل کو تمام تعلقات سے خالی کرے صبح کے وقت کلمہ طیبہ کا ذکر کرنا رفتہ رفتہ باطن کو تعلقات سے پاک وصاف کر دیتا ہے۔ یہاں تک کہ صفائی اپنی مقدار کو پورا کر لے ؎

تا بجاروب لا نروبی راہ نرسی در سرائے اِلَّا اللہ

لا کی جھاڑو سے صاف کر نو راہ

تا کہ پاوے مقام اِلَّا اللہ

فائدہ (۳) مکاتیب[۲] مقصود۔ **سوال**۔ جب شروع ہی سے اس رستہ کے سالکوں کی توجہ ذات احدیت صرفہ کی طرف ہے تو چاہئے کہ یہ توجہ نفی واثبات کے ساتھ جمع نہ ہو۔ کیونکہ نفی کے وقت غیر اللہ کی طرف توجہ کرنی پڑتی ہے +

جواب۔ اس شکل میں جو غیر اللہ کی طرف توجہ کی جاتی ہے وہ احدیت

[۱] مکتوب چہل وہفتم جلد اول ۱۲ + [۲] مکتوب سہ صد وسیزدہم جلد اول ۱۲ +

کی تقویت اور تربیت کے لئے ہے۔ اور غیر اللہ کی نفی سے خالص توجہ احدیت کی ہمیشگی حاصل کرنا مقصود ہے لہذا نفی غیر کی طرف توجہ کرنا کسی طرح سے توجہ احدیت کے مخالف نہیں۔ توجہ احدیت کے منافی غیر اللہ کی طرف توجہ ہو سکتی ہے نہ کہ نفی غیر کی طرف توجہ کرنا پس فرق ظاہر ہو گیا۔

سوال۔ بتدی کے لئے لازم ہے کہ زبان اور حلق سے جس چیز کو ادا کرتا ہے قلب سے بھی ادا کرے۔ پس نفی و اثبات میں قلب پورا کلمہ ادا کرتا ہے یا نہیں۔ اگر ادا کرتا ہے تو لا کو اوپر لے جانے میں اور الا اللہ کو داہنی طرف لاتے میں کیا فائدہ ہے۔

جواب۔ اگر دل پورے کلمہ کو ادا کرے تو بھی لا کو اوپر لے جانے اور الا اللہ کو دل کی طرف کھینچنے میں کوئی نقصان نہیں ہے۔ ماسوا اس کے طریقہ نقشبندیہ میں نفی و اثبات کو خیال سے ادا کرتے ہیں۔ حلق اور زبان سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ تاکہ قلب کی موافقت پوری ہو سکے۔

یہ دونوں سوال فخر رازی کے شکوک کی طرح ہیں۔ اگر آپ اُن پر خود غور کر لیتے تو یہ دفع ہو جاتے۔

فائدہ (۴) مکاتیب[۱] معصومیہ۔ **سوال**۔ ذکر کرنے میں سانس روکنا بدعت ہے یا نہیں۔ اگر بدعت حسنہ کہا جائے تو حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے طریقہ میں کسی بدعت میں حسن نہیں ہے پس اس عمل کو بدعت ہونے سے کیونکر رہائی ہو سکتی ہے۔

جواب۔ نفس ذکر کے مسنون اور حسن ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ رہا سانس روکنا اس وقت بدعت ہو گا جب یہ ثابت ہو جائے کہ صدر اول میں ایسا نہ تھا اور یہ ناممکن ہے۔

نیز ثابت ہے کہ حبس دم کا طریقہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت خواجہ عبد الخالق عجدوانی سر سلسلہ خواجگان کو تعلیم کیا تھا حضرت خضر کا فعل بدعت نہیں ہو سکتا۔

ہمارے حضرت خواجہ کے ملفوظات میں مذکور ہے کہ سلسلہ چشتیہ و سہروردیہ میں

---

[۱] مکتوب سی و ششم جلد دوم ۱۲

خرقہ کو حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مسلسل اسناد کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔ مگر ذکر کو اس طرح روایت نہیں کرتے سلسلہ نقشبندیہ و کبرویہ میں ذکر بھی حضرت رسالت پناہ اور صدیق اکبر اور حضرت علی صلوات اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین سے مسلسل پہنچتا ہے جس کی اسناد میں کسی قسم کا فتور نہیں ہے +

اس اثنا میں کسی نے پوچھا کہ سلسلہ علیہ نقشبندیہ میں طریقہ رابطہ حضرت صدیق اکبرؓ سے اور طریقہ ذکر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پہنچنا بیان کیا جاتا ہے اس کی کیا اصلیت ہے +

ارشاد فرمایا کہ اس سلسلہ کا ذکر حبس دم کے ساتھ جس کو وقوف عددی کہتے ہیں حضرت صدیق اکبر سے بطریق مشہور پہنچتا ہے اور طریقہ رابطہ بھی آپ ہی سے ہے کیونکہ آپ سفر اور حضر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے اور صحبت کا فیض اٹھاتے تھے +

فائدہ (۵) مکاتیب[۱] مجددیہ۔ ذکر کی تعلیم ابتدائی چیز ہے جیسے بچوں کو الف بے کی تعلیم دیجاتی ہے +

فائدہ (۶) مکاتیب[۲] معصومیہ۔ ذکر مقصود اصلی سلوک کا نہیں ہے بلکہ فنا فی المذکور کا وسیلہ ہے +

چوتھی ھدایت

فنائے قلبی اور اس کے مناسب تحقیقات کے بیان میں

اس میں چودہ فائدے ہیں

فائدہ (۱) مکاتیب[۳] معصومیہ۔ سلوک کا تیسرا امر نسبیہ ہے کہ ماسوائے حق کو بھولجائے۔ اور تعلقات علمی حُبی سے جو علم حصولی سے متعلق ہیں نکلجائے علم و محبت کے ذریعہ سے قدیم کو حادث سے جدا کرے اور حضور مع اللہ کا اس طرح

---

[۱] مکتوب بست و ششم جلد دوم ۱۲ +
[۲] مکتوب سی و ہفتم جلد اول ۱۲ +
[۳] مکتوب چہل و ہفتم جلد اول ۱۲ +

سے مشتاق ہو جائے کہ اگر تکلّم سے بھی ماسوا حق کو یاد کرنا چاہے تو نہ کر سکے۔ بالفرض اگر اس مرتبہ والے کو حضرت نوح علیہ السلام کی عمر بھی دی جائے تو بھی ماسوا کا خطرہ اس کے دل میں نہ گذر سکے۔ اسی مرتبہ کو فنائے قلبی کہتے ہیں۔ یہ مرتبہ سلوک راہ کے تمام ہونے سے متعلق اور افعال الٰہیہ تک پہنچنے کا نتیجہ ہے +

فائدہ (۲) مکاتیب[۱] مجددیہ۔ جن مقامات کا تذکرہ کیا جاتا ہے وہ کچھ نہیں نزدیک ہیں۔ مگر حاصل کرنے میں دور ہیں۔ یہ بات کہ عالم امر کے پانچ قدم کو طے کر کے ان کے اصول کی سیر کرے تاکہ امکان کا دائرہ ختم ہو +

اس عبارت میں ولایت صغریٰ کی سیر پوری مذکور ہو گئی۔ حالانکہ اس سیر کا پورا ہونا پچاس ہزار سال میں ممکن ہے۔ آیت کریمہ تعرج الملٰئکۃ والروح الیہ فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ۔ ترجمہ اس کی طرف فرشتے اور روحیں عروج کرتی ہیں۔ ایسے دن میں جس کا اندازہ پچاس ہزار سال کا ہے۔ اسی امر کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ ہاں جذب اور عنایت خدا تعالےٰ جل سلطانہ اس دراز مدت کو پلک مارنے میں پورا کر سکتی ہے +

با کریماں کارہا دشوار نیست

نہیں دشوار یہ کریموں پر

فائدہ (۳) مکاتیب[۲] معصومیہ۔ اس طریقہ میں فنائے قلبی بعض مریدوں کو آسانی سے حاصل ہو جاتی ہے۔ جیسے کہ کسی شخص کو اس کی آنکھیں بند کر کے یکایک منزل پر پہنچا دیں۔ بدلنے والے اور نہ بدلنے والے الوان اور انوار اور مکاشفات و واردات کے مشاہدے جو مقصود حقیقی سے چنداں تعلق نہیں رکھتے ہیں۔ اس مقام کے گرد نہیں بھٹکتے۔ اس کا حاصل ہونا مریدوں کے حق میں آسان نہ سمجھیں اور سلوک کا پورا دائرہ ختم ہونے کو جس کی مدت پچاس ہزار سال ہے۔ سہل نہ تصور کریں۔ اور تلوینات سے نکل کر تمکینات میں ٹھہرنے کو معمولی بات نہ خیال کریں۔ ہاں یہ مرتبہ بہ نسبت اوپر کے مراتب کے ایسی نسبت رکھتا ہے جیسے قطرہ دریا سے۔ شعر

---

[۱] مکتوب دو صد و شصتم۔ جلد اول ۱۲ +

[۲] مکتوب صد و بست و دوم جلد اول ۱۲ +

آسماں نسبت بعرش آمد فرود ورنہ بس عالی ست پیش خاک تود

ترجمہ ۔
آسماں ہے پست گرچہ عرش سے
لیک اونچا ہے زمیں کے فرش سے

فائدہ (۴) مکاتیب[1] معصومیہ ۔ بتدی کو قبض وبسط کی نسبت تلونیات قلبی سے حاصل ہوتی ہے ۔ مگر جو شخص تلوین سے ترقی کر کے مقام تمکین میں پہنچ گیا ہے ۔ اس نے قبض وبسط سے رہائی پائی ۔ اگر اس کو قبض وبسط ہوتا بھی ہے تو محض صوری اور اسمی پس بفحوائے الایمان بین الخوف والرجاء اس مقام میں خوف ورجا سالک کے مناسب حال ہوتے ہیں ۔

فائدہ (۵) مؤلف ۔ ایک دن فقیر نے پیر دستگیر رحمۃ اللہ علیہ سے قبض باطن کے متعلق شکایت کی آپ نے ارشاد فرمایا کہ قبض وبسط بتدیوں کو ہوا کرتا ہے ۔ تم کو کس طرح سے ہوا ۔ میں نے عرض کیا کہ قبض کی سی صورت معلوم ہوتی ہے ۔ ارشاد ہوا کہ یہ قبض صوری ہے جو مضر نہیں ۔

فائدہ (۶) مکاتیب[2] معصومیہ ۔ سوال ۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ سلوک سے رجوع وہ شخص کرتا ہے یعنی واپس ہو جاتا ہے جو اثنائے راہ میں ہو ۔ اور جو سالک منزل مقصود کو پہنچ چکتا ہے وہ رجوع نہیں کر سکتا ۔ آیا کوئی سالک فنائے قلبی سے مشرف ہونے کے بعد بھی رجوع کر سکتا ہے یا نہیں ۔ اسی طرح بقیہ لطائف یعنی روحی وغیرہ سے مشرف ہونے کے بعد بھی رجوع ممکن ہے یا نہیں ۔

جواب ۔ چونکہ صاحب فنائے قلبی سیر قلبی تمام کر کے اصل میں واصل ہو جاتا ہے ۔ امید ہے کہ بقول مذکور وہ رجوع سے مامون رہے ۔ یہی حال تمام لطائف کے فنا کا ہے ۔

حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے متعدد مقامات پر تحریر فرمایا ہے کہ اگر صاحب فنائے قلبی کو حضرت نوح علیہ السلام کی ہزار سالہ عمر عطا کی جائے تو بھی اس کے دل میں اس نسیان کی وجہ سے ماسوا اللہ کا خطرہ نہ گذر سکے گا ۔

---

[1] مکتوب ہفتاد ونہم جلد سوم ۱۲

[2] مکتوب صد ونہم جلد دوم ۱۲

اِس سے معلوم ہوا کہ فنائے قلبی والے کے لئے رجوع نہیں ہے +

نیز حضرت ممدوح نے یہ بھی فرمایا ہے کہ صاحب فنائے قلبی تلونیات سے گذر کر مقام تمکین میں پہنچ جاتا ہے۔ ہاں آپ نے اپنے مکتوبات کے جلد اول میں ملا عبد الواحد کو لکھا ہے کہ آپ سلامتی قلب پر ہرگز فریفتہ نہ ہوں کہ رجوع کا احتمال باقی ہے +

ممکن ہے کہ حضرت دریافت کر چکے ہوں کہ ملا مذکور ابھی اس حقیقت پر نہیں پہنچ سکے ہیں۔ اس لئے آپ نے اس نقص کو ظاہر فرما دیا +

نیز ممکن ہے کہ اس وقت تک ان کو مقام قلبی کا حصول یقینی نہ ہوا ہو۔ اس لئے رجوع کا احتمال باقی ہو +

نیز ممکن ہے کہ آنحضرت رحمۃ اللہ تعالےٰ کو مکتوب الیہ کی دنیاوی امور میں کثرت مشغولی معلوم ہو گئی ہو اس لئے تنبیہاً اُن کو یہ لکھا ہو کہ ہنوز تم کو راہ سے رجوع کرنے کا احتمال باقی ہے۔ اس میں احتمالات کا دائرہ وسیع ہے۔ اگر تم کہو کہ فنائے قلبی بغیر فنائے نفسی کے حاصل ہو جاتی ہے اور نفس میں رعونت اور تکبر اور تمام بُرے اوصاف موجود رہتے ہیں۔ پھر رجوع سے کیونکر مامون ہو سکتا ہے +

اس کا ہم یہ جواب دینگے کہ فنائے قلبی کے بعد سالک میں نفس کی بُرائیاں اثر نہیں کرتیں اور اس کے نسیان میں خلل پیدا نہیں ہوتا +

دوسرا جواب یہ ہے کہ فنائے قلبی کے بعد سالک میں نفس کی اس قدر بُرائیاں رہنا مستبعد ہے کیونکہ یہ محسوس ہوتا ہے کہ فنائے قلبی کے بعد نفس اتنی تیزی پر نہیں رہتا۔ بلکہ نفس قلب کا مطلوب حقیقی میں استہلاک و انہماک دیکھکر اس نیک ہمنشین کی صحبت سے اپنی بہت سی بُرائیوں پر نادم ہو کر اصلاح پر آجاتا ہے +

سوال۔ فنائے قلبی اور روحی وغیرہ میں ہمیشہ حضور الہٰی نیند اور بیداری میں لازم ہے یا نہیں +

جواب۔ لازم ہے۔ کیونکہ فنا اور بقا ہمارے نزدیک دائمی ہے اگر دوام نہ ہو تو پایۂ اعتبار سے ساقط ہے۔ فنا و ہلاکت کا معاملہ حضوری سے بھی اعلیٰ اور

ارتفع ہے۔ جہاں ہلاکت اور فنا ہو وہاں حضور کا اطلاق شرم ہے +

حالت فنا میں ماسوا کا نسیان اور اس کا خطرہ نہ گذرنا ضروری امر ہے اور دوام حضور میں خطرہ گذر سکتا ہے۔ حضوری حق سبحانہ ماسوا کے ساتھ جمع ہو جاتی ہے جس طرح کہ بہتے ہوئے پانی کے ساتھ خس و خاشاک بہتا رہتا ہے اور پانی کے بہنے میں کچھ رکاوٹ نہیں ہوتی +

فائدہ (۷) مکاتیب[1] معصومیہ۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے الا للہ الدین الخالص اس لئے طالب حق سبحانہ تعالیٰ کے لئے ضروری ہے کہ محبت الٰہی میں یکجہت اور یکرو ہو کہ یہ مرتبہ شرک کو گوارا نہیں کرتا جس قدر سالک کثرت میں پھنسا ہو اور کثرت کے جہات اپنے ساتھ رکھتا ہو خواہ مرتبہ طلب میں ہو یا علم یا محبت میں اسی قدر وحدت حقیقی سے دور رہیگا جس قدر کثرت کی نسبتوں کو علیحدہ کرتا جائیگا۔ اوتنا ہی وحدت سے قریب ہوتا جائیگا +

جب تک کہ سالک نسبتوں کو علیحدہ کرنے میں مصروف ہے اس وقت تک مقام طریقت میں ہے۔ اور جب کثرت کی نسبتوں سے نکل جائے اور ماسوا کا اس قدر نسیان ہو گا کہ اگر برسوں تک تکلیف کے ساتھ ماسوا کا خطرہ لانا چاہے تو نہ لا سکیگا۔ نہ دنیا کی خوشی دل کو خوش کر سکیگی اور نہ غم دل کو غمگین کر سکیگا +

ولایت کے کمالات میں سے یہ پہلا کمال ہے اور دوسرے کمالات کی ابتدا۔ اس حالت کو فنائے قلبی کہتے ہیں پس پہلے پہلا کمال حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس کے بعد دوسرے کمالات کا تذکرہ +

فائدہ (۸) مکاتیب[2] معصومیہ۔ فنائے قلبی برزخ اور حقیقت جامعہ ہے تجلی فعلی کے ساتھ قائم ہے۔ کیونکہ فعل بھی برزخ جامع ہے اور قلب کو اس سے مناسبت کاملہ ہے۔ اس تجلی فعلی سے سالک کو یقین ہو جاتا ہے کہ فیوضات اور برکات کی عطا حق سبحانہ کے فعل ہیں +

وسائط محض بہانہ ہیں پس اولیاء اللہ سے خواہ وہ بقید حیات ہوں یا

---

[1] مکتوب ہفتاد و ہشتم جلد اول ۱۲ +

[2] مکتوب دو بست و سی و چہارم جلد اول ۱۲ +

نہ ہوں استفادہ یکساں ہوتا ہے اُس وقت وہ اولیاء مرحوم میں سے مثل زندہ اولیاٗ کے فیض حاصل کرتا ہے +

فائدہ (۹) مکاتیب[1] مجددیہ۔ ایک درویش نے مجھ سے سوال کیا تھا کہ میری محویت اور فنا یہانتک پہنچ گئی ہے کہ جس چیز کو دیکھتا ہوں کچھ نہیں پاتا ہوں۔ آسمان اور زمین عرش اور کرسی میری نظروں میں نہیں ہے۔ یہانتک کہ میں اپنے کو بھی نہیں پاتا ہوں۔ اور کسی اور کے پاس جاتا ہوں تو اس کو بھی نہیں پاتا ہوں۔ خدائے تعالے بے انتہا ہے اس کی نہایت کو کسی نے نہیں پایا مشائخ نے آج کل اسی کو کمال سمجھ لیا ہے۔ اگر آپ بھی اسی کو کمال سمجھتے ہیں تو آپ کے پاس بھی خدا طلبی کے لئے آنے میں کیا فائدہ۔ اگر اس کے سوا اور کسی بات کو آپ کمال سمجھتے ہیں تو فرمائیے +

فقیر نے اس کے جواب میں لکھا کہ تمہارا یہ حال تلونیات قلب سے پیدا ہوا ہے اور قلب اس رستہ کا پہلا زینہ ہے جس پر یہ حال طاری ہوا اس نے قلب کا ایک چوتھائی مقام طے کیا ہے۔ اور تین حصہ ہنوز اس کو طے کرنے باقی ہیں۔ اور قلب کے بعد دوسرا زینہ روح ہے اس پر چڑھنا چاہئے۔ اور اسی طرح سے بقیہ لطائف اور مقامات۔ الی ماشاء اللہ تعالیٰ +

فائدہ (۱۰) مکاتیب[2] معصومیہ۔ تم نے لکھا تھا کہ نہ اپنا شعور باقی رہا اور نہ اپنی عدم شعوری کا امتیاز باقی ہے۔ یہ حالت فناءِ قلبی میں پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ جب قلب میں نسیان دائمی پیدا ہوتا ہے تو نہ ماسوا حق کا شعور باقی رہتا ہے اور نہ اس کے عدم کا شعور +

فائدہ (۱۱) مکاتیب[3] معصومیہ۔ جب قلب سے خطرات زائل ہوتے ہیں تو دماغ میں جاتے ہیں اور دماغ حواس باطنہ کا مقام ہے۔ دماغ سے یہ خطرات دفع ہو کر کہاں جائیں گے۔ (مؤلف۔ یہ ایک مخصوص سر ہے۔ طریقہ نقشبندیہ کا جو خاص فقیر کے پیر و مرشد ہی کو معلوم ہے) +

---

[1] مکتوب دوصد و شصت و چہارم جلد اول ۱۲ +

[2] مکتوب صد و شصت و ششم جلد اول ۱۲ +

[3] مکتوب پنجاہ و پنجم جلد اول ۱۲ +

فائدہ (۱۲) مؤلف۔ اس راز کا ایک شمہ خاتمہ کتاب کے فائدہ (۲۴) میں انشاء اللہ تعالیٰ بیان کیا جائیگا +

فائدہ (۱۳) مکاتیب[۱] معصومیہ جاننا چاہئے کہ اس کمال میں اگرچہ باطن کو حضوری دوامی رہتی ہے اور ماسوا کی گرفتاری سے رہائی ملجاتی ہے۔ لیکن نفس کا وجود باقی اور اس کا علم حضوری اور اس کی انانیت کا فساد موجود رہتا ہے +

فائدہ (۱۴) مؤلف کو حضرت پیر دستگیر نے پہلے مرتبہ کے سفر میں چار روز میں فنائے قلبی کی خوشخبری فرمائی تھی اور ارشاد فرمایا تھا کہ نفس ہنوز باقی ہے اس کی فکر میں رہو +

پانچویں ہدایت

عدمیت اور فنائے نفس اور اُس کی متعلقہ تحقیقات کے بیان میں

اسمیں سولہ[۱۶] فائدے ہیں

فائدہ (۱) مکاتیب[۲] معصومیہ۔ اولیاء اللہ کی توحید کا دوسرا مرتبہ فنائے نفس ہے جس میں سالک کی ہستی اور علم ہستی زائل ہو جائے۔ اس کی خودی اور بڑائی کا دعویٰ دُور ہو جائے۔ اور اپنے[۳] عارضی کمالات کو اپنی اصل (حق جل وعلیٰ) کے عطیات پاتا ہے۔ اور پہلے جو اپنے کو ان کمالات کا آئینہ اور مظہر جانتے ہوئے تھا اب اپنے کو معدوم اور مثل جسم مردہ بے حس وحرکت سمجھتا ہے۔ اور انانیت و خودی کے مٹ جانے کی وجہ سے اپنے لئے لفظ میں نہیں بول سکتا۔ اس منزل میں ذات الٰہی کی توجہ ذات الٰہی کی طرف ہوتی ہے کہ سالک کا نہ نام باقی رہتا ہے نہ نشان +

اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ سالک اس وقت عین حق ہو گیا اور ذات الٰہی اور سالک ایک ہو گئے ہیں پس انا الحق کہنا اس منزل تک رسائی نہ ہونے کی

---

[۱] مکتوب بست وسوم جلد اول ۱۲ +
[۲] مکتوب بست وسوم جلد اول ۱۲ +
[۳] یہاں سے تا "بیحرکت سمجھتا ہے" مکتوب چہل وہشتم جلد اول ۱۲ +

علامت ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ خودی اور انانیت مٹ جانے کے بعد انا الحق کہنے کے کیا معنی سبحانی کہنا کس طرح سے ممکن ہے ؎

خیال کج مبر اینجا وبشناس   کسے کو در خدا گم شد خدا نیست

غلط فہمی نہ کر اور اس کو پہچان

شاجو حق میں ہو اس کو نہ حق جان

اس کیفیت کے پیدا ہونے کو فنا نفس کہتے ہیں حقیقی فنا اسی منزل میں حاصل ہوتی ہے۔ پہلی فنا یعنے فنا قلبی میں آئینہ کی ماسوا کے نقوش سے اور غیر اللہ کے خطرات سے خواہ وہ آفاقی ہوں یا انفسی پاکی اور صفائی حاصل ہوتی ہے جس کا حصول تجلےٓ افعالی سے وابستہ ہے +

اور دوسری فنا یعنے فنا نفسی میں ذات سالک کی فنا ہوتی ہے اور اس کو اپنی ہستی کا بھی علم زائل ہو جاتا ہے جو تجلی صفاتی سے متعلق ہے۔ مگر اس کمال کا حصول تجلی ذاتی سے پیوستہ ہے۔ کسی بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

یک ذرہ اگر در تو زہستی باقی ست   ایمن منشیں کہ بت پرستی باقی ست

یک ذرہ اگر تجھ میں ہے ہستی باقی

بے فکر نہ ہو کہ خود پرستی باقی

فائدہ (۲) مکاتیب[1] معصومیہ۔ وجود اور اس کے متعلقہ کمالات واجب تعالےٰ کی ذات کے ساتھ مختص ہیں۔ ممکن میں اس کا جو کچھ ظہور ہے بطور پرتو کے ہے اور اسی سے مستفاد اور مستعار ہے۔ ممکن کا کمال ذاتی عدم ہے اس نے عکس واجب سے نمود پائی۔ اور اس وجہ سے وہ عدم محض سے ممتاز ہوا۔ مگر باوجود اس عارضی ہستی کے اس نے اپنے کو کامل اور مرکز بہتری تصور کر کے واجب کے ساتھ (وجود میں) شرکت اور مماثلت پیدا کی اور اپنی ہستی کا مقر ہو گیا۔ اور اپنی اصلی حالت (عدم) کو بھول گیا۔ ہاں اگر کسی عالی ظرف سالک کو اللہ تعالےٰ اپنے فضل وکرم سے اپنے تقریب کی دولت سے نوازنا چاہتا ہے تو اس کو اس کی فانی اصلیت کی معرفت بخشتا ہے۔ پس سالک خود فہمی کی منزل سے دور ہو

---

[1] مکتوب چہل وہفتم جلد اول ۱۲ +

کر خداشناسی کا کمال پیدا کرتا ہے اور ہر ایک حسن و کمال کو ذات الٰہی کے کمالات سمجھتا ہے ۔ اور بوی شرک اور دعوائے خود پرستی سے نجات پاتا ہے۔

رُباعی

وصافی خود بر غم حاسد تا کے — ترویج چنیں متاع کاسد تا کے
تو معدومی خیال ہستی از تو — فاسد باشد خیال فاسد تا کے

ترجمہ رباعی

اپنی توصیف و خودستائی کبتک — اس جنس خراب کی بھلائی کبتک
ناپید کو یہ خیال ہستی کیا — بیکار خیال اور برائی کبتک

فائدہ (۴۳) مکاتیب[1] معصومیہ ۔ جاننا چاہیئے کہ فنائے نفس میں بہت سے مدارج ہیں ایسے خوش نصیب سالک کم ہیں جو اس کے حقیقی درجہ تک پہنچے ہوں اگرچہ بہت لوگ ایسے ہیں جو عقل اور وہم سے اس معنے کو سمجھ لیتے ہیں ۔ اور مراقبہ میں ایک آدھ موتی اس کے دریاؤں میں سے نکال لاتے ہیں ۔ اور اس تھوڑے حصول کو ذوق و شوق کے غلبات کی وجہ سے بہت کچھ سمجھتا ہے یا اندراج کی وجہ سے یا پیر کامل کے پرتو کو اپنا حصول سمجھ لیتا ہے ۔ مگر حقیقت میں ایسے سالک بہت ہی کم ہیں جو بقدر طاقت بشریہ اس کمال سے پوری طرح سے متصف ہوں پس سالک جب تک اس کمال کی حقیقت تک نہ پہنچے گا اپنی الوہیت کے اثبات سے نجات نہ پا سکے گا ۔ بلکہ حقیقت کے برعکس کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی تکرار سے اپنی الوہیت کا اثبات کرتا رہیگا ۔ اس خیال سے کہ وہ اپنی صفت کمال کے ثابت کرنے کے لئے آیا ہے ۔

واضح ہو کہ اگر اس کو بعض اوقات بطور ندرت حقیقی فنا کی جھلک معلوم بھی ہوتی ہے تو وہ بعض لطائف کی فنا و بقا ہوتی ہے نہ کل کی پس جب تک کہ فنائے کامل نہ حاصل ہو پوری طرح نجات نہ پا سکے گا ۔

فائدہ (۴۴) مؤلف ۔ حضرت پیر دستگیر رضی اللہ عنہ نے ایک روز خلوت میں توجہ دیتے وقت اس فقیر کو القا فرمایا کہ کمال فنا کی علامت یہ ہے کہ کسی لطیفہ

---

[1] مکتوب چہل و ہفتم جلد اول ۱۲

ہیں کسی وقت ذکر محسوس نہ ہو ✣

فائدہ (۵) مکاتیب[۱] معصومیہؒ۔ تم نے پوچھا تھا کہ سلوک طے کرنیوالوں پر شیطان کا قابو باقی رہتا ہے یا نہیں۔ پس معلوم ہو کہ خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ جو سالک فنائے نفس کی حد تک نہیں پہنچا جب اُس کو غصہ آئیگا شیطان اس پر قابو پائیگا اور جو فنائے نفس کے مقام تک پہنچ گیا ہے اس میں غصہ باقی نہیں رہتا۔ بلکہ اس کو غیرت ہوتی ہے (جس کو جلال کے نام سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے) جہاں غیرت ہو شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے ✣

فائدہ (۶) مکاتیب[۲] معصومیہؒ۔ فنا اور بقا کے مسئلہ میں مشائخ کے اقوال مختلف ہیں۔ اسی وجہ سے ان معانی کا وہاں سے حاصل کرنا مشکل ہے۔ مگر حضرت مجدد رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اس معاملہ میں جو توضیح فرمائی ہے وہ دوسری ہی چیز ہے۔ جس کو اس کا ذائقہ نہیں ملا وہ اس کے مزہ کو کیا جان سکتا ہے ✣

فائدہ (۷) مکاتیب[۳] معصومیہؒ۔ سوال۔ سالک میں اگر ایسی حالت پیدا ہو جائے کہ خود کو اور ماسوا کو معدوم پائے اور سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی کو موجود نہ پائے۔ اور یہ حالت اس میں ہمیشہ رہے تو اصطلاح صوفیۂ کرام میں وہ مرتبہ فنا پر پہنچ گیا ہے یا نہیں ✣

جواب۔ یہ سالک فنائے جذبہ میں پہنچا ہے۔ فنائے مطلق میں اس وقت پہنچیگا جب عدمیت کی یافت خود کو اور عالم کو ظل جانکر اصل میں لاحق ہونے کے علم سے پیدا ہوئی ہو۔ اپنے اس حال کو خود صاحب عدم پاسکتا ہے یا دوسرا کوئی عارف کشف سے اس کی علامتوں سے سمجھ سکیگا۔ اور اس کے نسبت فنا کی رائے قائم کر سکے گا۔ اصل یہ ہے کہ سالک کا مبداء تعین جو اسم ہو اس میں واصل ہونے اور اس میں ہلاک ہو جانے پر فنائے مطلق موقوف ہے۔ عدمیت میں وصول اور ہلاکت نہیں ہے ✣

انتہا یہ ہے کہ اسم مذکور کی ہستی سالک کے ادراک پر غالب آجائے اور سالک

---

[۱] مکتوب بست و نہم جلد اول ۱۲ ✣

[۲] مکتوب سی و ہشتم جلد ثالث ۱۲ ✣

[۳] مکتوب صد و بستم جلد دوم ۱۲ ✣

اپنے کو اس کی ہستی میں چھپا ہوا پائے۔ اور اپنے معدوم کو دیکھے۔ جب وہ اس اسم میں فنا ہو کر وجود اور اس کے کمالات کو اسی سے دیکھے گا یا اس میں شامل پائیگا۔ تب کہا جائے گا کہ وہ مرتبہ فنائے مطلق پر پہنچ گیا +

فائدہ (۸) مکاتیب[۱] معصومیہ۔ صاحب فنا کے لئے جذب کی وجہ سے رجوع جائز ہے کیونکہ وہ ابھی راستہ میں ہے اور اس کا جذب سلوک میں منضم نہیں ہوا۔ فنائے قلبی وہ فنا ہے جو جذبہ اور سلوک پر شامل ہے۔ اس لئے حضرت مجدد رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے ایک مکتوب میں فرمایا ہے کہ فنائ قلبی اولیاء اللہ کو حاصل ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ولایت بغیر جذب اور سلوک کے حاصل نہیں ہوتی کیونکہ یہ دونوں ولایت کے اجزا ہیں +

فائدہ (۹) مؤلف۔ اس صورت میں جو شخص فنائ قلبی سے مشرف ہو گیا وہ عدمیت کی بشارت کا محتاج نہیں رہا حالانکہ حضرت پیر دستگیر قدس اللہ سرہ سالکوں کو عدمیت کی بشارت فنائ قلبی کی بشارت کے بعد علیحدہ دیتے تھے +

اس کا جواب یہ ہے کہ عدم کی دو قسمیں ہیں ایک وہ عدم جس کو حضرت خواجہ نقشبند رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ عدم کا وجود بشریت کے وجود کے ساتھ عود کرتا ہے اور وجود فنا وجود بشریت کے ساتھ عود نہیں کرتا۔ اس عدم سے مراد وہ عدم ہو جو فنائ قلبی سے پہلے طاری ہوتا ہے +

دوسرا عدم وہ ہے جو اس قول میں مذکور ہے کہ میں خواہش کرتا ہوں اس عدم کی جو کبھی نہ پلٹے۔ اس عدم سے مراد وہ عدم ہے جو فنائ قلب کے بعد طاری ہوتا ہے۔ حضرت خواجہ معصوم قدس سرہٗ کا یہ ارشاد کہ (فنائ قلب کے بعد جو عدم پیدا ہوتا ہے۔ وہ فنائ نفس کا مقدمہ ہے) ہمارے اس قول کی تائید کرتا ہے +

فائدہ (۱۰) مکاتیب[۲] معصومیہ۔ فنا و عدم کے معنی تحقیق کے ساتھ معلوم کرنا سالک راہ کے لئے ضروری ہے۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اکابر رحمۃ اللہ علیہم کی عبارتوں میں جو عدم مستعمل ہوا ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ اسم الٰہی جل سلطانہٗ

---

[۱] مکتوب صد و نہم جلد دوم ۱۲ +

[۲] مکتوب دوازدہم جلد اول ۱۲ +

کی ہستی جو عارف کا مبدا تعین ہے جذب اور محبت کے رستہ سے سالک کے ادراک پر اس طرح طاری ہو جائے کہ سالک اس کے مقابلہ میں چھپ جائے اور اپنی ذات و اوصاف کو گم کر دے۔ وجود عدم یعنی وہ وجود اور بقا جو عدم کے بعد ظاہر ہوتی ہے اس کے معنے اسی ہستی کے ثابت ہونے کے ہیں +

وجود عدم کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ سالک میں وصف عدم پیدا ہو جائے پس یہ عدم اور وجود عدم فنا اور بقاء جذبی کے معنے میں ہے۔ لیکن اس ظہور کا دوام نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے جو فنا و بقا اس پر شامل ہوگی وہ بھی ہمیشہ نہ رہیگی پس وہ سالک جس کی یہ حالت ہو بشریت کے رجوع سے بیخوف نہ رہے۔ کیونکہ جب تک اس حالت کا ظہور ہے سالک کی ہستی چھپی ہوئی ہے۔ جب ظہور چھپ جائیگا بشریت کا وجود واپس ہوگا +

فناء حقیقی کے معنی یہ ہیں کہ ہستی مطلوب عارف پر اس طرح غالب ہو جائے کہ عارف اپنے اوصاف اور اخلاق کو مطلوب کے اوصاف اور اخلاق کا پرتو جانے اور اپنے تمام اوصاف اور اخلاق کو بالکل اوصاف اور اخلاق الٰہی جانے اور تمام نسبتوں سے خالی ہو جائے تاکہ کسی نسبت کو اس پر راہ نہ ملے وجود فنا اسی بقا کو کہتے ہیں جو اس فنا پر مترتب ہو +

سالک نئی ہستی میں وجود موہوب کے ساتھ موجود ہوتا ہے پس اس فنا اور بقا کا ہمیشہ رہنا لازم ہے۔ اب اس میں وجود بشریت کے لوٹنے کا اندیشہ باقی نہیں رہا +

پہلی صورت میں سالک کی ہستی چھپ جاتی ہے اور دوسری صورت میں اس کی ہستی فنا ہو جاتی ہے۔ اس سے دونوں حالتوں کا فرق ظاہر ہو گیا چھپ جانے والا کبھی ظاہر ہو جاتا ہے اور کبھی پوشیدہ رہتا ہے۔ اور فنا ہونیوالا واپس نہیں ہوتا +

پہلی فنا نہ سالک کی مطلوب ہے اور نہ ولایت کا اس سے کچھ تعلق۔ دوسری فنا سالک کی مطلوب اور حصول مقام ولایت کی شرط ہے +

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ طالب کو پہلی حالت میں دوسری حالت کا شبہ ہو جاتا

ہے۔ حالت عدم کے پیدا ہو جانے کی وجہ سے اپنے کو فانی حقیقی سمجھ لیتا ہے۔ یہ مقام سالک کی لغزش گاہ ہے اس مقام سے گذرنے کے لئے بعنایت الٰہی ایسے پیر کامل کی ضرورت ہوتی ہے جو جذب اور سلوک دونوں سے تربیت پاکر انتہا کو پہنچا ہوا ہو۔ تاکہ بیچارے بھٹکے ہوئے سالک کو اس بھنور سے نکالے اور اُس کی غلطی کو اس پر ظاہر کرکے فنا حقیقی کی طرف رہنمائی کرے +

سوال جب مطلوب کی ہستی کا ظہور دونوں صورتوں میں ہے تو پھر ایک حالت ہمیشہ کیوں نہیں رہتی۔ اور دوسری کیوں رہتی ہے۔ اور ایک حالت ولایت کو کیوں ثابت نہیں کرتی ہے اور دوسری کیوں ثابت کرتی ہے +

جواب۔ پہلی صورت یعنی عدم میں طالب مطلوب تک واصل نہیں ہوا ہے! ورنہ اس کا جذب سلوک میں ضم ہوا اور نہ وہ مقام قلب سے ترقی کرکے مقلب القلوب میں واصل ہوا۔ ابھی طالب اور مطلوب میں پردہ ہے لیکن جذب اور محبت کی وجہ سے پردوں کے پیچھے سے مطلوب کا پرتو طالب کا باطن میں چمک رہا ہے اور اس کو اس کی ہستی سے بھلا رہا ہے۔ چونکہ پردہ بیچ میں حائل ہے اس لئے یہ حالت ہمیشہ نہیں رہتی۔ پس وجود بشریت کے لوٹنے سے بیخوف نہ رہے۔ چونکہ حالت ظاہرہ مطلوب کے ظلال سے ایک ظل اور اس کے پرتوؤں سے ایک پرتو ہے۔ سایہ کی اتنی قوت نہیں کہ سالک کے اوصاف اور تعلقات غیری کو سلب کرکے اس کو فنا حقیقی تک پہنچا سکے۔ اس لئے سالک اس حالت میں اپنے اوصاف اور نسبتوں سے نہیں نکل سکتا ہے اور فنا حقیقی تک نہیں پہنچ سکتا ولایت جذب اور سلوک کے مجموعہ سے وابستہ ہے +

تنہا مرتبہ جذب کے حصول کی وجہ سے اس حالت پر ولایت کا نام صادق نہ ہوگا۔ دوسری صورت میں عارف مقام قلب سے نکلکر مقلب القلوب میں واصل ہو چکا ہے اور جذب وسلوک کے معاملہ کو انجام تک پہنچا چکا ہے۔ اور مطلوب کو بے پردہ آغوش میں لے چکا ہے۔ اس لئے اس کے حق میں ظہور دائمی ہے اور بشریت کے رجوع سے وہ بیخوف۔ کیونکہ کوئی پردہ بیچ میں حائل نہیں رہا۔ تاکہ محجوبیت متصور ہو سکے۔ وہ وجود اور کمالات جو ممکن کے ساتھ نسبت رکھتے ہیں اور

مطلوب کے کمالات اور وجود کے ظل ہیں مطلوب کے مخفی رہنے کی وجہ سے سالک ان کمالات اور وجود کو اپنی ذات سے منسوب کر رہا تھا۔ امانت میں خیانت کر کے برابری کا مدعی بنا تھا۔ مگر اب اصل کے طلوع ہونے کے وقت ظل کو اصل پر حوالہ کر کے نسبتوں سے خالی ہو کر صحرائے عدم کی طرف کوچ کرتا ہے اور فنا حقیقی سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اب جو فنا اور بقا مترتب ہوگی اس پر اسم ولایت کا اطلاق درست ہوگا +

رعایت کے دیدار کو اصل کے تفویض کرنا تجلی صفاتی کی وجہ سے ہے اور کمال اس کا تجلی ذاتی سے وابستہ ہے کیونکہ ہر مقام کا پورا ہونا اس مقام سے گذرنے پر موقوف ہے +

فائدہ (۱۱) مکاتیب معصومیہ۔ **سوال**۔ فنا کے معنی ماسوا کو بھولنے اور عدم کو پورے طور پر زائل کر دینے کے ہیں پس فنا کے حاصل ہونے کی صورت میں اگر سالک کو اس کے فنا کا علم ہے تو ابھی اس کو فنا حاصل نہیں ہوئی۔ اگر علم باقی نہیں رہا تو وہ کس طرح سے کہتا ہے کہ مجھ کو فنا حاصل ہوئی ہے اور اکثر ارباب فنا نے اس مقام کی خبر دی ہے +

جواب۔ حالت فنا کے ختم ہونے کے بعد سالک معلوم کرے گا کہ فنا حاصل ہوئی ہے اور اس کی خبر دیگا +

فنا کے ہمیشہ رہنے کی صورت میں جیسا کہ حضرت مجدد صاحب قدس سرہ العزیز کا مختار ہے فنا کے لئے بقا لازمی ہے سالک عین فنا میں باقی اور عین بقا میں فانی ہے پس اس مقام میں عارف کے صفات اور افعال اس سے فانی ہو کر اللہ تعالے کے صفات اور افعال کے ساتھ باقی ہونگے +

مثلاً سالک کا علم اس سے فنا ہو کر اللہ تعالے کے علم کے ساتھ بقا پائیگا اسی طرح تمام صفتیں۔ اس لئے اگر عارف فانی اس مقام میں کسی شے کو علم باقی سے معلوم کرے تو اس کی فنا کے مخالف نہیں ہے۔ کیونکہ اس نے فنا شدہ علم سے معلوم نہیں کیا ہے تاکہ اعتراض لازم آسکے +

---

۵۱ مکتوب نود و سوم جلد اوّل ۱۲+

یہ علم ہی دوسرا ہے جس سے سالک ادراک کر رہا ہے۔ کسی بزرگ کا قول ہے کہ میں نے اللہ کو اللہ سے پہچانا اور اللہ کو اللہ کے نور سے پایا +

سالک کی یہ معرفت اس کے نسیان کی مخالف نہیں ہے +

دوسرا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فنا ایک لطیفہ کی ہتی اور علم دوسرے لطیفہ سے ہے۔ ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ فنا کی ہمیشگی کی صورت میں جس طرح عارف فنا سے پہلے تھا اسی طرح فنا کے بعد بھی ہے۔ زن و فرزند اور دوست و احباب کو پہلے کی طرح پہچانتا ہے اس لئے اگر باطن کے بعض حالات سے واقف رہے تو کوئی تعجب نہیں۔ اگر تم کہو کہ محل دانش قلب ہے جب قلب فانی ہو گیا تو ظاہر بھی دانش سے محروم رہیگا۔ ہم جواب دینگے کہ بغیر دانش قلب کے ظاہر کا دانش سے محروم رہنا اور دانش کا قلب پر موقوف رہنا ناجائز ہے۔ کیونکہ ہم علانیہ دیکھتے ہیں کہ قلب ماسوا کی دید و دانش سے مطلقاً چھوٹ جاتا ہے مگر ظاہر کی دانش بدستور باقی رہتی ہے۔ اگر اس قول کے اور دوسرے معنی ہوں تو وہ بھی ہمارے مدعا کے مضر نہیں +

تحقیق یہ ہے کہ فناء قلب ثابت ہونے کے بعد قلب کا جس دانش سے تعلق تھا وہ دوسرے مقام پر منتقل ہو جاتی ہے اور وہی مقام دانش کا محل ہو جاتا ہے والسلام والاکرام اولاً وآخراً +

فائدہ (۱۲) مکاتیب[1] معصومیہ۔ **سوال**۔ صاحب نزہت کا قول ہے ؎

گوئیں عناں خود چہ تابے	گم شو کہ چو گم شوی بیابے
ایں نکتہ نمود نا صوابم	چوں گم شوم انگھے چہ یابم
یابندہ اگر کسے دگر خواست	از گم شدنم پس او چہ میخواست

جواب مختصر یہ ہے کہ گم ہونا ماسوا کی نسبت ہے اور یافت کی نسبت حق جل شانہ کے ساتھ وابستہ ہے۔ اس لئے دونوں میں کوئی منافات نہیں مفصل **جواب** یہ ہے کہ گم ہونا مقام فنا میں جو عین الیقین کا مقام ہے متحقق ہے

[1] مکتوب نود و چہارم جلد اول ۱۲ +

کیونکہ اس مقام میں علم عینیت کا منافی ہے ÷

مقام بقا کی یافت عین الیقین میں حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے گم ہونا یافت کی شرط ہے۔ اگرچہ دونوں ایک وقت میں جمع نہ ہوں۔ اب کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا ہے ÷

یہ مطلب اس صورت میں ہے اگر ہم یافت سے ادراک مرکب کا ارادہ کریں۔ اگر ادراک غیر مرکب کا ارادہ کریں تو گم ہونے کے وقت ادراک بسیط حاصل ہوگا کسی بزرگ کا قول ہے۔ رباعی

از حضرت ذات بہرہ استہلاک ست ۔۔۔ استہلاکے کہ از تصور پاک ست
آں معرفتے کہ نامش ادراک بسیط ۔۔۔ آنجا چہ محل دانش و ادراک ست

اب کوئی اعتراض نہ رہا کیونکہ فنا مذکور شہودی ہوئی نہ کہ وجودی۔ اگر فنا وجودی فرض کی جائے تو وہی جواب ہوگا جو پہلی صورت میں دیا گیا۔ کیونکہ وجود موہوب کی ایجاد کے بعد جو ولایت ثانیہ سے متعلق ہے یافت حاصل ہے ÷

فائدہ (۱۳۳) مکاتیب[۱] معصومیہ۔ ذوق وشوق و وجد کا جوش جو سکر اور غلبہ محبت سے پیدا ہوا تھا وضاحت سے انجام کو پہنچا مبارک ہو۔ خدائے پاک تمہارے ذوق وشوق کو زیادہ کرے۔ محبت ہی کے جوش نے لطیف اور کثیف رذیل اور شریف اوصاف کو برابر کر دیا ہے۔ محبت ہی کے سکر نے اسلام اور کفر کو مساوی کر کے برائیوں کو چھپا دیا۔ اور محبوب کے سوا سب کو بھلا دیا ہے یہ پھول مقام جمع کے چمن سے شگفتہ ہوئے ہیں۔ یہ حیرت اور عدمیت مقام عین الیقین سے آئی ہے۔ جو فنا اور بے شعوری کا مرتبہ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ مقام بہت اچھا ہے مگر اس میں ٹھیر جانا اچھا نہیں ہے۔ فنا اگرچہ کمال ہے مگر دوسرے کمالات کا زینہ اور مقام قرب میں عروج کرنے کی شرط ہے ؎

ہیچکس را تا نہ گردد او فنا ۔۔۔ نیست رہ در بارگاہ کبریا

جب تلک کوئی نہ ہو جائے فنا
بارگاہ حق میں پائے راہ کیا

---

[۱] مکتوب بست و ششم جلد اول ۱۲ ÷

فائدہ (۱۴۳) مکتوبات مجددیہ۔ اگر کوئی شخص شطحیات کی گفتگو کرے اور سب کے ساتھ مقام صلح میں رہے اور سب کو سیدھے رستہ پر خیال کرے اور حق و خلق میں تمیز نہ کرے اور امکان و وجوب کے وجود کا قائل نہ ہو تو اگر وہ مقام جمع میں پہنچکر کفر طریقت سے موصوف ہو چکا ہے اور ماسوا کو بھول گیا ہے تو وہ مقبول ہے اور اس کی باتیں اگرچہ ظاہر کے خلاف ہیں مگر وہ سکر سے پیدا ہوئیں ہیں۔ اس لئے وہ معذور ہے ✣

اور اگر وہ اس حال اور کمال کو بغیر پہنچے ہوئے ایسی گفتگو کرتا ہے اور سب کو برحق اور سیدھے راستہ پر خیال کرتا ہے اور باطل و حق میں تمیز نہیں کرتا تو وہ زندیق اور ملحد ہے اس کا مقصود شریعت کو باطل کرنا اور اس کا مطلوب انبیاء کرام کی تبلیغ کو برباد کرنا ہے پس کلمات خلافیہ سچے سے بھی ظاہر ہوتے ہیں اور جھوٹے سے بھی۔ مگر سچے کے لئے آبحیات ہیں اور جھوٹے کے لئے زہر قاتل۔ جیسے دریائے نیل کا پانی فرعونیوں کے لئے خون ناگوار اور بنی اسرائیل کے لئے آب خوشگوار تھا۔ اس لئے یہ مقام اہل اسلام کے لئے لغزش گاہ ہے۔ پس جو لوگ کہ ارباب سکر کے کلام کی پیروی کی وجہ سے سیدھے رستہ سے ہٹکر گمراہی اور نقصان کی گلیوں میں پریشان ہیں۔ اور اپنے دین کو برباد کر چکے ہیں۔ اتنا نہیں جانتے کہ ان باتوں کا قبول کرنا ان شرائط پر موقوف ہے جو ارباب سکر میں موجود اور ارباب شہود میں ناپید ہیں ✣

سب سے بڑی شرط ماسوائے حق سبحانہ کو بھول جانے کی ہے جو اس قبولیت کے گھر کی دہلیز ہے سچے اور جھوٹے کا امتیاز شریعت کی پیروی سے ہوتا ہے۔ جو سچے ہیں وہ باوجود سکر اور بے تمیزی کے شریعت کے بال برابر خلاف نہیں کرتے حضرت منصور رحمۃ اللہ علیہ باوجود انا الحق کہنے کے قید خانہ میں ہر رات پانسو رکعتیں نفل نماز کی پڑھا کرتے تھے۔ اور ظالموں کے ہاتھ کا کھانا حالانکہ وجہ حلال سے ہوتا تھا نہیں کھاتے تھے اور جو شخص جھوٹا ہے اس پر احکام شریعت کی تعمیل کوہ قاف کیطرح بھاری ہے بمصداق آیت کریمہ کہ "مسلمانوں کی ہدایت پر چلنا مشرکوں پر بہت گراں ہے" ان کے حال کی سچی نشانی ہے۔ اے خدائے کریم

ہم کو اپنی رحمت عطا فرما اور اپنے فضل سے ہم کو ہدایت فرما اور سلام اس پر ہو جو ہدایت کی پیروی کرے۔

فائدہ (۱۵) مکاتیب[1] مجددیہ۔ مشائخ قدس اللہ اسرارہم میں سے جنہوں نے شطحی کلام کیا۔ اور ان سے ظاہر شریعت کے خلاف باتیں سرزد ہوئیں وہ کفر طریقت کے مقام پر تھے۔ جو سکر اور بے تمیزی کی جگہ ہے۔ جو بزرگان دین اسلام حقیقی کی دولت سے مشرف ہو گئے ہیں وہ ان باتوں سے پاک اور مبرا ہیں۔ ظاہراً و باطناً انبیاء کرام کی پیروی کرتے اور ان کے پیرو رہتے ہیں علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات۔

فائدہ (۱۶) مکاتیب[2] معصومیہ۔ مرتبہ جمع سے مرتبہ فرق میں اور عین الیقین سے حق الیقین میں اور فنا سے بقا میں اور کفر طریقت سے اسلام طریقت میں عروج کرنا چاہیئے اور عدم سے وجود میں اور جہل سے علم میں جانا چاہیئے۔ تاکہ اسلام کا حسن جلوہ گر اور کفر کی برائی ظاہر ہو۔

چھٹی ھدایت

مقام بقا کے بیان میں

اسمیں چار فائدے ہیں

فائدہ (۱) مکاتیب[3] معصومیہ۔ جب سالک کی اس مقام سے ترقی ہوتی ہے اور جس فنا میں وہ گم ہوا تھا اس کے اوصاف اور اخلاق اس پر ظاہر ہوتے ہیں اور وہ ان سے مزین ہو جاتا ہے اور حق الیقین اس پر ظاہر ہوتا ہے۔ تب وہ فنا سے بقا میں عروج کرتا ہے۔ اس وقت اسلام کا حسن اس پر ظاہر ہوتا ہے۔ اور حیرت و مدہوشی سے نکل جاتا ہے اور خدائے تعالےٰ کو خود خدائے تعالےٰ سے پاتا ہے۔ نہ اپنے سمجھ اور اپنے علم سے (جو اس سے فنا ہو چکے ہیں) خدائے پاک فرماتا ہے کہ کیا ہم نے انسان مردہ کو زندہ نہیں کیا اور کیا ہم نے اس کو ایسا نور عطا نہیں کیا جس سے وہ لوگوں میں پھرتا ہے۔

---

[1] مکتوب نود و پنجم جلد دوم ۱۲
[2] مکتوب بست و ششم جلد اول ۱۲
[3] مکتوب چہل و ہشتم جلد دوم ۱۲

حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس کو میں نے شہید کیا اس کی دیت میں ہوں ؎

درکس منگر چو آشنائے تو منم
با درد بساز چوں دوائے تو منم

درد پیدا کر دوا میں ہوں تیری
مجھ میں گم ہو تو شفا میں ہوں تیری

گر بر سر کوئے عشق ما کشتہ شوی
شکرانہ بدہ کہ خوں بہائے تو منم

میری خاطر تو فنا ہو گا اگر
شکر ول سے کر بقا میں ہوں تیری

فائدہ (۲) مکاتیب[1] معصومیہ۔ آپ نے عالم میں جو دیکھا تھا کہ فقیر آپ سے یہ کہہ رہا ہے کہ فنا فی اللہ ہونے کی کوشش کرو نہ بقا باللہ کی۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ ابھی بقا کا وقت نہیں آیا ہے۔

نیز یہ معنی بھی ہیں کہ بقا محض بخشش الٰہی کا نام ہے جس سے پہلے فنا ثابت کا ہونا ضروری ہے پس اس کا مطلب یہ ہے کہ تم بقا حاصل کرنے کی فکر مت کرو کہ وہ خود بخود فناء کامل حاصل ہونے کے بعد تمہاری کوشش کے بغیر محض اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے سرفراز ہو جائیگی۔ بخلاف فنا کے کہ اگرچہ وہ بھی اللہ تعالےٰ کی ایک بخشش ہے مگر اس کے آغاز کے لئے کسب اور محنت کی ضرورت ہے۔ کیونکہ فنا نابودی یعنی مٹ چکنے کو کہتے ہیں۔ جو نفی کا نتیجہ ہے اور نفی ایک کسبی شے ہے پس جاننا چاہیئے کہ خود کی نفی کرنا طریقت ہے اور نفی ہو جانا حقیقت ہے۔

طریقت ظاہر میں کسب سے وابستہ ہے اور حقیقت بخشش الٰہی پر منحصر ہے فنا فی اللہ ہو یعنی اس کے مقدمات حاصل کرنے میں کوشش کرو اور اپنی نفی کو کمال پر پہنچاؤ تاکہ کمال درجہ کی نیستی حاصل ہو۔ علاوہ اس کے سیر و سلوک کا مقصود ماسوائے حق سبحانہ کی گرفتاری سے چھوٹنا اور نفس کی برائیوں اور خودی سے رہائی پانا ہے جو مقام فنا میں حاصل ہوتا ہے اور بقا سالکوں کی لغزش کر جانے کا مقام ہے کیونکہ اس میں بعض ناقصوں کو یہ وہم پیدا ہو جاتا ہے کہ بندہ عین حق ہو گیا ہے حالانکہ خدا کی شان نہایت بلند ہے۔

[1] مکتوب سی و ہشتم جلد سوم ۱۲

اس توہم کے دفعیہ کا یہ علاج ہے کہ سالک اپنے اخلاق بشری سے رہائی پانے کے بعد اخلاق حسنہ الٰہیہ سے متصف ہوتا ہے۔ یہی فنا اور بقا کی حقیقت ہے اس لئے کہا گیا کہ فنا ہو یعنی فنا کے طالب ہو بقا کے طالب مت ہو کہ اگر وہ نعمت عظمیٰ سرفراز ہوگی تو خود بخود ہوگی۔ امید ہے کہ اس صورت میں تم لغزشوں سے محفوظ رہو گے +

فائدہ (۳) مکاتیب[۱] معصومیہ۔ جو سالک اپنے کو عالم کشف میں زیور سے آراستہ اور موتیوں اور یاقوت سے پیراستہ دیکھتا ہے۔ در اصل وہ اس کے حق میں بقا کی خوشخبری ہے +

فائدہ (۴) مکاتیب[۲] معصومیہ۔ تم جو اپنے آپ کو انوار میں گھرا ہوا اور نور کے دریاؤں کو اپنے اندر حلول کرتے ہوئے دیکھتے ہو اور نور کے ہر جزو کو اپنا جزو جانتے ہو یہ سب بقا کی علامت ہے +

ساتویں ھدایت

مراتب ظلال اور ولایت صغریٰ کے بیان میں

اس میں چھ فائدے ہیں

فائدہ (۱) مکاتیب[۳] معصومیہ۔ واضح ہو کہ اشخاص عالم یعنی سارا جہان خدائے تعالےٰ کے اسما اور صفات کے ظلال ہیں +

اس امر کو خدا ہی خوب جانتا ہے کہ ہر ایک اسم کے کتنے ظلال طے کرنے کے بعد ہر ایک شخص تک نوبت پہنچی ہے پس ہر ایک سالک فنا اور بقا کے مدارج میں ترقی کرتے کرتے اس اسم کے ظل تک پہنچتا ہے۔ جو اس کا مبداء تعین ہے۔ اور یہ اپنی جملہ نسبتوں یعنی تعلقات کو اس اخیر ظل کے حوالہ کر کے جو سالک سے پیوستہ ہے اس اسم کے اوصاف سے متصف ہو جاتا ہے کیونکہ

---

[۱] مکتوب سی و ہفتم جلد سوم ۱۲ +
[۲] مکتوب صد و دوم جلد اول ۱۲ +
[۳] مکتوب چہل و ہفتم جلد اول ۱۲ +

ہر اسم اسما اور صفات الٰہیہ کا مجموعہ ہے پس اس اسم سے موصوف ہونے کے بعد جب وہ اور اوپر ترقی کرتا جاتا ہے تو ہر ایک تحتانی اسم کو فوقانی اسماء پر چھوڑتا ہوا ان کے اصول میں داخل ہوتا ہوا سالک اپنی اصل سے واصل ہو جاتا ہے۔ کہ اصل کی اصل میں جو گویا دوسری اصل ہے۔ پھر اسی طرح تیسری اور چوتھی اور پانچویں اصل میں واصل ہوتا ہوا جہاں تک منظورِ خدا ہو اخیر اسم میں بقا پاتا ہے۔ کون ایسا صاحب اقبال ہو گا جو ظلال کے تمام مراتب سے گذر کر اصل اسم الٰہی سے جو اس کا مربی ہے واصل ہو +

فائدہ (۲) مکاتیب[1] مجددیہ۔ یہ اصول باوجودیکہ ان کی تعداد کثیر ہے اور ان کے مراتب بلند تاہم یہ اصول سالک کے اجزاء ہو جاتے ہیں۔ تاکہ قطرہ کو دریا اور تنکے کو پہاڑ بنائیں +

جب یہ اصول سالک کے اجزاء ہو جائیں گے تو ان کے کمالات اور برکات سے بھی اس کو پورا حصہ ملے گا۔ اور سالک ان تمام اصول کے کمالات کا جامع ہو جائے گا۔ پس اس سے انسان کامل اور دیگر انسانوں میں فرق ظاہر ہو گیا۔ انسان کامل دریائے محیط ہے اور اور انسان اس کے حقیر قطرے ہیں اس لئے انسان کامل کی شناخت دشوار ہے اور اس کے کمالات بے پایاں کسی نے کیا اچھا کہا ہے کہ خدایا تو نے اپنے دستوں کو سبحان اللہ کیا مرتبہ عطا فرمایا ہے جس نے ان کو پہچانا تجھے پہچانا۔ اور جس نے تجھے نہ پہچانا ان کو نہ پہچانا +

جس طرح انسان کامل اور انسان ناقص میں بلحاظ کمالات اور عدم کمالات فرق ہے۔ اسی طرح ان کی نیکیوں اور عبادتوں میں بھی فرق ہے پس جس شخص کو سو زبانیں دی جائیں اور وہ ہر زبان سے یادِ حق کرتا ہو اس کو ایسے شخص سے کیا مناسبت جس کو ایک زبان دی گئی ہو اور وہ اسی سے یادِ حق کرتا ہو۔ اسی پر ایمان اور معرفت اور تمام کمالات کو قیاس کرنا چاہیئے +

فائدہ (۳) مکاتیب[2] مجددیہ۔ ظلال کا دائرہ خلائق کے تعینات کے

---

[1] مکتوب سی ام جلد سوم ۱۲ +

[2] مکتوب دو صد و شصتم جلد اول ۱۲ +

مبادی کو شامل ہے سوائے انبیاء کرام اور ملائکہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے - ہر اسم کا ظل مبدا تعین شخصی ہے - یہانتک کہ حضرت صدیق اکبرؓ کا مبدا تعین (جو انبیاؑ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد افضل بشر ہیں) اس دائرہ میں سب کے اوپر ہے +

فائدہ (۴) مکاتیب^۵۱^ معصومیہؒ - حضرت مجدد قدس اللہ سرہٗ الاقدس نے فرمایا ہے کہ ہر شخص کی بہشت اپنے درجوں کی بلندی اور پستی میں اس اسم الٰہی کا مظہر ہے جو اس سالک کا مبدا تعین ہے - اور وہ جنت کے نہروں اور درختوں اور حور و قصور کے لباس میں حسب مراتب اسماء و صفاتِ الٰہیہ بہ تفصیل اندازہ بلندی اور پستی اور جامعیت و بلا جامعیت کے جلوہ گر ہوا ہے +

فائدہ (۵) مکاتیب^۵۲^ معصومیہؒ - جاننا چاہئے کہ مبداِ تعین اسم کے ظلال تک پہنچنے اور اس کے مراتب میں سیر کرنے کو ولایت صغریٰ کہتے ہیں جو اولیاء کی ولایت ہے +

فائدہ (۶) مکاتیب^۵۳^ معصومیہؒ - واضح ہو کہ ولایت صغریٰ کے کل کمالات میں بہترین شے مراقبہ اور ذکر قلبی اسم ذات اور نفی و اثبات ہے +

آٹھویں صد ابت

ولایتِ کبریٰ اور مراتب اصول کے بیان میں

اسمیں نو فائدے ہیں

فائدہ (۱) مکاتیب^۵۴^ مجددیہؒ - اس کے بعد اگر دائرہ اسماء و صفات میں جو دائرہ ظل کی اصل ہے سیر فی اللہ کے طور پر عروج واقعہ ہو تو یہ ولایت کبریٰ کی ابتدا ہے - ولایت کبریٰ اصل میں انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے لئے مخصوص ہے - ان کی اتباع میں ان کے اصحاب کرام کو بھی اس دولت کا حصہ

---

۵۱ مکتوب بست و چہارم جلد اول ۱۲ +
۵۲ مکتوب چہل و ہفتم جلد اول ۱۲ +
۵۳ مکتوب صد و سی و ہفتم جلد اول ۱۲ +
۵۴ مکتوب دو صد و شصتم جلد اول ۱۲ +

ملتا ہے۔ اس دائرہ کا نصف تحتانی حصہ اسماء اور صفاتِ زاہدہ کو اور اوپر کا نصف حصہ شیون اور اعتباراتِ ذاتیہ کو شامل ہے۔ اس کے بعد اگر فضل ایزدی سالک کے شامل حال ہو تو مقامِ صفات اور شیونات سے آگے کو ترقی ہوگی۔ اور ان کے اصول کے دائرہ میں سیر ہوگی۔ اس دائرہ سے گزرنے کے بعد اس کے مافوق دائرہ میں جو کہ اصل الاصل ہے سیر ہوتی ہے ✦

اس کے ختم ہونے کے بعد ایک قوس ظاہر ہوتی ہے اس کو بھی طے کیا جاتا ہے۔ اگر قوس کے سوا اور کچھ ظاہر نہ ہو تو اسی کو کافی سمجھنا چاہئے یہاں ایک راز ہے جس کو ظاہر نہیں فرمایا گیا۔ اسما اور صفات کے یہ تین اصول جو مذکور ہوئے ذاتِ الٰہی کے اعتبارات ہیں۔ اور صفات و شیوناتِ الٰہیہ کے مبدا ان تین اصول کے کمالات کا حاصل کرنا نفس مطمئنہ کے لئے مخصوص ہے۔ اور اُس کو اسی مقام میں پہنچکر اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اور حصول شرح صدر کا بھی یہی مقام ہے۔ نیز سالک اسلام حقیقی سے مشرف ہوتا ہے۔ اسی مقام میں نفسِ مطمئنہ تختِ صدر پر جلوس کرتا ہے۔ اور مقامِ رضا میں رسائی پاتا ہے یہ مقام ولایت کبریٰ کا منتہا ہے۔ جو انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ولایت ہے ✦

فائدہ (۲) مکاتیب[۱] مجددیہؒ۔ باوجودِ اطمینان نفس بدن کے اجزأ جو مختلف طبیعتوں سے مرکب ہیں۔ ہر ایک کی طبیعت ایک امر کی خواہاں اور دوسرے امر سے گریزاں رہتی ہے۔ اس لئے سرکشی سے باز نہیں رہتا اگر کسی میں قوت شہوانی ہے تو اسی قالب سے پیدا اور اگر غضبی ہے تو اسی سے ہویدا مثلاً جسم کا جزوِ ناری باوجود اطمینان نفس خود پسندی اور مغروری سے باز نہیں آتا اور اس کا جسم خاکی اپنے اوچھے پنے اور کمینے پن سے شرمسار نہیں ہوتا۔ یہی حالت تمام اجزأ کی ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ تمام حیوانات ہیں باوجود اُن کے نفس ناطقہ نہ رکھنے کے سب صفاتِ رذیلہ ان میں موجود ہیں۔ یعنی شہوت و غصہ و حرص وغیرہ سے وہ متصف ہیں، پس اجزاءِ جسمیہ کا یہ جدّ و جہد اور ان کی باہمی مخالفت جو مصلحتوں اور منفعتوں کے لئے ہے ہمیشہ قائم رہتی ہے۔ مگر امید ہے کہ نفس کی نافرمانی

---

[۱] مکتوب ۵ پنجاہم جلد دوم ۱۲ ✦

بفضلہ تعالےٰ ترکِ مستحبات سے زیادہ موثر نہ ہوگی۔ اور مکروہ تنزیہی کے ارتکاب سے آگے نہ بڑھے گی ✦

فائدہ (۳۳) مکاتیب[۱] معصومیہ۔ آپ نے لطیفہ روحی اور سری اور خفی اور اخفیٰ کی فنائیت کے علامات اور باہمی امتیاز کی کیفیات دریافت کی تفصیل۔ بالفعل تفصیل کا وقت نہیں ہے۔ اتنا معلوم کرو کہ نفس کی فنا اگر تمام وکمال حاصل ہو جائے تو ان لطائف کی فنائیت کو شامل ہے۔ کیونکہ نفس ہی ان دس لطیفوں کا سردار ہے۔ فنا سے پہلے اور فنا کے بعد بھی۔ خیارکم فی الجاھلیۃ خیارکم فی الاسلام اذا فقھوا فی الدین ✦

فائدہ (۳۴) مکاتیب[۲] معصومیہ۔ واضح ہو کہ نفس کی فنا اور فنائیت کا اطمینان جس پر اسلام حقیقی موقوف ہے۔ اگرچہ اس کی ابتدا ولایت صغریٰ سے ہوتی ہے۔ مگر اس کی تکمیل ولایت کبرےٰ کے کمالات کے حصول پر منحصر ہے بلکہ دوائر محبت یعنی اصول ثلثہ کے حاصل کرنے کے بعد جو کہ دائرہ اقربیت یعنی دائرہ اسما و صفات و شیون و اعتبارات کے اوپر ہیں۔ اور ولایت کبریٰ انہی تینوں اصول اور دائرہ اقربیت کا مجموعہ ہے پس دائرہ ولایت کبریٰ عالم امر کے عروج کی انتہا ہے۔ اس کے اوپر عالمِ امر کا گذر نہیں ہے۔ البتہ نفس ان اصول کے کمالات کے حصول کا امیدوار ہے۔ حقیقی اطمینان اور شرح صدر اسی مقام میں حاصل ہوتے ہیں ✦

حضرت مجدد قدسنا اللہ بسرہ الاقدس نے تحریر فرمایا ہے کہ نفس مطمئنہ ہو کر شرح صدر کے حاصل ہونے کے بعد جو ولایت کبریٰ کے لوازم سے ہے اپنے مقام سے عروج کرتا ہوا تختِ صدر پر قیام کر کے تمکین کی سلطنت کو حاصل اور ممالکِ قرب پر غلبہ پاتا ہے ✦

یہ تخت نشینی حقیقت میں مرتبہ ولایتِ کبریٰ کے تمام مقامات کے اوپر ہے اگر کوئی (سوال) کرے کہ نفس کا مقام دماغ میں ہے جو اس کو سینہ پر برتری

---

[۱] مکتوب صد و سی و سوم جلد اول ۱۲ ✦

[۲] مکتوب نود و ہفتم و نیز مکتوب نود و یکم جلد دوم ۱۲ ✦

حاصل ہے۔اس لئے اس کا سینہ میں اُترنا ظاہراً تنزل ہے۔ پھر اس کو عروج کیونکر کہتے ہیں +

جواب۔ دماغ کو سینہ پر ظاہر میں اگرچہ برتری ہے لیکن حقیقت میں معاملہ برعکس یعنی سینہ کو دماغ پر فوقیت حاصل ہے۔کیونکہ سر غرور اور خودی کا مقام اور تکبر و انانیت کا مقر ہے! ور سینہ ایمان اور الہام اور واردات کا محل اور انوار و اسرار کا موطن ہے۔آیت کریمہ۔ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ترجمہ۔جس شخص کا سینہ اللہ تعالٰے نے دین اسلام کے لئے کھولدیا تو اس نے خدا کا نور پالیا۔اور حدیث شریف میں ہے النور اذا دخل الصدر انفتح ترجمہ نور جب کسی کے سینہ میں داخل ہوتا ہے تو وہ کشادہ ہو جاتا ہے اس دعویٰ کی دلیل ہے +

پس نفس جب رذیل اوصاف سے پاک ہو کر خود پسندی اور غرور کے دعوے سے باز آجاتا ہے تو بموجب آیت کریمہ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ترجمہ۔اے میرے خدا مجھ کو اس گاؤں سے رہائی دے جس کے باشندے ظالم ہیں) اپنی جگہ کو چھوڑ کر نافرمانی کی سرزمین سے ہجرت کرتا ہے اور لطائف عالمِ امر کا جو صالحین سے ہیں پڑوس اختیار کر لیتا ہے! ور بمصداق حدیث شریف خِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا ترجمہ۔کفر اور جہالت میں جو لائق ہوتے ہیں وہ اسلام میں بھی سمجھ حاصل کرنے کے بعد لیاقتمند ہوتے ہیں +

وہ عالمِ امر کے لطائف کا بھی رئیس بن جاتا ہے۔اور تختِ صدر پر ٹھہر کر تمکین کی سلطنت پیدا کرتا ہے۔تختِ صدر حقیقت میں ولایت کبریٰ کے تمام مقامات کے عروجات میں بالاتر ہے۔صاحب تخت کی نظر باطن کے بطون میں نفوذ کرتی ہے۔اس لئے مطمئنہ کو نہ مخالفت کی گنجائش رہتی ہے اور نہ سرکشی کا موقع۔چونکہ وہ اپنی ہستی اور خودی سے قربت اور نیستی میں آگیا اور عالم کے ہر قسم کے لگاؤ اور تعلقات سے خالی ہو کر اُن نسبتوں کو اُن کے اہل کی تفویض کر چکا ہے اور موت اور عدمیت کے ساتھ موافقت کر چکا ہے

اس لئے اللہ تعالٰے نے اس کو یہ بزرگترین مرتبہ عطا فرمایا۔ اور اس سلطنت کی خلعت سے مشرف کیا فَانْظُرْ اِلٰی اٰثَارِ رَحْمَتِ اللّٰہِ کَیْفَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا ترجمہ اب تو اللہ تعالٰے کی رحمت پر نظر کر کس طرح اس نے مردہ زمین کو زندہ فرمایا۔ اس وقت اس کو بجائے اوصافِ ذمیمہ اور عاداتِ رذیلہ کے نیک اوصاف اور اخلاق سرفراز ہوتے ہیں۔ اس میں نیکی کے سوا دوسرا اثر نہیں رہتا اور اب وہ لوگوں کو حق کی طرف ہدایت کر سکتا ہے۔ اُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّئَاتِھِمْ حَسَنَاتٍ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ترجمہ۔ اللہ تعالٰے ان لوگوں کی بدیوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے اور وہ بڑا مہربان ہے +

فائدہ (۵) مکاتیب[۱] معصومیہ۔ فناءِ نفس کا کمال یہ ہے کہ جس طرح صفاتِ کمال اصل سے (یعنی خدائے تعالٰے سے) ملحق ہو جاتی ہیں۔ اور عدم کے سوا سالک میں کچھ نہیں رہتا۔ اسی طرح یہ عدم بھی جو کمالات کا آئینہ ہے عدمِ مطلق میں ضم ہو جائے اس وقت عارف میں نہ عین باقی رہتا ہے نہ اثر آیت لَا تُبْقِیْ وَلَا تَذَرُ پس اس کے بعد بموجب حدیث شریف مَنْ قَتَلْتُہٗ فَاَنَا دِیَتُہٗ مرتبہ بقا اور مقام ولایت کبرٰے ہے اگرچہ فنا اور بقا نے ولایت صغرٰے میں صورت قائم کر لی تھی لیکن حقیقی فنا اور بقا ولایت کبرٰے میں حاصل ہوتی ہے۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ عدمِ خاص کا عدمِ مطلق میں شامل ہونا ولایت کبرٰے سے مخصوص ہے +

فائدہ (۶) مکاتیب[۲] مجددیہ۔ آفاق اور انفس کی سیر کے بعد جو سیر حاصل ہوتی ہے وہ اقربیت کی سیر ہے تجلی فعلی اور تجلی صفتی و تجلی ذاتی اسی مقام میں متحقق ہوتی ہیں۔ وہم کے اثرات اور خیال کے تعلقات سے سالک کو اس مقام میں نجات ملتی ہے۔ کیونکہ وہم اور خیال کی سلطنت آفاق اور انفس تک ہے ان کے اوپر اس کو کچھ قابو نہیں ہے وہم کی انتہا ظل تک ہے۔ جہاں ظل کا لگاؤ نہیں ہے وہاں وہم کا بھی علاقہ نہیں ہے۔ اس لئے ولایت ظلی کے سالک کو موت کے بعد وہم سے خلاصی ملتی ہے۔ کیونکہ اس کا وہم اس کی موت کے

---

[۱] مکتوب صد و پنجاہ و دوم جلد سوم ۱۲ +

[۲] مکتوب سوم جلد دوم ۱۲ +

ساتھ معدوم ہوتا ہے بخلاف ولایتِ اصلی کے کہ ولایت کبریٰ میں وہم اور خیال کی قید سے اِس دارِ دنیا میں رہائی مل جاتی ہے۔ باوجود قید وہم کے وہم سے آزادی ہوتی ہے +

جو بات پہلی جماعت کو یعنی صاحب ولایت صغریٰ کو آخرت میں حاصل ہوگی وہ دوسری جماعت یعنی صاحب ولایت کبریٰ کو اسی دارِ دنیا میں حاصل ہو جاتی ہے ولایت ظلّی میں اس دارِ دنیا میں مطلوب کا حصول وہمی اور خیالی ہے۔ ولایت اصلی میں مطلوب کا حصول وہم اور خیال سے پاک ہے +

غالباً اسی وجہ سے حضرت مولانا روم نے وہم کی قید اور خیال کی پابندی سے تنگ آکر موت کی آرزو کی تھی تاکہ مطلوب کو وہم اور خیال کے لباس سے عریاں حاصل کریں چنانچہ آپ نے مرض الموت میں لوگوں کو الفاظ دعائیہ عافاک اللہ (اللہ تعالےٰ آپ کو صحت دے) کہنے سے منع کیا تھا۔

من شوم عریاں زتن اواز خیال تاخرامم در نہایات الوصال

میں ہوں عریاں تن سے اور وہ از خیال

تاکہ پہنچوں میں بہ قرب و اتصال

فائدہ (۷) مکاتیبِ[1] مجددیہ۔ آفاق اور انفس کے آئینوں میں جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ ظلیت کے دماغ سے ملوث ہے۔ پس نفی کی ضرورت اصل کے اثبات کے لئے ہے۔ جب انفس اور آفاق سے معاملہ آگے بڑھ گیا ظلیت کی قید باقی نہ رہی دائرہ ظلال کے منتہیوں کو تجلی برقی جو مرتبہ اصل سے پیدا ہے حاصل ہوتی ہے تاکہ وہ بھی ایک ساعت کے لئے آفاق اور انفس کی قید سے رہا ہو جائیں +

اگر جو جماعت آفاق اور انفس کے دائرہ سے گذر گئی ہے اور ظل کو طے کر کے اصل میں مل گئی ہے اس کے لئے یہ تجلی دائمی ہو جاتی ہے۔ ان بزرگوں کا مقام دائرہ اصل ہے جہاں سے تجلی برقی کی پیدائش ہے +

ولایت ظلی یعنی دائرہ ولایت صغریٰ میں تجلی برقی کا حصول انتہائی کمال ہے مگر ولایت کبرےٰ یعنی ولایت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں پہلا قدم تجلی برقی ہے

[1] مکتوب سوم جلد دوم ۱۲ +

اور آخری قدم تجلی دائمی - ولایت صغریٰ اولیاء اللہ کی ولایت ہے قدسنا اللہ تعالے باسرارہم +

یہاں سے ولایت اولیا اور ولایت انبیا میں فرق ظاہر ہوگیا - کہ ولایت صغرےٰ کی انتہا ولایت کبریٰ کی ابتدا ہے - پھر نبوت انبیا علیہم السلام کے کمالات کا کیا بیان ہو سکتا ہے - ولایت کبرےٰ کی انتہا سے نبوت کی ابتدا ہوتی ہے - مگر حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے ولایت انبیا اتباع اور پیروئ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے حاصل فرمائی ہے اسی لئے آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم سلوک کی انتہا کو ابتدا ہی میں درج کرتے ہیں +

فقیر بھی اس قدر جانتا ہے کہ نسبت اور حضور نقشبندیہ کا کمال ولایت کبرےٰ سے ملحق اور اس سے مستفید و بہرہ یاب ہے - برخلاف دوسرے طریقوں کے کہ ان کی انتہا تجلی برقی تک ہے +

فائدہ (۸) مکاتیب[۱] معصومیہ - حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ میں سات سال تک مولانا عارف کے ہمراہ اس تلاش میں مصروف رہا کہ اصل سے آگاہی پاؤں - اسی لئے میں نے حجاز کا سفر کیا - اگر مولانا کے کسی مماثل بزرگ کو یا کسی مشابہت رکھنے والے کو بھی میں وہاں پا لیتا تو ہرگز واپس نہ ہوتا +

فائدہ (۹) مکاتیب[۲] مجددیہ - حضرت حق سبحانہ تعالےٰ نے فقیر کو جس طریقہ سے ممتاز فرمایا ہے وہ ابتدا سے انتہا تک نسبت نقشبندیہ ہے کہ متضمن اندراج نہایت بہ بدایت ہے اسی بنیاد پر کیسی کیسی عمارتیں تعمیر کی گئیں اور محل بنائے گئے - اگر اس طریقہ میں یہ بات نہ ہوتی تو معاملہ یہاں تک نہ بڑھتا کہ سمرقند اور بخارا سے تخم لاکر سرزمین ہند میں جس کا خمیر خاک یثرب اور بطحا کہ تیار ہوا ہے بویا گیا فضل و کمال کے پانی سے برسوں سینچا گیا اور مرتبہ ولایت کی تربیت سے پرورش کیا گیا جب وہ کھیتی کمال کے درجہ تک پہنچ گئی تو اس

[۱] مکتوب چہل و ہفتم جلد اول و صد و چہل و چہارم جلد اول ۱۲ +

[۲] مکتوب دو صد و شصتم جلد اول ۱۲ +

ہیں ان علوم اور معارف کے پھل لگے ۔

سب تعریفیں خدائے تعالےٰ کے لئے ہیں جس نے ہم کو ہدایت کی۔ اگر وہ ہم کو ہدایت نہ کرتا تو ہم کسی طرح سے راہ نہ پاتے۔ بیشک ہمارے پروردگار کے رسول دین حق لیکر آئے ۔

نویں (۹) ہدایت

ولایت علیا کے بیان میں

اسمیں نو فائدے ہیں

فائدہ (۱) مکاتیب مجددیہؒ جب سلوک کی سیر ولایت کبرےٰ تک پہنچ گئی تو خیال پیدا ہوا کہ اب سلوک پورا ہوگیا۔ عالم غیب سے یکایک ندا آئی کہ جو کچھ ظاہر ہوا ہے یہ سب تفصیل اِسْمُ الظَّاهِر کی تھی۔ جو عالم قدس میں اُڑنے کا ایک بازو ہے۔ دوسرا بازو جو اِسْمُ البَاطِن ہے ابھی باقی ہے۔ اگر اس کی سیر کو بھی تفصیل کے ساتھ پورا کر لوگے تو اڑنے کے لئے ہر دو بازو مہیا ہوجائینگے اس کے بعد اللہ پاک کی عنایت سے اِسْمُ البَاطِن کی سیر بھی پوری ہوگئی اور دونوں بازو مکمل ہوگئے ۔

تمام تعریفیں خدا کے لئے مخصوص ہیں جس نے ہم کو یہ راہ دکھائی۔ اگر وہ ہدایت نہ کرتا تو ہم کہاں سے رستہ پاتے۔ بیشک رسول سچا دین لے کر آئے ہیں ۔

اے فرزند! اسم باطن کی سیر کا حال کیا بیان ہوسکتا ہے اُس کا پوشیدہ رکھنا ہی مناسب ہے۔ صرف اتنے بیان پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ اسم ظاہر کی سیر میں اگرچہ صفات کی سیر ہے لیکن اس کے ساتھ ذات ملحوظ نہیں ہے ۔

اسم الباطن کی سیر بھی اگرچہ اسماءمیں ہوتی ہے مگر ان کے ضمن میں ذات پاک ملحوظ رہتی ہے لیکن یہ اسما سپر کیطرح ذات حق سبحانہ کے روپوش ہوتے ہیں

لہ مکتوب دوصد و شصتم جلد اول ۱۲

جیسے صفت العلم میں ذات العلیم مقصود نہیں ہے اور اسم العلیم میں صفت کے پردہ میں ذات بھی ملحوظ ہے کیونکہ علیم وہ ذات ہے جس کو علم حاصل ہے پس علم میں سیر کرنا اسم ظاہر کی سیر ہے اور علیم میں سیر کرنا اسم باطن کی سیر اسی مقام پر تمام اسماء و صفات قیاس کئے جا سکتے ہیں۔ اسم باطن اور اس سے تعلق رکھنے والے اسما ملائکہ ملاءِ اعلےٰ کے مبادی تعینات ہیں عَلٰی نَبِیِّنَا وَ عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالتَّحِیَّاتُ +

اِن اسما کی ابتدا ولایت علیا یعنی ولایت ملائکہ ملاءِ اعلیٰ میں قدم رکھنے سے ہوتی ہے جو فرق کہ علم اور علیم میں اور اسم الظاہر اور اسم الباطن میں بیان کیا گیا اس کو تھوڑا مت خیال کرو اور یہ نہ سمجھو کہ علم سے علیم تک تھوڑی سی مسافت ہے۔ نہیں بلکہ جو فرق کہ مرکز خاک اور محدب عرش میں ہے وہ مثل ایک قطرہ کے ہے بمقابلہ دریائے محیط کے۔ کہنے میں نزدیک ہے اور حاصل کرنے میں بہت دور +

فائدہ (۳) مکاتیب[1] معصومیہ۔ یہ مقام ولایت کے مدارج میں سب سے بلند ہے بلکہ ولایت انبیا علیہم السلام سے بھی فوقیت رکھتا ہے + رہی یہ بات کہ انبیاء کو ملائک پر جو فضیلت حاصل ہے وہ باعتبار ان کی نبوت کے ہے۔ اس دائرہ میں قلب کی وسعت اس وسعت سے کہیں زیادہ ہے۔ جو سابق میں حاصل ہوئی ہے۔ کیونکہ پہلے مقام میں اسما اور صفات اور شیون کی وسعت بلا لحاظِ ذات تھی۔ اور اس وسعت میں ذاتِ پاک مع کمالات ملحوظ ہے پس ظاہر ہے کہ ان دونوں وسعتوں میں کتنا بڑا فرق ہے۔ اسما اور صفات کو ذات کے مقابلہ میں کیا نسبت ہو سکتی ہے۔ اور ان کی کیا گنتی +

فائدہ (۴) مکاتیب[2] معصومیہ۔ ایک حقیقت کی فوقیت دوسری حقیقت فوقانی پر عروج کر کے قرب کے مزید مراتب کو حاصل کرلے اور حقیقت فوقانی

[1] مکتوب صد و چہل و یکم جلد دوم ۱۲ +

[2] مکتوب صد و ہشتاد و سوم جلد اول ۱۲ +

کا سالک اپنی حقیقت میں پھنسا رہے۔ اور اپنی حقیقت سے عروج نہ کرے اور ازدیادِ مراتبِ قرب کو جس پر افضلیت کا دارومدار ہے حاصل نہ کرے۔

آپ جانتے ہیں کہ ولایت ملاءِ اعلیٰ ولایت بشری پر فوقیت رکھتی ہے۔ مگر فضیلت خواص بشر کو ہے اس اعتبار سے کہ ان کو حقائق ملک سے آگے تک عروج ہوتا ہے اور ملک کو اپنی حقیقت سے آگے عروج نہیں ہوتا ہے وَمَا مِنَّا اِلَّا لَہٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ترجمہ۔ فرشتوں میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جس کا ایک مقام مقرر نہ ہو۔

شرح مواقف میں مذکور ہے کہ ملائکہ بعض امور میں بشر پر فوقیت رکھتے ہیں۔ مگر کثرت ثواب کی وجہ سے افضلیت بشر کو ملک پر حاصل ہے۔ نیز عالم امر عالم خلق کے اوپر ہے۔ مگر فضیلت عالمِ خلق کو ہے کیونکہ عالمِ خلق کا تقرب اللہ تعالےٰ سے اصلی ہے۔ اور عالم امر کا ظلی۔ عنصرِ خاک عالم امر اور عالم خلق کے سب لطائف میں نیچے کا لطیفہ ہے مگر اس کی پستی اس کی رفعت کا سبب ہوگئی۔ پس جو قرب خاکیوں کو حاصل ہے قدسیوں کو میسر نہیں ہے

زمین زادہ بر آسماں تاختہ زمین وزماں را پس انداختہ

طے زمین و آسماں کر کے بہم
خاکیوں نے عرش پر رکھا قدم

فائدہ (۴) مکاتیب[1] مجددیہ۔ اگر ولایت کو نبوت پر فضیلت ہوتی تو ملائکہ ملاءِ اعلےٰ جن کی ولایت سب ولایتوں سے اکمل ہے وہ تمام انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل ہوتے۔

ایک جماعت صوفیہ جو ولایت کو نبوت سے افضل جانتی ہے وہ ملائکہ اعلیٰ کی ولایت کو انبیاء کرام کی ولایت سے افضل جانتی ہے۔ اسی لئے انبیا علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات پر ملائک علیین کی افضلیت کے قائل ہو کر جمہور اہلسنت سے علیحدہ ہوگئے۔ یہ خرابی عظیم محض حقیقت نبوت سے ناواقف رہنے کے سبب سے واقع ہوئی۔

---

[1] مکتوب دوصد و شصت و ہشتم جلد اول۔

فائدہ (۵) مکاتیب[1] مجددیہ۔ ہر دو بازو (ظاہر و باطن) حاصل ہونے کے بعد جب مجھ کو عروج واقع ہوا تو معلوم ہوا کہ یہ ترقی بالاصالۃ عناصر ثلثہ آگ باد اور آب کو ہوئی ہے کیونکہ ملائکہ کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات میں ان تینوں عناصر کو دخل ہے۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ملائکہ آگ اور برف سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور ان کی تسبیح سُبْحَانَ مَنْ جَمَعَ بَيْنَ الثَّلْجِ وَالنَّارِ ہے +

فائدہ (۶) مکاتیب[2] معصومیہ۔ لطائف کا اپنے اصول سے عروج کرنا ولایت کے لئے مشروط ہے۔ ولایت صغریٰ میں لطائف کا عروج اسما اور صفات کے ظلال تک ہوتا ہے۔ لطائفِ امری کا انتہائی عروج ولایت کبریٰ کے پہلے دائرہ (اقربیت) تک ہے۔ اس میں بڑا تعلق عالمِ خلق سے ہے ولایت کبرےٰ کے باقی دائرے نفس سے متعلق ہیں اور ولایتِ علیا کا سوائے عنصر خاک کے بقیہ دیگر عناصر ثلثہ سے تعلق ہے +

فائدہ (۷) مکاتیب[3] مجددیہ۔ اِس مقام کی سیر میں منکشف ہوا کہ میں راستہ چل رہا ہوں اور چلتے چلتے تھک گیا۔ چاہتا ہوں کہ ایک عصا یا لکڑی ملجائے تو اس کی امداد سے چل سکوں مگر نہیں ملتی۔ بالآخر خس و خاشاک پر سہارا لینے کے لئے ہاتھ مار رہا ہوں تاکہ کوئی سہارا ملجائے۔ چلتے چلتے دُور پہنچکر ایک شہر کا حصار نظر آیا۔ اس حصار کو طے کر کے شہر میں داخل ہوا تو معلوم ہوا کہ یہ شہر تعین اول ہے۔ اور تمام مراتب اسما و صفات و شیون و اعتبارات کا جامع ہے نیز ان مراتب کے اصول اور ان کے اصول کا جامع ہے۔ اور اعتبارات ذاتیہ کی انتہا ہے۔ جو مرتبہ علم حصولی میں ممتاز ہیں +

اس کے بعد اگر کسی کو سیر میسّر ہو تو وہ مرتبہ علمِ حضوری سے متعلق ہوگی اے فرزند۔ علم حصولی اور علم حضوری کے الفاظ کا استعمال حضرت حق جل شانہ میں بطور مثال کے ہے کیونکہ صفاتِ زائدہ بر ذات حق سبحانہ تعالےٰ کا علم علم حصولی کے مناسب ہے۔ اور اعتبارات ذاتیہ کا علم جو کسی طرح سے ذات پر زائد نہیں ہیں۔ علمِ حضوری کے مناسب ہے جو یہ نہ تسلیم کیا جائے تو لازم آئے گا تعلق علم کا معلوم سے بلا حاصل ہونے کسی چیز کے معلوم میں عالم سے

[1] مکتوب وصد و شصتم جلد اول ۱۲ + [2] مکتوب صد و بست و ہشتم جلد سوم ۱۲ + [3] مکتوب صد و شصتم جلد اول ۱۲

فافہم۔ یہ تعین اول کہ شہر جامع جس سے کنایہ ہے مرتبہ مجموعہ کمالاتِ ولایاتِ انبیاء کرام اور ملائکہ عظام ہے۔ اور وہ مقام ولایتِ علیا کا انتہائی مرتبہ ہے جو ملائکہ مقربین سے مخصوص ہے÷

فائدہ (۸) مکاتیبِ معصومیہ۔ ولایت کبریٰ یعنی ولایتِ انبیاء اور ولایتِ علیا یعنی ولایتِ ملائکہ حاصل کرنے کے لئے بہترین شے ذکر لسانی نفی و اثبات ہے÷

فائدہ (۹) مکاتیبِ معصومیہ۔ تم نے دریافت کیا تھا کہ کلمہ طیبہ کی تکرار کے وقت محمد رسول اللہ کو بھی ملالیں یا نہیں۔ اگر ملالیا جائے تو کتنے مرتبہ کے بعد÷

اس کا جواب یہ ہے کہ مقرر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ ہر اٹھاو یا ہر بیس یا ہر پچاس یا ہر سو کے بعد (مگر بعدد طاق) ملالیا کریں تو مناسب ہے÷

دسویں ہدایت

کمالاتِ نبوت کے بیان میں

اسمیں چوبیس فائدے ہیں

فائدہ (۱) مکاتیبِ معصومیہ۔ ساتواں مرتبہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو اس کے اسماء اور صفات سے ممتاز کرنا ہے۔ کیونکہ عاشق ذات پردۂ صفات کی آڑ اور شرک پر صبر و قرار نہیں پا سکتا ہے۔ اگرچہ ذات کا صفات سے الگ ہونا ممکن نہیں ہے۔ اور کسی وقت میں بھی ذات اور صفات میں علیحدگی نہیں ہو سکتی لیکن اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ کی رو سے ذاتِ حق سے محبت رکھنیوالے کو اللہ تعالیٰ کی ذات سے ایک ایسی معیت ہو جاتی ہے کہ اس میں صفات کا لحاظ نہیں رہتا۔ پس ذات کا صفات سے جدا ہونا حقیقت

---

۱ مکتوب صد و سی و ہفتم جلد اول ۱۲÷
۲ مکتوب صد و چہل و دوم جلد اول ۱۲÷
۳ مکتوب چہل و ہفتم جلد اول ۱۲÷

نفس الامری میں نہیں ہے۔ بلکہ محض دید محب میں ہے جو نتیجہ معیت ہے +

فائدہ (۲) مکاتیب[1] معصومیہ۔ یہ مرتبہ کمالات نبوت سے پیدا ہوتا ہے جو بالاصالت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہوتا ہے۔ ہاں اُن کی پیروی سے جس کو حاصل ہو جائے اس کا حصہ +

فائدہ (۳) مکاتیب[2] معصومیہ۔ اگر کسی ولی کو انبیاء کی پیروی سے کمالات نبوت حاصل ہوں تو یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ولی نبی ہو جائے۔ یا نبی کے برابر۔ کیونکہ کمالاتِ نبوت کا حاصل ہو جانا ایک چیز ہے اور منصب نبوت کا حاصل ہونا امرِ آخر ہے جس کی تفصیل مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم قدسنا اللہ تعالیٰ بسرہ الاقدس میں بخوبی مذکور ہے +

فائدہ (۴) مکاتیب[3] مجددیہ۔ لطائفِ انسانی میں سے بڑا حصہ کمالات نبوت کا بالاصالت عنصرِ خاک کے لئے ہے۔ باقی لطائف خواہ وہ امری ہوں یا خلقی اس مقام میں عنصرِ خاک کے تابع ہیں۔ اور اسی کے طفیل میں اس دولت سے مشرف ہوتے ہیں۔ چونکہ عنصرِ خاک بشر کے ساتھ مختص ہے اس لئے خواص بشر خواص ملک سے افضل ہیں۔ کیونکہ جو کمال عنصرِ خاک کو حاصل ہے دوسرے عناصر کو نہیں ہے +

اِس سیر میں ظاہر ہو جاتا ہے کہ ولایتِ صغریٰ اور ولایتِ کبریٰ اور ولایت علیا کے کمالاتِ نبوت کے ظلّ ہیں۔ بلکہ وہ ان کمالات کے شبہ اور مِثال ہیں +

سیرِ کمالاتِ نبوت کے ضمن میں ایک ایک نقطہ جو قطع ہوتا ہے وہ مقام ولایت کے تمام کمالات سے بڑھ کر ہے۔ اس پر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ مجموعہ کمالاتِ نبوت کے ساتھ کمالاتِ ولایت کو کیا نسبت ہوگی۔ دریائے محیط کو قطرہ کے ساتھ کچھ نہ کچھ نسبت ہوتی ہے مگر یہاں اتنی بھی نہیں ہے۔ یوں کہنا چاہئے کہ مقام ولایت کی نسبت مقامِ نبوت کیساتھ ایسی ہے جیسے غیر متناہی کی نسبت

[1] مکتوب چہل و ہفتم جلد اول ۱۲ +
[2] مکتوب صد و نود و دوم جلد اول ۱۲ +
[3] مکتوب دو صد و ششتم جلد اول ۱۲ +

تناہی کے ساتھ ۔

ایک ناواقف بیان کرتا ہے کہ ولایت نبوت سے افضل ہے۔ دوسرا اُس کی توجیہہ کرتا ہے کہ نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہے کَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۔ یہ بڑی بڑی باتیں جو منکروں کے مُنہ سے نکل رہی ہیں سب جھوٹی ہیں ۔

فائدہ (۵) مکاتیب[1] معصومیہ ۔ جب تک سالک کی سیر اصول یعنی ولایت میں رہتی ہے شوق وذوق معارف میں لب کشائی اور اسرار ومعرفت بیان کرنا اور احاطہ وسریان کی نسبت کا ثبوت اور اصالت وظلیّت کا لگاؤ اور عکس و شخص کا علاقہ رہتا ہے ۔ اور جب معاملہ اصول سے گذر جاتا ہے اور سالک اصول کو بھی ظلّ کی طرح چھوڑ دیتا ہے تو اس کی زبان بند ہو جاتی ہے اور نسبت مذکورہ پوشیدہ ہو جاتی ہے ۔ خاک کو اس کے خالق سے کیا نسبت ۔ اور اس قسم کی معرفت اور ذوق وحلاوت جاتی رہتی ہے ۔

اس مقام میں اگر علم اور لذت ہے تو وہ دوسری وجہ سے ہے جس کو جہل اور حیرت کے الفاظ سے تعبیر کرنا مناسب تر ہے ۔ مَنْ لَمْ يَذُقْ لَمْ يَدْرِ ۔ اس سے مراد وہ جہل اور حیرت نہیں ہے جو عوام کو حاصل ہوتی ہے ۔ بلکہ یہ جہل اور حیرت وہ ہے جو علم اور دانش پر بدرجہا فضیلت رکھتی ہے ۔ بقول مولانا رومی قدّس سرہٗ العزیز ؎

در حقِ اُو مدح در حقِ تو ذم در حقِ اُو شہد در حقِ تو سمّ

اُس کے حق میں مدح تیرے حق میں ذم

اس کے حق میں شہد تیرے حق میں سم

فائدہ (۶) مکاتیب[2] معصومیہ ۔ باطن کی نسبت اپنے انتہائی درجہ میں پہنچکر ادراک سے دُور ہو جاتی ہے اور سالک عالم ظاہر کے تعلقات سے بالکل بیگانہ اور ناآشنا ہو جاتا ہے

---

[1] مکتوب ہشتاد وچہارم جلد اول ۱۲ ۔

[2] مکتوب صد ونہم جلد اول ۱۲ ۔

سالک کی معشوقیت کہ ناز اور استغنا اور اس کے لوازم سے ہے کمال درجہ پر پہنچ جاتی ہے۔ باطن کی نسبت جس قدر جہالت کی طرف کھینچے بہتر ہے۔ کہ فرمایا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اَلْعِجْزُ عَنْ دَرْكِ الْاِدْرَاكِ اِدْرَاكٌ۔ ظاہر کی پیاس اسی وقت تک ہے جب تک کہ ظاہر کا کارخانہ قائم رہے اور جب ظاہر کا کارخانہ نہ رہے باطن کی نسبت میدان خالی پاکر بصد آب و تاب بے پردہ جلوہ ظہور میں آتی ہے۔ چونکہ موت قیامت کے مقدمات میں سے ہے اس لئے شہود وہاں اکمل ہوتا ہے۔ نیند بھی موت کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے اس لئے بعض سالکوں کو نیند میں ایسی حالت طاری ہوتی ہے۔ جو حالت موت کے مشابہ ہوتی ہے اور بیداری پر فوقیت رکھتی ہے +

جب برزخ صغرے کا معاملہ انجام کو پہنچ جائے اور برزخ کبرے ظاہر ہو اور اجزائے منتشرہ کو یکجا جمع کرلیں۔ اُس وقت قرب کی دولت اصلی طور پر بدن عنصری کے لئے نصیب ہوگی! اور عزت و مرتبہ کے ساتھ اس کو عالم امر کے لطائف کا پیشوا بنائیں گے +

معاملہ دنیوی میں باطن اصل ہے اور ظاہر اس کا تابع رہتا ہے۔ مگر برزخ کبرے میں ظاہر اصل ہے اور باطن اس کا تابع رہیگا۔ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ باطن کی نسبت سلب ہوکر ظاہر کو ملجائیگی اور باطن ظاہر کا تابع رہیگا بلکہ مطلب یہ ہے کہ باطن کی نسبت حسب حال بحال رہیگی اور ظاہر کو ایسا تقرب اور مرتبہ حاصل ہوگا کہ باطن باوجود اپنے مرتبہ اور عزت کے ظاہر کی اتباع کریگا اور اپنی نسبت کو ظاہر کے مقابلہ میں ناچیز دیکھیگا +

تنبیہ۔ بعض کاملین اسی عالم میں وہ کمالات حاصل کرتے ہیں۔ جو دوسروں کو قیامت میں دیئے جائینگے اس لئے اسی عالم میں ان کے ظاہر کو باطن پر فوقیت دیکر باطن کو ظاہر کا پیرو بناتے ہیں۔ اور اُن کی دنیا کو آخرت کا حکم دیتے ہیں۔ اسی سے اُن کی آخرت کا بھی اندازہ ہوسکتا ہے +

چنانچہ حضرت مجدد صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو بشارت دی گئی تھی کہ ہم نے تیری دنیا کو آخرت بنایا ہے +

واضح ہو کہ قربِ نبوّت عالمِ خلق سے اور قرب ولایت عالمِ امر سے متعلق ہے۔ جو عارف مرتبۂ قربِ نبوّت تک واصل ہوتا ہے اُسی کو یہ کمال حاصل ہوتا ہے۔ ع

این کار دولت است کنوں تا کرا رسد

ترجمہ دیکھئے یہ کمال کس کو ملے

فائدہ (۷) مکاتیب[1] مجددیہؒ۔ کمالاتِ نبوّت مراتب عروج میں رہتے ہیں، اور عروجاتِ نبوت میں توجہ حق سبحانہ کی طرف رہتی ہے۔

اکثر صوفیہ غلطی سے خیال کرتے ہیں کہ ولایت کی توجہ حق سبحانہ کی طرف رہتی ہے۔ اور نبوت کی توجہ خلق کی طرف۔ اور ولایت مراتب عروج میں رہتی ہے اور نبوّت مراتب نزول میں۔ اسی لئے وہم کرتے ہیں کہ ولایت نبوت سے افضل ہے۔ اتنا نہیں جانتے کہ ولایت اور نبوّت دونوں کے لئے عروج اور نزول ہیں اور عروج میں دونوں کی توجہ حق کی طرف رہتی ہے ۔ اور نزول میں خلق کی طرف۔ غایۃ مافی الباب مرتبہ نزول میں نبوت بالکل خلق کی طرف متوجہ رہتی ہے مگر ولایت مرتبہ نزول میں بالکل خلق کی طرف نہیں رہتی۔ بلکہ اس کا باطن حق سبحانہ کی طرف متوجہ اور ظاہر خلق کی طرف رہتا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ صاحب ولایات مقاماتِ عروج کو پورا کئے بغیر نزول میں جاتا ہے۔ اس لئے عروج کی نگرانی اُس کو دامنگیر رہتی ہے اور خلق کی طرف پورے طور سے متوجہ نہیں ہونے پاتا۔ برخلاف صاحب نبوّت کے کہ وہ مقاماتِ عروج کو ختم کر کے نزول میں آتا ہے۔ اس لئے پورے طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعوتِ خلق کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ اس امر کو خوب سمجھو کیونکہ یہ اسرار ہیں کسی نے ان کو بیان نہیں کیا ہے۔

فائدہ (۸) مکاتیب[2] مجددیہؒ جس طرح کہ عنصر خاک مراتب عروج میں تمام لطائف سے اوپر جاتا ہے اسی طرح مراتبِ نزول میں تمام لطائف سے

---

[1] مکتوب دو صد و شصتم جلد اول ۱۲

[2] مکتوب دو صد و شصتم جلد اول ۱۲

نیچے آتا ہے۔ کیونکہ عنصرِ خاک کا مکان طبعی تمام عناصر سے نیچے ہے چونکہ یہ عنصر تمام لطائف سے نیچے اتر آتا ہے اس لئے اس عنصر کی دعوت بھی اتم اور اُس کا فائدہ اکمل اور عام ہوتا ہے +

فائدہ (۹) مکاتیب[۱] مجددیہ۔ اے فرزند سنو۔ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام نے دعوت کو عالمِ خلق کے لئے خاص فرمایا ہے۔ اسلام کی بنا پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ چونکہ قلب کو عالمِ خلق کے ساتھ زیادہ تر مناسبت ہے اس لئے اُس کی تصدیق کے لئے بھی حکم دیا گیا۔ مگر قلب کے سوا اور چیزوں سے گفتگو نہ کی گئی اور اُن کو مقاصد میں داخل نہیں کیا گیا۔ اور بہشت کی نعمتیں اور دوزخ کی تکلیفیں عالمِ خلق سے وابستہ ہیں۔ اور عالمِ امر کے ساتھ ان کو متعلق نہیں کیا گیا۔ فرض اور واجب وسنت کا ادا کرنا قالب سے متعلق ہے جو عالمِ خلق سے ہے۔ صرف اعمالِ نافلہ عالمِ امر سے متعلق ہیں۔ اسی لئے ادائے فرائض کے قرب کا ثمرہ عالمِ خلق کے حصہ میں ہے اور ادائے نوافل کے قرب کا ثمرہ عالمِ امر کے لئے ہے +

اس میں کوئی شک نہیں کہ نفل کو فرض سے کوئی مناسبت نہیں ہے کاش کہ دریا کے ساتھ قطرہ کی سی نسبت ہوتی۔ ہاں نفل کو سنت سے اتنی نسبت ہے۔ اور سنت وفرض میں بھی قطرہ اور دریا کی مناسبت ہے۔ اسی سے دونوں قربوں کا باہمی فرق واضح ہو جاتا ہے اور عالمِ خلق کی فضیلت عالمِ امر پر ظاہر ہو جاتی ہے +

فائدہ (۱۰) مکاتیب[۲] مجددیہ جبکہ اصل علوم ومعارف مقام نبوت کے مناسب ہیں۔ اور نبوت کی ولایت انبیا علیہم السلام کی شریعتیں ہیں پس جس قدر مراتب نبوت میں تفاوت ہوتا ہے اتنا ہی اُن کے شرائع میں بھی فرق ہوتا ہے مشائخ کے شطحیات نیز وہ علوم جو توحید اور اتحاد کی خبر دیتے ہیں اور سریان واحاطہ قرب ومعیت مرآتیت وظلیت کی اطلاع دیتے ہیں اور شہود ومشاہدہ کو ثابت کرتے ہیں مقام ولایت اولیا کے مناسب ہیں۔ پس انبیاء کے معارف کتاب و

---

[۱] مکتوب دوصد وشصتم جلد اوّل ۱۲ +

[۲] مکتوب دوصد وشصتم جلد اوّل ۱۲ +

سنت ہیں اور اولیا کے معارف فصوص و فتوحات مکیہ ہیں۔ ع

قیاس کُن زگلستانِ مَن بہارِ مرا

ترجمہ ہے شان جو چمن کی وہ میری بہار کی

ولایتِ اولیا قربِ حق کا سراغ لگاتی ہے اور ولایت انبیا اقربیت کا پتہ دیتی ہے۔ ولایتِ اولیا شہود کا راستہ بتاتی ہے! اور ولایت انبیا مجہول الکیف نسبت کا اثبات کرتی ہے۔ اولیا کی ولایت اقربیت اور جہالت کو نہیں پہچانتی کہ کیا چیزیں ہیں۔ انبیا کی ولایت اقربیت کے قرب کو عین بعد اور شہود کو نفسِ غیبت جانتی ہے +

فائدہ (۱۱) مکاتیب[۵۱] معصومیہ۔ فنائے نفس کی ابتدا ولایت صغریٰ میں ہوتی ہے مگر اُس کے کمالات ولایت کبریٰ سے متعلق ہیں بلکہ عناصر اربعہ کے اعتدال کے ساتھ کمالاتِ نبوت سے وابستہ ہیں +

فائدہ (۱۲) مکاتیب[۵۲] معصومیہ۔ شہود اور مشاہدہ ظلال سے وابستہ ہے اور ادراک اور وصل کی رسائی اصول تک ہے جب سلوک ظلال سے گذر جاتا ہے اور اصول بھی ظلال کی طرح راستہ میں رہ جاتے ہیں تو کام غیب الغیب سے پڑتا ہے گذشتہ معاملات گویا بیکار ہو جاتے ہیں۔ اور ایمانِ شہودی ایمانِ غیب سے مبدّل ہوتا ہے۔ بجائے لذّت و حلاوت و ذوق کے بیمزگی اور درد و حُزن پیدا ہوتے ہیں +

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ غمگین اور فکرمند رہتے تھے۔ ان بزرگوں کا ذوق و لذت محبوب کی اطاعت میں ہے۔ اور اُن کا اُنس بندگی میں منحصر ہے۔ اولیا اللہ شہود کی لذت سے مزہ اٹھاتے ہیں اور وصال کے خیال میں مست رہتے ہیں +

انبیا کرام شہود سے آنکھ بند کر کے وصالِ اولیاء کو خیالی تصوّر کر کے غیب کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں۔ جو مرتبہ شہود پر ہزار درجہ فوقیت رکھتا ہے

---

۵۱ مکتوب ہشتاد و پنجم جلد دوم ۱۲ +

۵۲ مکتوب ہشتاد و ہفتم جلد دوم ۱۲ +

اللہ تعالیٰ کی بندگی میں کمرِ ہمّت باندھ کر امام کے پیچھے تحریمۂ اولیٰ کو پالینا تجلیات اور ظہورات سے بہتر جانتے ہیں اور خشوع وخضوع اور سجدہ گاہ پر نظر جمانے کو شہود اور مشاہدہ سے بہتر دیکھتے ہیں +

فائدہ (۱۳) مکاتیب[۱] معصومیہؒ۔ جب سیر سلوک اصل سے بڑھ جاتی ہے اور بساطت صرفہ پیش آتی ہے تو مراتب کوتاہی کرتے ہیں اور فنا وبقا راستہ میں رہ جاتے ہیں +

فائدہ (۱۴) مکاتیب[۲] مجددیہؒ۔ اے فرزند عشق کا ولولہ محبّت کی سوزش شوقیہ نعرے درد آمیز فریاد وجد وتواجد رقص ورقاصی تجلیاتِ ظلیہ اور مقاماتِ ظلال میں پیدا ہوتے ہیں۔ اصول میں پہنچنے کے بعد ان امور کا خیال بھی نہیں رہتا اس مقام میں محبّت کے معنی ارادۂ اطاعت کے ہیں۔ جیسا کہ علما نے بیان فرمایا ہے بعض صوفیہ محبت کے معنی ذوق کے لیتے ہیں جو صحیح نہیں ہیں +

فائدہ (۱۵) مکاتیب[۳] معصومیہؒ۔ تم نے لکھا تھا کہ جب کمالاتِ نبوّت کا معاملہ ذاتِ بحت سے متعلق ہے تو حقیقتِ کعبہ اور حقیقتِ قرآنی تک ترقی کیونکر ممکن ہوگی +

میرے مخدوم یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ معاملاتِ نبوّت ذاتِ صرفہ سے تعلق رکھتے ہیں اور فقیر سے کس نے نقل کیا ہے +

فقیر نے یہ ہرگز نہیں کہا اور نہ ہمارے حضرت قدس سرہٗ کے کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے تینوں ولائیتوں کے حاصل ہونے کے بعد اور اسما وصفات وشیون واعتبارات وتنزیہات وتقدیسات سے گذرنے کے بعد اور اسمِ ظاہر اور اسمِ باطن سے ترقی کرنے کے بعد یہ کمالات حاصل ہوتے ہیں (ملاحظہ ہو مکتوب ۲۶ جلد اول) مگر ان کمالات کے ذات بحت سے متعلق ہونے میں کلام ہے۔ شعر

کَیْفَ الْوُصُوْلُ اِلٰی سُعَادَ وَدُوْنَهَا ... قُلَلُ الْجِبَالِ وَدُوْنَهُنَّ حُيُوْفُ

---

[۱] مکتوب صدوسی وہفتم جلد سوم ۱۲ +
[۲] مکتوب سہ صد و دوم جلد اول ۱۲ +
[۳] مکتوب صدوسی جلد سوم ۱۲ +

رسائی کس طرح ہو تجھ سے محبوب گئے دیتی ہے سختی راہ کی مرغوب

کمالاتِ نبوت ذاتِ صرفہ سے کیونکر متعلق ہو سکتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مجدد صاحب قدس سرہٗ نے اُسی مکتوب میں ارشاد فرمایا ہے کہ حقیقتِ کعبہ جو عظمت اور کبریائی کے پردوں سے مراد ہے کمالاتِ نبوت سے اوپر ہے اور یہ کمالاتِ عنصر خاکی کے لئے ثابت ہیں +

ہیئت وحدانی کو جو عالمِ خلق اور عالمِ امر کا مجموعہ ہے حقیقتِ کعبہ سے حصہ حاصل ہوتا ہے۔ اور اسی مکتوب میں جہاں آپ نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ذات اس وجود اور عدم کے سوا ہے تحریر فرماتے ہیں کہ مرتبہ ذات ان کمالات سے ارفع و اعلیٰ ہے +

فائدہ (۱۶) مکاتیب[۵۱] معصومیہ۔ **سوال**۔ جب کمالاتِ نبوت کا مرتبہ اسماء اور صفات اور شیون و اعتبارات کے مرتبہ سے بلند تر ہے تو حقیقتِ کعبہ اور اس کے مماثل حقائق کہ جن میں مسجودیت کا اعتبار ملحوظ ہے کمالاتِ نبوت پر فوقیت رکھنے کے کیا معنی ہیں +

جواب۔ یہ شبہ تفصیل کا خواہاں ہے اتنا معلوم کر لو کہ کمالاتِ نبوت کا مرتبہ اُن اسماء و صفات و شیونات سے بلند ہے جو ولایت کبریٰ اور عُلیا میں ثابت ہو چکے ہیں +

فائدہ (۱۷) مکاتیب[۵۲] مجددیہ۔ کمالاتِ نبوت بلا کسی واسطہ اور کسی کی پیروی کے اصل میں انبیاء کرام کو حاصل ہوتے ہیں۔ ان کی پیروی اور توسط سے ان کے اصحاب کو بھی یہ دولت نصیب ہوتی ہے اور دوسروں کے لئے بھی اُن کی پیروی اور ہدایت سے اس دولت تک وصول ممکن ہے۔ ؎

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

فیضِ حق کا گر دوبارہ ہو نزول
انبیاء کا فیض ہو سب کو حصول

---

۵۱ مکتوب صد و پنجاہ و چہارم بنام میر محمد اسحاق جلد دوم ۱۲ +
۵۲ مکتوب سہ صد و یکم جلد اول ۱۲ +

میرا خیال ہے کہ اکابر تابعین پر بھی کمالات نبوت کا پر تو پڑا تھا اور تبع تابعین کے اکابر پر بھی یہ آفتاب سایہ افگن ہوا مگر اُس کے بعد پوشیدہ ہوگیا یہاں تک کہ زمانۂ بعثت آنسرور صلے اللہ علیہ وسلم سے الف ثانی تک نوبت پہنچی اس وقت پھر یہ دولت نبوت کی اتباع سے ظاہر ہوئی اور آخر کو اول سے مشابہ کیا گیا ؎

اگر بادشہ بر درِ پیرزن بیاید تو اے خواجہ سبلت مکن

اگر بادشہ آئے بڈھی کے گھر
تو اے خواجہ اُس پر تعجب نہ کر

سلام اس پر ہو جس نے ہدایت کی پیروی کی اور متابعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو لازم کر لیا کامل صلوٰۃ وسلام ہو آپ پر اور آپ کے آل اور اصحاب پر؀ +

فائدہ (۱۸) مکاتیب مجددیہ؀ - ان علوم ومعارف کا مالک اس الف کا مجدد ہے جن لوگوں نے مجدد الف کے ان علوم ومعارف کو جو ذات اور صفات اور افعال سے متعلق ہیں اور احوال ووجد وتجلیات وظہورات سے مشابہ ہیں دیکھا ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ معارف اور علوم بہ نسبت علوم مجددیہ کے بمنزلہ ایک چھلکے کے ہیں اور وہ علوم بمنزلہ مغز کے - خدائے پاک سیدھے رستہ پر چلانے والا ہے +

واضح ہو کہ ہر صدی کے آغاز میں ایک مجدد آتا ہے مگر صدی کا مجدد علیحدہ ہے اور مجدد الف علیحدہ - جو فرق سَو اور ہزار میں ہے وُہی فرق ان دونوں میں ہے بلکہ اس سے زیادہ +

مجدد الف وہ شخص ہے کہ اس مدت میں امت کو جو فیض پہنچے اُسی کے توسط سے پہنچے - اگرچہ اس وقت اقطاب اور ابدال واوتاد ہی کیوں نہ موجود ہوں - مصرعہ

خاص کند بندہ مصلحت عام را

فائدہ (۱۹) مکاتیب معصومیہ؀ - جب معاملہ ظلال اور اصول سے گذر

سلہ مکتوب چہارم جلد دوم ۱۲ + سلہ مکتوب چہل وہفتم جلد اول ۱۲ +

جاتا ہے اور سالک اصول کو بھی ظلال کی طرح چھوڑ دیتا ہے۔ اور انتہائی بلندی اور بے امتیازی کی وجہ سے مقام حیرت وجہل پیدا ہو جاتا ہے۔ تو اب کلمۂ طیبہ سے جو کمالات وابستہ تھے پورے ہو گئے۔ کلمہ طیبہ کا ذکر اس مقام میں نفع نہیں دیتا اس مقام کی ترقی نماز مفروضہ اور تلاوت قرآن مجید سے وابستہ ہے۔

ہم نے حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سُنا ہے کہ اس مقام میں کلمہ طیبہ کو قرآن مجید کی طرح تکرار کیا جائے اور ابتدا اعوذ سے شروع ہو تو سالک کو تلاوت قرآن مجید کا نفع اور فائدہ ہوتا ہے۔

فائدہ (۲۰) مکاتیب[۱] معصومیہ۔ اس مقام کے بعد ایسا مقام آتا ہے جہاں عمل کا کوئی نتیجہ نہیں اور نہ اعتقاد کا کوئی اثر فقط فضل اور احسان خداوندی پر ترقی منحصر ہوتی ہے۔

فائدہ (۲۱) مکاتیب[۲] معصومیہ۔ اصل میں یہ مقام انبیاء اولوالعزم کے لئے مخصوص ہے۔ البتہ ان کی اتباع میں دوسروں کو حاصل ہوتا ہے۔ ؎

با کریماں کارہا دشوار نیست

کام یہ مشکل کریموں پر نہیں۔

فائدہ (۲۲) مکاتیب[۳] معصومیہ۔ اس کے بعد وہ کمالات ہیں جن میں سالک کی ترقی تفصیل سے محبت کی طرف ہوتی ہے۔ اس کمال میں ترقی محبت صرفہ پر موقوف ہے۔

مقام محبت میں بھی دو کمال ہیں۔ محبیّت اور محبوبیت۔ محبیّت ذاتیہ کا کمال اصل میں حضرت کلیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے خاص ہے اور محبوبیّت ذاتیہ کے کمالات حضرت حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے مختص ہیں۔ اوروں کو ان کے طفیل میں ان کمالات کے حصول کی توقع ہو سکتی ہے۔

فائدہ (۲۳) مکاتیب[۴] معصومیہ۔ سوال۔ جب عارف کا معاملہ

---

[۱] مکتوب صد وسی و ہفتم جلد اول ۱۲۔
[۲] مکتوب صد وسی و ہفتم جلد اول و مکتوبات مجددیہ جلد دوم ۱۲۔
[۳] مکتوب صد وسی و ہفتم جلد اول ۱۲۔
[۴] مکتوب

فضل اور محبت صرفہ سے متعلق ہوگیا تو اس مقام میں اعمال صوریہ جیسے ذکر لسانی وتلاوت وغیرہ عارف کے لئے ترقی بخش اور سودمند ہوتے ہیں یا نہیں ؟

جواب - اعمالِ مذکورہ نفع دیتے ہیں اور درجاتِ آخرت کو بلند کرتے اور گناہوں کا کفارہ ہوتے ہیں اور کدورتِ بشری اور ظلماتِ جسمانی کو زائل کرتے ہیں ؛

حدیث میں آیا ہے کہ میرے قلب پر پردے ڈالے جاتے ہیں اور میں اللہ تعالےٰ سے ہر روز ستر بار استغفار کرتا ہوں - مگر ان مقام میں عارف کو جو کچھ ترقی حاصل ہوئی وہ ان اعمال سے نہیں بلکہ محبت صرفہ اور فضل محض سے ہر ایک کے مرتبہ کے موافق وابستہ ہے ؛

فائدہ (۴۲) مکاتیبِ مجددیہ[1] - عنایاتِ الٰہی اور طفیل نبوی سے جب کمالاتِ نبوت یعنی تجریدِ ذات کی سیر انجام پر پہنچ گئی تو مشہود ہوا کہ اگر دوسرا قدم اور اٹھایا جائے تو عدم محض میں پڑے گا - کیونکہ اس سیر کے بعد عدم محض کے سوا اور کچھ نہیں ہے - اے فرزند - یہ وہم مت کرو کہ عنقا شکار میں آگیا اور سیمرغ جال میں پھنس گیا ؎

عنقا شکار کس نشود دام باز چین کانجا ہمیشہ باد بدست ست دام را

عنقا شکار ہو نہیں سکتا ہے جال میں
عنقا وہ کب ہے جو کوئی پھنستا ہے جال میں

پس خدائے پاک ورا الورا اور پھر ورا الورا ہے ؎

ہنوز ایوان استغنا بلند است مرا فکر رسیدن ناپسند ست

ابھی تک شان استغنا ہے اعلیٰ
خیال وفہم کے پانے سے بالا

یہ ورائیت حجاب کے لحاظ سے نہیں ہے کیونکہ حجاب کل اٹھ گئے ہیں بلکہ اس کی عظمت اور کبریائی کا ثبوت ہے - جو ادراک کا مانع اور وجدان کے منافی ہے پس خدائے پاک وجود میں بالکل قریب اور وجدان میں بہت دور ہے ؛

---

[1] مکتوب دوصد وشصتم جلد اول ۱۲ ؛

گیارھویں مقدّمات

کعبۂ ربّانی کی حقیقت کے بیان میں

اسمیں آٹھ فائدے ہیں

فائدہ (١) مکاتیب[١] مجددیہ بعض اولیاءِ کاملین ایسے ہیں کہ انبیاء کرام کے طفیل میں عظمت اور کبریائی کے خیموں میں جگہ پاتے اور محرمِ بارگاہ بن جاتے ہیں پس ان کے ساتھ بھی وہی معاملہ کیا جاتا ہے جو انبیا کے انبیاء کے ساتھ کیا گیا۔

اے فرزند۔ یہ معاملہ انسان کی ہیئت وحدانی پر جو عالمِ خلق اور عالمِ امر کا مجموعہ ہے ظاہر ہوتا ہے۔ باوجود اس کے اس مقام میں بھی کل عناصر کا سردار عنصرِ خاک ہے۔

فائدہ (٢) مکاتیب[٢] مجددیہؒ۔ جاننا چاہئے کہ یہ مقام (جو کہ سالک کی ہیئتِ وحدانی سے مخصوص اور عظمت و کبریائی کے خیموں کے ظاہر ہونے کا مقام ہے) کعبۂ ربّانی کی حقیقت سے متعلق ہے۔

فائدہ (٣) مکاتیب[٣] مجددیہؒ۔ اربابِ ولایت قلب سے مراد حقیقتِ جامعۂ انسانی رکھتے ہیں جو عالمِ امر سے ہے اور صاحبِ نبوت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی اصطلاح میں قلب وہ مضغہ ہے جس کی درستی پر بدن کی درستی اور اُس کے فساد پر بدن کا فساد موقوف ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آدمی کے جسم میں ایک مضغہ یعنی ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو جاتا ہے تو بدن بھی درست ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ فاسد ہو جاتا ہے تو بدن بھی فاسد ہو جاتا ہے۔

آگاہ رہو کہ اس کا نام قلب ہے حقیقت جامعہ جب نہایت النہایت

---

[١] مکتوب دوصد و شصتم جلد اول ١٢

[٢] مکتوب دوصد و شصتم جلد اول ١٢

[٣] مکتوب بست و یکم جلد اول ١٢

پر پہنچتی ہے اور ولایتِ خاصہ سے وافر حصّہ حاصل کرتی ہے۔ تو اگر مطلوب کی نمائیندگی پیدا کرے تو اس میں مطلوب کا ظلّ پیدا ہوگا نہ عین مطلوب جس طرح آئینہ میں مثال ظاہر ہوتی ہے نہ عین شخص۔ بخلاف مضغۂ قلب کے کہ اس میں آئینہ کے خلاف عین مطلوب ظاہر ہوتا ہے نہ عین ظلِ مطلوب۔ اسی لئے فرمایا کہ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنُ یہ معاملہ نظر اور فکر سے ماوراء ہے۔ ہرگز اس میں حلول اور تمکّن کا خیال مت کرو کہ وہ الحاد اور زندقہ ہے۔ اگرچہ دنیاوی عقل اس کو باور نہیں کرتی کہ شے کا عین دوسری شے میں ظاہر ہو۔ اور حلول اور تمکن نہ ہو تو یہ اس کا قصور ہے +

اے بھائی اس مضغہ کو گوشت کا ٹکڑا مت خیال کرو کیونکہ اس میں عالمِ امر کے خزانے اور عالمِ امر کے مخفیات مدفون ہیں۔ اور وہ خاص معاملات جو ہیئت وحدانی سے مخصوص ہیں اس کے علاوہ ہیں +

پہلے اجزاءِ عشرہ کو تصفیہ اور تزکیہ کر کے جذب اور سلوک فنا اور بقا سے پاک کیا گیا۔ اور ماسوا اللہ کے تعلقات کی آلودگی سے آزاد کیا گیا +

مثلاً قلب کو تقلّب سے چھوڑا کر تمکن پر پہنچایا گیا اور نفس کو امّارگی سے اطمینان پر لایا گیا۔ جزوِ ناری کو سرکشی اور نافرمانی سے روک کر جزوِ خاکی کو پستی سے بلندی کی طرف لے آئے۔ اسی طرح سالک کے تمام اجزاء کو افراط اور تفریط سے توسط اور اعتدال پر لے آئے۔ پھر اپنے فضل و کرم سے ان اجزاء کو ترکیب دیکر شخص معین بنا کر انسان کامل بنایا گیا۔ پس عارف کے قلب کو جو اس کا خلاصہ اور اس کے وجود کا مرکز ہے۔ مضغہ کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے[۱]

فائدہ (۴) مکاتیب معصومیہ۔ تم نے دریافت کیا تھا کہ حقائق ثلٰثہ تک پہنچنا تفضل میں داخل ہے۔ یا کسبیات و ریاضیات سے متعلق ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان حقائق کا معاملہ کمالاتِ نبوت سے بالا ہے لہذا تفضل میں داخل ہے +

فائدہ (۵) مؤلف۔ اس عبارت سے معلوم ہوگیا کہ کمالاتِ نبوت سے

---

[۱] مکتوب صد و چہل جلد سوم ۱۲ +

اوپر کا معاملہ تفضل میں داخل ہے۔ اس لئے جو سالک حقیقتِ کعبۂ ربانی سے متصف ہو اس نے مقامِ تفضل سے ضرور حصہ پالیا ہے ✣

فائدہ (۶) مؤلف فقیر نے حضرت پیر دستگیر کی زبان گوہرفشاں سے سُنا ہے کہ ہر مسجد میں حقیقتِ کعبۂ معظمہ کا ظہور ہے ✣

فائدہ (۷) مکاتیبِ معصومیہ[1]۔ **سوال**۔ حضرت نے تحریر فرمایا ہے کہ کعبۂ ربانی کی حقیقت حقیقتِ محمدیؐ سے اوپر ہے۔ اس سے لازم آتا ہے۔ کہ حقیقتِ کعبہ حقیقتِ محمدیؐ سے افضل ہو جائے۔ حالانکہ آنسرور علیہ الصلوٰۃ والسلام افضل اہل مخلوقات ہیں۔ حدیث شریف لَوْلَاہُ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ وَلَمَا اَظْھَرْتُ الرُّبُوْبِیَّۃَ۔ آپ کی شان میں ناطق ہے ✣

جواب۔ حقیقتِ کعبہ مقامِ معبودیت و مسجودیت میں ہے اور آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کمال عبودیت اور عابدیت کے مقام میں ہے۔ پس ممکن ہے کہ حقیقتِ کعبہ خود ذاتِ الٰہی ہو یعنی وہ حقیقت جو اس صورت کی معبودیت اور مسجودیت کا منشا ہے وہ حقیقت میں ذاتِ حق ہے ✣

اِس لئے اگر اس حقیقت کو حقیقتِ محمدیؐ پر تفوض ہو تو کیا استحالہ ہے اگر تم کہو کہ حقیقتِ ممکن یعنی صورتِ کعبہ داخلِ ممکنات ہونا چاہیئے اس کو واجب کیونکر کہا جائے۔ اِس کا اندفاع یوں ہو سکتا ہے کہ حقیقتِ شے طائفہ فقرا کی اصطلاح میں ذاتِ شے نہیں ہے۔ بلکہ مبداِ فیوض وجودی اور اس کے توابعات مراد ہوتے ہیں اور ذاتِ شے بمنزلہ اُس کے محل کے ہے ✣

قوم کا مقررہ قاعدہ ہے کہ حقیقتِ محمدیؐ تعین اوّل ہے جس کو وحدت کہا جاتا ہے۔ اور تمام ممکنات کے حقائق یعنی اعیانِ ثابتہ کو تعین ثانی یعنی مرتبۂ واحدیت میں ثابت کیا جاتا ہے۔ اِن دونوں تعینات کو وجوبی اور قدیم جانتے ہیں نقش الفصوص کے مقدمہ میں ہے کہ ممکن ہی وجود متعین ہے۔ پس امکان اس کا اس کے تعین وجود کے اعتبار سے ہے! اور وجوب اس کا اس کی حقیقت کے لحاظ سے ہے پس جس مقام میں حقیقتِ کعبہ کو مراتبِ وجود میں ثابت کیا گیا ہے

[1] مکتوب اول جلد دوم ۱۲ ✣

وہ اصطلاحِ قوم کے لحاظ سے ہے۔ اور جہاں حقیقتِ ممکن کو ممکن کہا گیا ہے وہ قوم کی اصطلاح نہیں ہے۔ بلکہ وہ دوسری تحقیق ہے اور جداگانہ کلام ✣

تم نے لکھا تھا کہ کعبہ کی صورت یہی صورتِ ظاہری ہے یا دوسری چیز، میرے مخدوم ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ کعبہ کی صورت سے سنگ و کلوخ مراد نہیں ہے کیونکہ اگر اس کے سنگ و کلوخ نہ رہیں تو بھی کعبہ کعبہ ہے اور خلائق کا مسجود الیہ ہیگا۔ بلکہ صورتِ کعبہ باوجودیکہ عالمِ خلق سے ہے بگر حقائق اشیا کی طرح پوشیدہ امر ہے۔ عالمِ محسوسات سے ہے مگر حس و خیال کے دائرہ سے باہر ہے اور اشیاء کا متوجہ الیہ ہے بگر کسی کی توجہ میں نہیں ہے۔ ایسی ہستی ہے جو نیستی کا لباس پہنے ہوئے ہے۔ ایسی نیستی ہے جو ہستی کے لباس میں ظاہر ہوئی جہت میں بیجہت اور سمت میں بے سمت ہے ✣

الحاصل یہ صورتِ حقیقت منش ایسا عجوبہ ہے کہ جس کی تشخیص میں عقل عاجز اور عقلاء حیران ہیں۔ گویا عالمِ بیچونی و بیچگونی کا نمونہ اور بے شبہی اور بے نمونگی کی نشانی اس میں پوشیدہ ہے ✣

دوسرا جواب یہ ہے کہ ایک حقیقت کی دوسری حقیقت پر برتری موجب فضیلت نہیں ہے۔ اس کی تفصیل ولایتِ ملاءِ اعلیٰ کے بیان میں گذر چکی ہے ✣

تیسرا جواب یہ ہے کہ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ کہ حقیقتِ محمدیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تنزیہہ اور تقدیس سے مقاماتِ نزول میں اترنے کی انتہا ہے اور حقیقتِ کعبہ عروج کعبہ کا انتہائی مقام ہے پس حقیقتِ محمدی کے پہلی مرتبہ تنزیہہ پر عروج کرنے کے لئے پہلا زینہ جنت کعبہ ہے ✣

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے انتہائی عروج کا علم سوائے خدائے پاک کے اور کسی کو نہیں ہے ✣

پس اس صورت میں جب حقیقتِ کعبہ کی فوقیت جمیع وجوہ سے نہ ثابت ہوں اس کی افضلیت کا کیا تذکرہ ✣

چوتھا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ۲ دو نام ہیں محمدؐ اور احمدؐ۔ ہر اسم کی ولایت علیحدہ ہے۔ آپ کا نامِ نامی محمدؐ باعتبار آپ کے وجود

عنصری کے اور اس عالمِ ظلمانی کے ہدایت اور ارشاد کرنے کے اعتبار سے ہے اِس اسمِ مبارک کی ولایت اس اسمِ الٰہی سے متعلق ہے جو عالمِ سفلی کی تربیت سے مناسبت رکھتا ہے۔ اسی کو حقیقتِ محمدی کہا جاتا ہے +

اور آپ کے وجودِ روحانی کے اعتبار سے جو عالمِ ملکوت و روحانیت کا مربّی ہے۔ اور قبل وجودِ عنصری جس وجود کے ساتھ آپ نبی تھے (کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ ترجمہ میں اس وقت نبی تھا جبکہ آدم علیہ السلام پانی اور مٹی میں تھے) +

آپ کا نام پاک احمد ہے۔ اس نام پاک کی ولایت اس شانِ جامع سے متعلق ہے جو حقیقتِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کا مبدا و اصل ہے۔ اور عالمِ نورانی کی تربیت کے لئے مناسب ہے۔ اس کو حقیقتِ احمدیہ اور حقیقتِ کعبہ ربّانی کہا جاتا ہے +

نشا عنصری سے آپ کی نبوت کا تعلق دونوں اعتبار سے ہے کسی ایک حقیقت کی خصوصیّت نہیں +

اس مرتبہ میں آپ کا مبدا اور رب وہی شانِ جامع ہے۔ اس لئے اس مرتبہ کی دعوت سابقہ دعوت سے اکمل ہے۔ کیونکہ پہلی دعوت عالمِ امر و روحانیت سے متعلق تھی اور یہ دعوت عالمِ خلق و عالمِ امر دونوں کو جامع ہے +

گویا یہ دونوں حقیقتیں آپ کے دو اسم مبارک کے اعتبار سے آپکا مکان طبعی ہیں۔ ان دونوں کے اوپر آپ کے عروجات بعید و بیحساب ہیں جن کا علم اللہ تعالےٰ کو ہے۔ اور یہی پر فضل اور برگزیدگی اور تفوق کا دارومدار ہے +

اِس تحقیق سے روشن ہو گیا کہ آپ کی حقیقتِ جامعہ کا ایک جزو ہے جو آپ کے کمالات جسمانی اور روحانی و خلق و امر کا جامع ہے۔ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم +

نیز یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ فوقیت متنازعہ اس بنا پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض کمالات بعض پر تفوق رکھتے ہیں۔ اختصار کے لحاظ سے اتنا ہی بیان کیا گیا۔ ورنہ اس تحقیق کی انتہا نہیں +

فائدہ (۸) مکاتیبِ[1] مجدّدیہ۔ اگرچہ شانِ علم شانِ حیات کے تابع

[1] مکتوب ہشتاد و ششم جلد سوم ۱۲ +

ہے۔ مگر ذات تعالےٰ و تقدس ہیں اعتبارات صفات و شیون سے قطع نظر کرنے کے بعد علم کی ایسی شان ہے جو اور صفات اور شانوں کو تو کیا حاصل ہوتی خود شانِ حیوٰۃ کو بھی حاصل نہیں۔ اور جس مرتبہ میں کہ ذات تعالےٰ نورِ مطلق ہونے کے سوا اور کوئی دوسری نسبت اپنے لئے تجویز نہ فرمائے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اس مرتبہ میں بھی علم کی گنجائش ہے علم حصولی اور حضوری کا ذکر نہیں ہو رہا ہے کیونکہ یہ دونوں قسمیں تو صفتِ حیوٰۃ کی تابع ہیں۔ یہاں جو کچھ تذکرہ ہے اُس علم کا ہے جو اس بیچون وبیچگون کو مرتبۂ ذات میں حاصل ہے اور وہ ایک شعور بیچون ہے بلا اعتبار عالم و معلوم کے اس مرتبہ کے اُوپر وہ مرتبہ ہے جہاں شیونات کی طرح علم کی بھی گنجائش نہیں ہے یہاں نور ہی نور ہے وہ اس شعور متذکرہ صدر کی اصل ہے۔ جو بیچون و بیچگون ہے جب نور کا ظل ہی بیچون و بیچگون ہو تو اصل کی بیچونی کہ عین نور ہے کیا بیان میں آسکتی ہے۔ اور ہر قسم کے کمالات خواہ وہ وجوبی ہوں یا امکانی نور کے ظلال ہیں اور اس سے قائم۔ اور نور ہی سے موجود ہیں اور آثار کے مبدا چونکہ حضرت نور کا پہلا مرتبہ بوئے اختلاط رکھتا ہے اور وہ شعور نور کا جامع ہے اس لئے مخبر صادق نے اُس کو مخلوق فرمایا ہے۔ اور کبھی اس مرتبہ کو عقل سے تعبیر فرمایا کہ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْعَقْلَ یعنی پہلی چیز جو اللہ تعالےٰ نے پیدا کی وہ عقل ہے۔ اور کہیں نور سے یاد فرمایا ہے اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ ہے یعنی پہلی چیز جو خدا نے پیدا کی وہ میرا نور ہے ٭

دوسرا مرتبہ جو نورِ صرف ہے اور لاتعین کے نام سے متعین ہے اُس کو اوروں کی طرح تم ذاتِ بحت اور احدیتِ مجردہ مت خیال کرو کیونکہ یہ بھی نورانیتِ صرفہ کے حجابوں میں سے ایک حجاب ہے۔ اِنَّ لِلّٰہِ سَبْعِیْنَ اَلْفَ حِجَابٍ مِّنْ نُوْرٍ وَّظُلْمَۃٍ یعنی اللہ تعالےٰ کے لئے نور اور ظلمت کے ستر ہزار پردے ہیں یہ مرتبہ اگرچہ تعین نہیں ہے مگر مطلوب حقیقی کا حجاب ہے گو آخری حجاب ہو اللہ تعالےٰ اوراء الورا ہے۔ یہ بلند مرتبہ تجلیات ذاتیہ کے اوپر ہے۔ کیونکہ تجلّی بغیر آمیختگی تعین کے نہیں ہوتی۔ اور یہ مقام تمام تعینات کے اُوپر ہے۔ مگر منشا ان تمام تجلیات ذاتیہ کا نور صرفہ ہے کہ تجلّی بغیر اس نور کے ممکن نہیں ہے ٭

اگر بالفرض نور نہ ہو تو تجلی بھی نہیں ہو سکتی۔ میں خیال کرتا ہوں کہ حقیقتِ کعبۂ ربانی بھی نور ہے جو تمام کائنات کا مسجود اور تمام تعینات کی اصل ہے ✦

اور جبکہ یہ نور تمام تجلیاتِ ذات کا ملجا اور ماوا ہے دوسروں کی مسجودیت ہے اس کی کیا تعریف کی جائے ✦

اور جبکہ کمالِ فضل و عنایتِ جل سلطانہ سے ہزاروں میں سے کسی ایک عارف کو اس دولت تک وصول سے مشرف کرتے ہیں! اور اس مقام کے فنا اور بقا سے سرفراز کرتے ہیں ممکن ہے کہ وہ اس نور سے بقا پاکر فوق اور فوق الفوق سے حصۂ وافر حاصل کرے ✦

کوئی شخص یہ وہم نہ کرے کہ اس عارف نے ذات کے تمام حجابات طے کر لئے ہیں کیونکہ یہ نور بھی ایک آخری حجاب ہے ✦

بارھویں ہدایت

قرآن مجید کی حقیقت کے بیان میں

اسمیں پانچ فائدے ہیں

فائدہ (۱) مکاتیبِ[1] مجددیہ۔ مرتبۂ عالیۂ نور صرف جس کو اس فقیر نے حقیقتِ کعبۂ ربانی دریافت کرکے لکھا ہے اس کے اوپر ایک مرتبہ مقدسہ حقیقتِ قرآن مجید ہے۔ کعبۂ معظمہ قرآن مجید کے ہی حکم سے سارے جہان کا قبلہ قرار پایا اور مسجودیتِ عام کی دولت سے مشرف ہوا ✦

پس قرآن مجید امام ہے اور کعبۂ معظمہ ماموم۔ یہ مقدس مرتبہ ذاتِ تعالےٰ کی بیچونی کی وسعت کا نیز اس بیچونی و بیچگونی کے امتیاز کا مبداء ہے کہ درجہ اعلیٰ ہے اس مقدس مرتبہ حقیقت القرآن میں ذاتِ پُر نور کے اطلاق کرنے کی بھی گنجائش نہیں ہے۔ دوسرے تمام ذاتی کمالات کی طرح سے نور بھی راستہ ہی میں رہجاتا ہے یہاں بیچون کی وسعت اور بیچگون کے امتیاز کے سوا کسی اور چیز کی گنجائش

[1] مکتوب ہفتاد ہفتم جلد سوم ۱۲ ✦

نہیں ہے۔ آیت کریمہ لَقَدْ جَاءَ کُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ میں اگر نور سے مراد قرآن مجید ہے تو باعتبار اُس کی تنزیل کے ہوسکتا ہے چنانچہ کلمۂ مذکورہ میں اس کیطرف اشارہ بھی موجود ہے ÷

فائدہ (۲) مؤلف حضرت مخدوم زادہ محبوب ربانی سیف رحمانی سلمہ اللہ تعالےٰ کی زبان گوہر فشان سے میں نے سُنا ہے کہ انوارِ قرآن مجید کے انکشاف کی علامت عارف کے باطن پر ثقل کا وارد ہونا ہے۔ آیت کریمہ اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلًا ثَقِیْلًا میں اِس معرفت کی طرف اشارہ ہے ÷

فائدہ (۳) مکاتیب[1] معصومیہ۔ اس بیان سے یہ شبہ بھی جاتا رہا کہ قرآن مجید کی حقیقت صفت (یا شان) کلام سے پیدا ہوئی ہے۔ اس لئے ولایت کبرےٰ میں داخل ہوگی۔ کمالات نبوت سے فوق ہونے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ اس حقیقت کے معنی ذات بیچون کی وسعت کا مبداء ہے۔ جو تینوں ولایتوں اور کمالاتِ نبوت نیز حقیقتِ کعبہ سے بلند ہے فافھم ÷

فائدہ (۴) مکاتیب[2] معصومیہ۔ علماء اہلِ سنت وجماعت کا مذہب مسئلہ کلام میں یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ازل سے ابد تک کلامِ واحد بسیطِ حقیقی سے متکلم ہے کثرت اور تفصیل کی اس میں گنجائش نہیں۔ اُسی ایک کلمۂ بسیط سے امر و نہی اور استفہام وتمنّی و ترجی و اخبار و انشاء و وعدہ و وعید صادر ہوئے ÷ یہی کلمۂ بسیط قرآن اور توریت اور زبور وانجیل کے ناموں سے موسوم ہے ÷

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا اس بارہ میں یکتا ارشاد ہے جو تحقیق و تدقیق کے بعد فرمایا گیا ہے کہ کلامِ الٰہی میں اجمال اور عدمِ تجزّی کے باوجود تفصیل بھی ثابت ہے اور وسعت اور تمیز بھی موجود ہے اور امر و نہی سے ممتاز ہے اور اخبار و انشاء سے علیحدہ ÷

چنانچہ مرتبۂ ذات میں بھی اجمال کے باوجود ہم تفصیل اور وسعت ثابت

---

[1] مکتوب صد و بست وہشتم جلد سوم ۱۲ ÷

[2] مکتوب شصت وہفتم جلد اول ۱۲ ÷

کرتے ہیں کیونکہ وسعت اور تفصیل بھی صفات کمالیہ سے ہے کہ خدا تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے
وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۔

واضح ہو کہ اس بلند مرتبہ میں اجمال و تفصیل سے مراد وہ اجمال و تفصیل نہیں ہے جو ہمارے فہم و ادراک میں آسکے۔ کیونکہ یہ تبعض اور تجزی کے موجب ہیں۔ جس سے اللہ تعالےٰ پاک اور بلند ہے۔ بلکہ وہ اجمال و تفصیل بھی ذات و صفات کے ساتھ بیچون و بیچگون ہے۔ عَرَفْتُ رَبِّیْ بِجَمْعِ الْاَضْدَادِ۔ میں نے اپنے رب کو اضداد کے جمع کرنے سے پہچانا۔

یہ معرفت اگرچہ طور عقل سے علیحدہ ہے مگر کشف صحیح والہام صریح کی تائید سے موئید ہے جس تمیز کی علماء کرام نفی کرتے ہیں وہ ایسی تمیز ہے جو چون و چند کی قسم اور بساطت کے منافی ہے۔

فائدہ (۵) مکاتیب[1] معصومیہ۔ حضرت تعالےٰ و تقدس میں اجمال اور وحدت کے لفظ کو لفظ تفصیل سے اس وجہ سے زیادہ مناسبت ہے کہ لفظ تفصیل تبعض و تجزی کا وہم پیدا کرتا ہے۔ اس لئے ہم نے الفاظ اجمال اور وحدت کو اُس حریم عالی پر اطلاق کرنے کے لئے اختیار کیا ہے۔ ورنہ اللہ تعالےٰ اس اجمال اور تفصیل سے جو ہمارے ادراک میں آسکتی ہے منزہ اور مبرا ہے۔ اگر ہم اس کو وحدت اور وسعت بیچون کہیں تو درست ہے۔

تیرھویں ہدایت
صلوٰۃ کی حقیقت کے بیان میں

اس میں پانچ فائدے ہیں

فائدہ (۱) مکاتیب[2] مجددیہ۔ مرتبہ مقدسہ حقیقت قرآن کے اوپر ایک نہایت ہی بلند مرتبہ حقیقت صلوٰۃ ہے یہ مصلیان ارباب نہایت کے لئے اس

---

[1] مکتوب شصت و ہفتم جلد اول ۱۲۔

[2] مکتوب ہفتاد و ہفتم جلد سوم ۱۲۔

مرتبہ کی صورت عالمِ شہادت میں قائم ہوتی ہے۔ ممکن ہے کہ قصہ معراج کی اس حدیث میں کہ ٹھہر جائے محمد اللہ تعالیٰ نماز پڑھ رہا ہے اسی حقیقتِ صلوٰۃ کی طرف اشارہ ہو مرتبہ تجرد و تنزیہہ کے شایان وہ عبادت ہے جو مراتبِ وجوب سے صادر ہو۔ اور اطوار قدم سے ظاہر ہو پس اُس کی مقدس جناب کے لائق وہ عبادت ہے جو مراتبِ وجوب سے ہو پس وہی عابد اور معبود ہے۔ اس مقدس مرتبہ میں کمالِ وسعت اور امتیاز بیچون ہے +

فائدہ (۲) مکاتیب[1] معصومیہ۔ اس پر یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ چونکہ مبداء شے کو تقدم اور فوقیت ہوا کرتی ہے پس چاہئے کہ حقیقتِ قرآنی بھی حقیقتِ صلوٰۃ پر مقدم ہو۔ حالانکہ حقیقتِ صلوٰۃ تو حقیقتِ قرآن مجید سے مافوق لکھا گیا ہے +

جواب ممکن ہے کہ یہ مبداءیت سالک کے عروج کے لحاظ سے ہو یعنی مدارج عروج میں وسعت کا آغاز حقیقتِ قرآنی سے ہوتا ہے جس کا کمال اوپر کی حقیقت یعنی حقیقتِ صلوٰۃ میں ہوگا۔ اس معنے سے مبداءیت کو تاخر ہوا +

دوسرا جواب یہ ہے کہ اور اعتبار سے تفوق طرفین کے لئے ہے۔ حقیقتِ قرآنی حقیقتِ صلوٰۃ کا جزو ہے۔ اور جزو کو کل پر تقدیم ہوا کرتی ہے اور کل کو بزرگی ہوتی ہے اس کے اجزاء پر کہ وہ اس جزو کے سوا اور اجزا کو بھی شامل ہوتا ہے۔ اس لئے تفوق صوری جزو کے لئے ہے اور تفوق معنوی و رتبی کل کے لئے +

فائدہ (۳) مکاتیب[2] مجددیہ۔ حقیقتِ کعبہ بھی حقیقتِ صلوٰۃ کا جز ہے اور حقیقتِ قرآن بھی اسی کا حصہ ہے کیونکہ صلوٰۃ اُن تمام مراتب کمالات عبادت کو جامع ہے جس کو اصل الاصل سے نسبت ثابت ہے +

فائدہ (۴) مکاتیب[3] معصومیہ۔ ہمارے حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اپنے مکتوبات[4] میں تحریر فرمایا ہے کہ ادائے نماز میں مصلی کو جو لذت حاصل ہوتی ہے اُس میں نفس کو دخل نہیں۔ اس لذت کے وقت وہ نالہ و فریاد میں رہتا ہے۔ نیز یہ کہ دنیا دنیا میں نماز کا رتبہ مساوی ہے۔ آخرت میں رویت کے مرتبہ کے +

---

[1] مکتوب صد و چہلم جلد سوم ۱۲ +
[2] مکتوب ہفتاد و ہشتم جلد سوم ۱۲ +
[3] مکتوب دو صد و بست و نہم جلد اول ۱۲ +
[4] مکتوب دو صد و شصت و نہم جلد اول ۱۲ +

فائدہ (۵) مکانیب شریف مجدّدیہ۔ حمد و نعت و تبلیغ دعوات کے بعد میرے عزیز بھائی کو معلوم ہو۔ خدا اُسکو سیدھا راستہ بتائے کہ ارکان اسلام کا دوسرا رکن نماز ہے۔ جو تمام عبادات کا جامع ہے! ور ایسا جزو ہے کہ جس نے جامعیت کی وجہ سے کلیت کا حکم حاصل کر لیا ہے! ور سب مقرب کرنے والے عملوں میں افضل ہے ؛

دیدار حق تعالیٰ کی دولت جو حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کو بہ شب معراج بہشت میں حاصل ہوئی تھی دنیا میں نزول فرمانے کے بعد اس عالم کے مناسب آپ کو نماز میں حاصل ہوتی تھی

اسی لئے آپ نے فرمایا کہ بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ نماز میں قریب ہو جاتا ہے ؛

آپ کے اکمل تابعین کو اس دولت کا اس دنیا میں نماز میں پورا حصہ حاصل تھا۔ اگرچہ دیدار حق میسر نہیں ہو سکتا کیونکہ اس عالم میں اس کی تاب نہیں ہے اگر نماز کے لئے ارشاد نہ ہوتا تو مقصود کا چہرہ کون کھولتا! ور طالب کو مطلوب تک کون پہنچاتا غمگساروں کو لذت بخشنیوالی اور بیماروں کو راحت دینے والی چیز نماز ہے۔ اَرِحْنِیْ یَا بِلَالُ ہیں اِس ماجرا کا ایک رمز ہے۔ اور قُرَّتُ عَینِی فِی الصَّلٰوۃ میں اس آرزو کی طرف اشارہ ہے۔ اذواق اور مواجید اور علوم و معارف اور احوال و مقامات اور انوار دالوں اور تلوینات و تمکینات اور تجلیات متکیفہ و غیر متکیفہ اور ظہورات متلونہ و غیر متلونہ اور جو چیزیں کہ نماز کے سوا ہیں حاصل ہوں اور حقیقت نماز سے آگاہی کے بغیر حاصل ہوں وہ سب ظلال اور امثال ہیں۔ بلکہ وہم اور خیال سے پیدا ہوئے ہیں۔ جو مصلی حقیقت نماز سے آگاہ ہے وہ ادائے نماز کے وقت گویا اس عالم سے نکلکر عالم آخرت میں پہنچتا ہے اِس لئے آخرت کی مخصوص دولت سے پورا حصہ لیتا ہے۔ اور اصل کو بغیر ظل کی آمیزش کے حاصل کرتا ہے کیونکہ عالم دنیا کمالات ظلی تک محدود ہے۔ ظلال کے سوا جو کچھ معاملہ ہے وہ آخرت سے مخصوص ہے۔ اس لئے مومنوں کے حق میں نماز معراج ہوئی۔ یہ

سے۵ مکتوب دوصد و شصت و یکم جلد اول ۱۲ ؛

دولت اس امت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع میں مخصوص ہوئی ہے کیونکہ آپ معراج کی رات دنیا سے آخرت میں تشریف لے گئے اور بہشت میں جاکر دیدار حق تعالےٰ کی دولت سے مشرف ہوکر اس کمال سے ممتاز ہوئے ۔

اے اللہ جزا دے آپ کو ہماری طرف سے جس کے آپ مستحق ہیں اور وہ جزا ہماری طرف سے عطا فرما جو اُن جزاؤں سے افضل ہو جو تو نے اور ہتوں کی طرف سے ان کے انبیا علیہم السلام کو دی ہیں۔ اور تمام انبیا کو بھی جزائے خیر عطا کر کیونکہ وہ سب کے سب مخلوق کو تیری طرف اور تیرے بقا کی طرف پہنچانے والے ہیں ۔

صوفیہ کی ایک جماعت کو حقیقتِ نماز کی طرف سے بے خبر رکھا گیا ہے اور اس کے کمالات سے اطلاع نہیں دی گئی ۔ وہ اپنی بیماری کے علاج دوسرے امور سے ڈھونڈ رہے ہیں۔ اور اپنی مرادوں کے حصول کو دوسری چیزوں سے وابستہ کر رہے ہیں ۔

بلکہ ایک جماعت ان کی نماز کو مقصد سے دُور سمجھکر غیر اور غیریت پر اُس کی بنا رکھتی ہے اور صوم کو صلوٰۃ سے افضل جانتی ہے ۔ صاحب فتوحاتِ مکیہ نے لکھا ہے کہ روزہ میں کھانا پینا چھوڑنے کی وجہ سے صمدیت کی صفت متحقق ہوتی ہے۔ اور نماز میں عارف غیریت میں آتا ہے ۔ اور عابد و معبود کو جانتا ہے ۔

تم خوب جانتے ہو کہ یہ قول مسئلہ توحید وجودی پر مبنی ہے ۔ جو اصحاب سُکر کا حال ہے حقیقتِ نماز سے آگاہی نہ رکھنے کی وجہ سے کہ ایک جماعت صوفیہ کی نغمہ کے پردوں میں اپنے اضطراب کی تسکین دیکھتی ہے ۔ اور سماع و نغمہ وجد و تواجد میں اپنے مطلوب کو ڈھونڈھتی ہے ۔ اس لئے رقص و رقاصی کی عادت کر لیتے ہیں ۔ حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ نے حرام میں شفا نہیں پیدا کی ۔ مگر ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کافی ہے ۔ اور شے کی محبت اندھا اور بہرہ بنا دیتی ہے ۔ اگر نماز کے کمالات کی حقیقت سے اُن پر ایک شمہ بھی منکشف ہو جاتا تو ہرگز سماع و نغمہ و وجد و تواجد کو اختیار نہ کرتے مصرعہ

چوں ندیدند حقیقت رہِ افسانہ زدند

ترجمہ
نہ کھلی اُن پہ حقیقت تو پڑے قصّوں میں

اے برادر۔ جتنا فرق نماز اور نغمہ میں ہے اتنا ہی فرق دونوں کے کمالات میں ہے۔ عاقل کے لئے اشارہ کافی ہے حقیقت وہ کمال ہے جو ایک ہزار سال کے بعد ظہور میں آیا۔ اور باوجودیکہ یہ اخیر زمانہ ہے مگر سابقین کے رنگ میں ظاہر ہوا ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے پہلے بہتر ہیں یا پچھلے۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ ان کے پہلے بہتر ہیں یا بیچ کے کیونکہ اول کے ساتھ آخر کی مناسبت تردد کا باعث ہوئی +

دوسری حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ اس امت کا بہترین حصہ اس کا اول ہے یا آخر اور بیچ کے حصہ میں کدورت ہے۔ اس امت کے متاخرین میں اگرچہ نسبت بلند ہے مگر تھوڑی ہے۔ اور متوسطین میں نسبت بلند نہیں ہے مگر کثیر ہے وَبِکُلِّ وِجْهَةٍ کَمِّیَّةً وَکَیْفِیَّةً لیکن نسبت کے قبل حصہ نے متاخرین کو بلند درجہ پر پہنچایا۔ اور سابقین کی نسبت کے ساتھ ان کو بشارت دی +

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَلْاِسْلَامُ بَدَأَ غَرِیْبًا وَ سَیَعُوْدُ کَمَا بَدَأَ فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ۔ اسلام غربت سے شروع ہوا اور اسی حالت میں لوٹ آئیگا پس خوشخبری ہے غریبوں کے لئے +

اس امت کی آخریت کا آغاز ہجرتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہزار سال گذرنے کے بعد ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک ہزار سال کے گذرنے کو امور کے متغیر ہونے اور اشیاء کے بدلنے میں عظیم الشان خاصیت ہے۔ چونکہ اس امت میں نسخ اور تبدیل نہیں ہے اس لئے سابقین کی نسبت بھی اسی تازگی اور آبداری سے متاخرین میں جلوہ گر ہوئی +۔ اور مجدد الف ثانی نے شریعت کی تائید اور ملت کی تجدید فرمائی حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ السلام اور حضرت مہدی علیہ الرضوان اس پر گواہ عادل ہیں +

اے برادر۔ یہ باتیں بہت لوگوں کو گراں گذرتی ہیں وہ اُس کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اگر نظرِ انصاف سے علوم اور معارف کا موازنہ کریں اور احوال کے صحت اور سقم کی شرائعت سے مطابقت کریں اور شریعت و نبوت کی تعظیم و توقیر کو دیکھیں

کہ کون سا سلسلہ اس کا پابند ہے تو ورطۂ حیرت اور تعجب سے نکل جائیں گے +

فقیر نے اپنے مکاتیب میں کثرت سے لکھا ہے کہ طریقت اور حقیقت شریعت کے خادم ہیں۔ اور نبوت ولایت سے افضل ہے اگرچہ نبی کی ولایت کیوں نہ ہو۔ اور ولایت کے کمالات کو نبوت کے کمالات سے اتنی نسبت بھی نہیں ہے جتنی قطرہ کو دریا سے ہے۔ خصوصاً ایک مکتوب[1] جو فرزند کے نام سے لکھا گیا ہے اس میں اس کی تفصیل دیکھو +

اس گفتگو سے ہمارا مقصد حق سبحانہ تعالےٰ کی نعمت کا اظہار اور اس طریقہ کے طالبوں کو ترغیب دینا ہے نہ دوسروں پر اپنی فضیلت۔ خدائے بزرگ و برتر کی معرفت اس شخص پر حرام ہے جو اپنے کو کافر فرنگ سے بہتر جانتا ہو۔ پھر اکابر دین سے بہتری کا خیال کجا۔ نظم

ولے چوں شہ مرا برداشت از خاک سزد گر بگذرانم سر ز افلاک

اٹھایا مجھ کو شہ نے خاک سے جب
بڑھا رتبہ مرا افلاک سے تب

من آں خاکم کہ ابرِ نوبہاری کند از لطف بر من قطرہ باری

کہ میں ہوں خاک اور وہ ابرِ نیساں
ہمیشہ فضل سے ہے اپنے ریزاں

اگر بروید از من صد زبانم چو سوسن شکرِ لطفش کے توانم

اگر ہر بال میں میرے زباں ہو۔
نہ اُس کے لطف کا شمہ بیاں ہو

اس مکتوب کے مطالعہ کے بعد اگر تعلیم نماز اور اُس کے کمالات کا تم میں شوق پیدا ہوا اور وہ تم کو بے چین کرے تو استخاروں کے بعد ادھر متوجہ ہو۔ اور عمر کا ایک حصہ تعلیم نماز میں صرف کرو۔ خدائے پاک سیدھے رستہ پر چلانے والا ہے۔ اور اُس پر سلام ہو جس نے ہدایت کو اختیار کیا اور متابعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو لازم کر لیا۔ آپ اور آپ کی اولاد پر اکمل ترین درود وسلام ہو +

---

[1] مکتوب دوصد و شصتم جلد اول ۱۲ +

چودھویں ہدایت

معبودیت صرفہ کے بیان میں

اس میں دو فائدے ہیں

فائدہ (۱) مکاتیب[1] مجددیہ۔ مرتبہ حقیقت صلوٰۃ سے بالا معبودیت صرفہ کا مقدس مرتبہ ہے۔ جس کا استحقاق اس مرتبۂ فوق کو حاصل ہے جو کل کی اصل ہے اور سب کی جائے پناہ۔ اس مقام میں وسعت بھی کوتاہی کرتی ہے! اور امتیاز بھی راستہ میں رہ جاتا ہے اگرچہ وہ بیچون وبیچگون ہو۔ پس جاننا چاہیے کہ اکابر انبیاؑ و اولیاؒ کی رسائی کی انتہا مقام حقیقت صلوٰۃ تک ہے جو عابدوں کی عبادات کا انتہائی مرتبہ ہے۔ اس مرتبہ کے بعد مقام معبودیت صرفہ ہے اس مرتبہ میں کسی شخص کو کسی طرح کی شرکت نہیں ہے کہ قدم بڑھا سکے کیونکہ جب تک عبادت اور عابدیت کے تعلق کی گنجائش ہے نظر کی طرح قدم کی بھی گنجائش ہے۔ مگر جب معاملہ معبودیت صرفہ سے پڑتا ہے۔ قدم کوتاہی کرتا ہے اور سالک کی سیر ختم ہو جاتی ہے لیکن خدائے پاک کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ نظر کو سیر کرنے سے ممانعت نہیں ہے اور بقدر استعداد گنجائش دیگئی۔ مصرعہ

بلا بودے اگر ایں ہم نہ بودے

ع بڑی مشکل تھی گر یہ بھی نہ ہوتا

ممکن ہے کہ امر قِف یا محمدؐ میں اسی کوتاہی قدم کی طرف اشارہ ہو یعنی اے محمدؐ ٹھہرو قدم آگے مت بڑھاؤ کیونکہ یہ مقام مرتبہ صلوٰۃ سے بالاتر ہے جو مرتبۂ وجوب سے صادر اور مرتبۂ تنزیہہ محض ذات واجب تعالےٰ ہے۔ یہاں جولانگاہی کی بلکہ قدم رکھنے کی گنجائش نہیں ہے۔ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کی حقیقت اسی مقام میں متحقق ہوتی ہے۔ اور آلہ غیر مستحقہ کی نفی ہوتی ہے۔ معبود حقیقی کا اثبات جس کے سوا عبادت کا کوئی مستحق نہیں ہے اسی مقام میں حاصل ہوتا ہے۔ اور عابدیت اور معبودیت

[1] مکتوب ہفتاد وہفتم جلد سوم ۱۲

میں امتیازِ کامل ظاہر ہوتا ہے۔ اور عابد معبود سے کماحقہ جدا ہوتا ہے اور معلوم ہو جاتا ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے معنی منتہیوں کے لئے لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا اللہ کے ہیں۔ جو کلمۂ طیبہ کے شرعی معنی قرار پائے ہیں۔ لَا مَوْجُوْدَ اور لَا وُجُوْدَ اور لَا مَقْصُوْدَ کہنا مبتدی اور متوسط درجہ والوں کے لئے ہے۔ اور لَا مَقْصُوْدَ کا مرتبہ لَا مَوْجُوْدَ اور لَا وُجُوْدَ کے اوپر ہے اور لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا اللہ کے نیچے۔

جاننا چاہئے کہ اس میں مقام میں ترقی نظر کی اور حدت بصر کی عبادت صلوٰۃ سے متعلق ہے جو منتہیوں کا کام ہے۔ اور دوسری عبادتیں تکمیل صلوٰۃ میں مدد دیتی اور اس کی کمی کو پورا کرتی ہیں۔ اسی وجہ سے صلوٰۃ کو ایمان کی طرح حسن لِذَاتِہٖ کہا گیا ہے۔ اور دوسری عبادتوں میں حسن لذاتہ موجود نہیں ہے۔

فائدہ (۲) مکاتیب[1] معصومیہ۔ سوال۔ جب رویتِ بصری اور مشاہدہ قلبی دنیا میں نہیں ہو سکتے تو وصول نظری کے کیا معنی ہیں۔

جواب۔ وصولِ نظری رویت اور مشاہدہ سے علیحدہ متشابہات کی طرح ایک بے کیف امر ہے۔ جب تک تم اس مقام تک نہ پہنچو اس کے معنی نہیں معلوم کر سکتے۔

ہمارے حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ وصول نظری اور وصول قدمی کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اس مقام میں مشاہدہ اور شہود ہے۔ یا قدم کی گنجائش ہے۔ اس مقام میں قدم تو کیا ایک بال کی بھی گنجائش نہیں ہے وصول نظری کے معنی مجہول الکیف وصول کے ہیں۔ اگر صورتِ مثالیہ کی نظر میں مرتسم ہو جائے تو اُس کو وصول نظری کہیں گے۔ اور اگر قدم میں مرتسم ہو تو وصول قدمی کہیں گے نظر اور قدم اس مقدس جناب میں حیران اور پریشان ہیں۔

سوال۔ جب مرتبۂ معبودیتِ صرفہ میں نظر ممنوع نہیں ہے تو ممکن ہے کہ رویت عالم دنیا میں ہو سکے حالانکہ وہ باجماع امت ناجائز ہے۔

جواب۔ اصلی شے کا حاصل ہونا دوسری چیز ہے۔ اور اس سے حصہ حاصل کرنا اور بات ہے۔ اصل رویت کا آخرت میں وعدہ کیا گیا اور دنیا

[1] مکتوب صد و نود دوم جلد دوم ۱۲

میں ممنوع کیا گیا ہے +

چنانچہ حضرت مجدد علیہ الرحمتہ نے لکھا ہے کہ اگرچہ دنیا میں اصل رویت نہیں ہے مگر رویت کے مشابہ ہے۔ پس سمجھو کہ ہمارا کلام اشارت وبشارت سے ہے +

پندرھویں ہدایت

نزول کے اُس مرتبہ کے بیان میں جو بحقیقۃ الحقائق سے تعلق ہے اور اُسکی تحقیقاتِ بناء کے بیان میں

اسمیں سات فائدے ہیں

فائدہ (۱) مکاتیب[۱] مجددیہ۔ یہ سب مقامات مصرحہ بالا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے عروج سے تعلق رکھتے ہیں جن کا حاصل ہونا عروج سے وابستہ ہے متابعت کا یہ ساتواں درجہ ہے جو نزول اور ہبوط سے تعلق رکھتا ہے اور متابعت کے تمام مراتب سابقہ کا جامع ہے کیونکہ اس مقام میں نزول بھی قلب کی تصدیق اور اس کی تمکین اور نفس کا اطمینان اور اجزاء قالب کا اعتدال ہے جو طغیان اور سرکشی سے رُک گئے ہیں۔ سابقہ مراتب گویا اس متابعت کے اجزاء تھے اور یہ مقام ان اجزاء کا کُل ہے۔ اس مقام میں تابع اور متبوع میں ایسی مشابہت پیدا ہوتی ہے کہ گویا تبعیت کا نام درمیان سے اٹھ گیا۔ اور تابع و متبوع کا امتیاز زائل ہوگیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا متبوع کی طرح تابع بھی جو کچھ حاصل کر رہا ہے۔ اصل سے لے رہا ہے۔ اور دونوں ایک ہی چشمہ سے پانی پینے اور ایک دوسرے سے ہم کنار اور ایک ہی بستر پر شیر و شکر کی طرح ہیں۔ تابع کہاں اور متبوع کون اور تبعیت کیسی اتحاد نسبت میں تغایر کی گنجائش نہیں ہے۔ اتنا ضرور ہے کہ عارف اپنے آپ کو طفیلی اور وارث نبی علیہ الصلوٰۃ جانتا ہے۔ حالانکہ تابع دوسری چیز ہے اور طفیلی و وارث دوسری شے ہے

---

[۱] مکتوب پنجاہ و چہارم جلد دوم ۱۲

اگرچہ یہ دونوں تبعیت کی صفت میں شامل ہیں۔ ظاہراً تابع میں متبوع کی جیلولت درکار ہے۔ اور طفیلی و وارث میں کسی جیلولت کی ضرورت نہیں۔ تابع پس خوردہ کھاتا ہے۔ اور طفیلی ہم نشین کا ضمنی جلیس ہے۔

الحاصل ہر ایک دولت انبیاء کرام کے لئے ہے۔ امّت کی سعادت ہے کہ ان کے طفیل میں اس دولت سے حصہ لیتی ہے۔ اور ان کا اولش تناول کرتی ہے ؎

درقافلۂ کہ اوست دانم نرسم   ایں بسکہ رسد ز دور بانگ جرسم

جس قافلہ میں ہے پہنچنا محال ہے
لیکن جرس کی صوت سے خوش خستہ حال ہے۔

فائدہ (۲) اس مرتبہ کا حاصل ہونا حقیقۃ الحقائق یعنی حقیقتِ محمدیہ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام تک وصول کا ثمرہ ہے۔

فائدہ (۳) مکاتیب[1] مجددیہؒ۔ اس مقام کی تحقیق یہ ہے کہ حضرت سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے توسط کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سالک اور اس کے مطلوب میں حائل ہیں۔

دوسرے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں اور آپ کی متابعت سے سالک اپنے مطلوب تک واصل ہو۔ پس طریق سلوک اور حقیقۃ محمدیہ میں واصل ہونے تک آپ کا توسط ہر دو معنی سے ثابت ہے۔ اور حقیقۃ الحقائق تک پہنچ جانے کے بعد بھی آنحضرت کا توسط دوسرے معنی کے لحاظ سے رہتا ہے۔

اب یہ شبہ نہ کیا جائے کہ اس صورت میں عدم توسط سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں نقص لازم آئیگا۔

جواب۔ یہ عدم توسط قصور کا مستلزم نہیں ہے۔ بلکہ مستلزم کمال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ کیونکہ متبوع کا کمال یہ ہے کہ اس کا تابع اس کے طفیل اور اس کی متابعت سے تمام مراتبِ کمال کو پہنچے اور کوئی دقیقہ

[1] مکتوب صد و بست و یکم جلد سوم ۱۲۔

چھوڑے۔ عدم توسط یعنی عدم جیلولت کی صورت میں یہ معنی پیدا ہو سکتے اور وجود توسط میں نہیں۔ کہ اس میں شہود بے پردہ ہے جو کہ درجاتِ کمال کی انتہا ہے! اور اس میں درپردہ۔ یہ مخدوم کی شوکت اور عظمت ہے کہ اس کا خادم کسی مقام میں اس سے پیچھے نہ رہے! اور اس کی متابعت سے اس کے ہمسروں کے مرتبہ میں شریک رہے +

حدیث میں ہے کہ میری امت کے علما بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں کہ مثل نبیوں کے آخرت میں ان کو بھی دیدار الٰہی بلا توسط اور بلا جیلولت کے میسر ہو گا +

حدیث صحیح میں وارد ہے کہ جب بندہ نماز میں داخل ہوتا ہے تو جو پردہ بندہ اور خدائے تعالےٰ میں ہے وہ اٹھ جاتا ہے +

یہ معرفت فقیر کے مخصوص معارفِ لدنیہ سے ہے۔ ارباب ظواہر عدمِ توسط یعنی جیلولت کو جو کمالِ ایمان ہے کفر جانتے ہیں! اور اس کے قائل کو اپنی نادانی سے گمراہ بتاتے ہیں۔ اور توسط یعنی جیلولت کو کمالِ ایمان سمجھتے ہیں اور توسط کے قائل کو کامل تابعین سے شمار کرتے ہیں۔ اس کی وجہ حقیقتِ حال سے لاعلمی ہے +

فائدہ (۴۸) مکاتیب[1] مجددیہ۔ سوال تحقیق گذشتہ سے واضح ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور وراثت میں دوسروں کو حقیقۃ الحقائق تک وصول اور الحاق واتحاد حاصل ہوتا ہے! اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات خاصہ میں شرکت ہوتی ہے پس اس صورت میں متبوع اور تابع اصلی اور طفیلی میں کیا فرق رہا! اور کونسی فضیلت باقی رہی +

جواب۔ حقیقۃ الحقائق تک دوسروں کا وصول اور الحاق ایسا ہی ہے جیسا کہ الحاق خادم کا مخدوم سے! اور طفیلی کا اصلی تک اگر واصل اخص خواص اُمت سے ہے تو خادم ہے اور اگر انبیاء کرام سے ہے تو طفیلی ہے۔ خادم مخدوم کا پس خوردہ کھاتا ہے۔ مخدوم کے ساتھ کیا شرکت کر سکتا ہے۔ مخدوم کے مقابلہ میں اُس کی کیا

[1] مکتوب صد و بست و دوم جلد سوم ۱۲ +

عزت اور وقعت ہو سکتی ہے طفیلی اگرچہ اصل ہم نشین اور ہم لقمہ ہے مگر طفیلی طفیلی ہی ہوتا ہے +

جو خادم مخدوم کے اتباع سے بلند مقامات پر پہنچتے ہیں اور مخدوم کے مخصوص کھانوں سے پس خوردہ کھاتے ہیں اور عزت و احترام پیدا کرتے ہیں وہ مخدوم ہی کی بزرگی ہے اور اس کی متابعت کی بلندی۔ گویا مخدوم کو باوجود ذاتی عزت کے خادموں کے لحاق سے اور دوسری شان پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کے مراتب کی بلندی کا اظہار ہوتا ہے۔ اس لئے تابع کو متبوع کے ساتھ کیا شرکت ہو سکتی ہے اور برابری کا وہم کس طرح +

فائدہ (۵) مکاتیب[۱] مجددیہ۔ اجزاء قالب کے اعتدال کے بعد نفس کو بدرجہ کمال اور بے تکلف اطمینان ہو جاتا ہے +

فائدہ (۶) مکاتیب[۲] مجددیہ۔ **سوال** جب اجزاء قالب اعتدال پر آگئے اور نافرمانی و سرکشی سے رک گئے تو پھر ان کے ساتھ مجاہدات کی کیا ضرورت رہی۔ نفس مطمئنہ کی طرح ان سے بھی جہاد نہیں کرنا چاہیئے حالانکہ امر طے شدہ ہے کہ ہمیشہ مجاہدہ قائم رہتا ہے +

جواب نفس مطمئنہ اور ان معتدل اجزاء قالب میں فرق ہے مطمئنہ صاحب نیستی و نابودی ہے اور عالم امر سے ملحق جو کمال نیستی اور سکر سے متصف ہے اجزاء قالب احکام شرعیہ کی رو سے جن کا مبنیٰ ہوشیاری ہے نیستی اور مستی سے تعلق نہیں رکھتے بست میں مخالفت کی گنجائش نہیں اور ہوشیار میں مصالح اور منافع کی وجہ سے بعض امور میں مخالفت کا امکان ہے فضل الٰہی سے امید رکھنی چاہیئے کہ یہ مخالفت ترک استحباب اور ارتکاب کراہت تنزیہہ سے زیادہ نہ ہوگی +

فائدہ (۷) مکاتیب[۳] معصومیہ۔ تم نے پوچھا تھا کہ آپ طالبوں کو حقائق ثلثہ کے وصول کے بعد حقیقۃ الحقائق کے محوق کی بشارت دیتے ہیں۔ حالانکہ حقائق ثلثہ مراتب وجوب میں داخل ہیں اور حقیقۃ الحقائق امکانی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے

---

۱ مکتوب پنجاہم جلد دوم ۱۲ +
۲ مکتوب پنجاہم جلد دوم ۱۲ +
۳ مکتوب صد و چہل و چہارم جلد سوم ۱۲ +

یہ شبہہ میرے دل میں مدت سے کھٹک رہا ہے تسکین فرمائیے +

جواب - میرے مخدوم اس میں کوئی دشواری نہیں ہے - اس وجہ سے کہ حقیقۃ الحقائق کے لحوق اور مراتب ثلثہ کے وصول میں کوئی ترتیب نہیں ہے - اور نہ ایک دوسرے کا موقوف علیہ ہے - جائز ہے کہ کسی کو مقام حقیقت الحقائق حاصل ہو جائے اور اُس کو حقائق ثلثہ تک وصول نہ ہو یہ بھی ممکن ہے کہ وصول حقائق حاصل ہو جائے اور لحوق بحقیقۃ الحقائق نہ ہو - انبیاء کرام اپنی حقیقت سے حقیقت کعبہ تک اور اس کے اوپر تک پہنچ جاتے ہیں - جو سالک اُن کے نقش قدم پر چلے ممکن ہے کہ وہ حقائق ثلثہ تک واصل ہو جائے - اور حقیقت الحقائق اس کے بیچ میں نہ آئے اور اس وصول کے بعد شیخ کے توسط سے حقیقۃ الحقائق سے ملحق ہو جائے پس جبکہ قبل وصول حقائق ثلثہ حقیقت الحقائق کا لحوق ممکن ہے +

فقیر نے بعض دوستوں کو حقائق ثلثہ کے اصول کے بعد لحوق بحقیقۃ الحقائق کی خوشخبری دی تھی +

اس سے واضح ہوگا کہ حقائق ثلثہ کے بعد حقیقت الحقائق کا لحوق ہونا لازمی اور کوئی کلیہ قاعدہ نہیں ہے - بلکہ یہ امر اتفاقی ہے - اگر کسیکو وصول حقائق ثلثہ کے بعد لحوق بحقیقۃ الحقائق کی طرف توجہ ہو تو اس کو بشارت مذکورہ دیجا سکتی ہے - اور اگر کسی کو حقائق ثلثہ کے وصول سے پہلے ہی لحوق کی طرف توجہ ہو جائے تو وہ بھی ممکن ہے - اور اس صورت میں یہ کہا جائیگا کہ اس کو حقائق ثلثہ کے وصول کا راستہ حقیقت الحقائق کے لحوق کے بعد منکشف ہوا - وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ +

سولھویں ہدایت

تعین اول کے معنی کے بیان میں

اسمیں ایک فائدہ ہے

کہتے ہیں کہ حقیقۃ الحقائق یعنے حقیقت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت

ذات کے مرتبہ اطلاق کا تعین ہے +

فائدہ (۱) مکاتیب[1] مجددیہؒ حقیقت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ ظہور اوّل ہے حقیقت الحقائق ہے۔ دوسری حقیقتیں عام ازیں کہ انبیاء کرام کی حقیقتیں ہوں یا ملائکہ عظام کی حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظلال ہیں۔ اور حقیقت محمدیہ اصل حقائق ہے +

سترھویں ہدایت

تعین وجودی کے بیان میں

اسمیں دو۲ فائدے ہیں

فائدہ (۱) مکاتیب[2] مجددیہؒ بفضل خداوندی سے جو کچھ آخر میں منکشف ہوا یہ ہے کہ ذات تعالےٰ و تقدس کا تعین اوّل حضرت وجود ہے جو تمام اشیاء کو محیط اور تمام اضداد کو جامع ہے اور خیر محض اور کثیر البرکت ہے گروہ صوفیہ کے اکثر مشائخ نے اسی تعین کو عین ذات کہا ہے۔ اور اس سے ذات پر زیادتی کرنے کو منع کیا ہے۔ سبحانہ۔ یہ نکتہ نہایت دقیق اور لطیف ہے ہر شخص کی آنکھ اس کو نہیں پا سکتی اور اس تعین کو اصل سے جدا نہیں کر سکتی۔ یہ تعین اس وجہ سے یہ تعین اس مدت تک مخفی رہا۔ اور ان کی نظروں میں اصل ذات متعین سے متمیز نہ ہو سکی۔ ایک جماعت عظیم اس تعین وجودی کو خدا سمجھ کر پرستش کرتی رہی اور انہوں نے اس کے ماسوا یعنی اصل مطلوب کی تلاش اور طلب نہ کی۔ بلکہ اس تعین کو مبداء آثار خارجی تصور کرنے اور حوادث یومیہ کا خالق و موجد سمجھنے لگے۔ ماسوائے حق سے حق کی تمیز کی یہ دولت فقیر کے لئے ذخیرہ رکھی گئی تھی کیونکہ غیر معبود کی مشارکت معبود سے نفی انبیاء کرام کا اوّلش تھا جو ان کے اس زلزلہ رُبا کے لئے مخصوص رکھا گیا تھا اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے جس نے ہم کو اس کی ہدایت دی اگر وہ ہم کو ہدایت نہ دیتا تو

---

[1] مکتوب صد و بست و دوم جلد سوم ۱۲ +

[2] مکتوب نود و سوم جلد سوم ۱۲ +

ہم ہرگز ہدایت نہ پاتے بے شک ہمارے پروردگار کے رسول دینِ حق لیکر آئے ✢

فائدہ (۲) مکاتیب[1] مجددیہؒ سوال تعینِ اول وجودی کا وجود خارج میں موجود ہے یا صرف مرتبۂ ثبوتِ علمی میں ہے۔ دونوں صورتیں درست نہیں ہو سکتیں۔ کیونکہ ان بزرگوں کے نزدیک خارج میں سوائے ایک ذات تعالےٰ کے اور کچھ موجود نہیں اور تنزلات وتعینات کا خارج میں نام ونشان نہیں ہے اور اگر کہا جائے کہ تعینِ وجودی محض ثبوتِ علمی ہے تو لازم آئیگا کہ تعینِ علمی ذات سے سابق ہو۔ حالانکہ یہ خلافِ مقررہ ہے ✢

جواب ہم کہتے ہیں کہ تعینِ وجودی نفس الامر میں ثابت ہے۔ اگر اس کو اس لحاظ سے کہ ماورائے علم میں بھی اس مرتبہ کا ثبوت ہے ثبوتِ خارجی کہا جائے تو بھی درست ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم ✢

اٹھارہویں ہدایت

تعینِ حُبی کے بیان میں

اسمیں دو فائدے ہیں

فائدہ (۱) مکاتیب[2] مجددیہؓ۔ مراتبِ ظلال کے طے کرنے کے بعد فقیر پر منکشف ہوا کہ حقیقتِ محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم تعین اور ظہور حُبی ہے جو ظہورات کا مبداء اور خلق مخلوقات کا منشا ہے ✢

مشہور حدیث قدسی میں آیا ہے کہ کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعْرَفَ یعنی میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے چاہا پہچانا جاؤں اس لئے میں نے مخلوق کو پیدا کیا۔ پس پہلی چیز جو گنجینۂ مخفی سے یہ ظہور پہ جلوہ گر ہوئی وہ حُب ہے جو پیدائشِ خلائق کا سبب ہوئی اگر حُب نہ

---

[1] مکتوب ازدوسوم جلد سوم ۱۲ ✢
[2] مکتوب صد وبست ودوم جلد سوم ۱۲ ✢

ہوتی تو ایجاد کا دروازہ نہ کھلتا۔ اور عالم عدم میں ہمیشہ کے لئے مخفی رہ جاتا حدیث قدسی لولاک لما خلقت الافلاک ترجمہ اگر تم اے پیارے محمدؐ نہ ہوتے تو میں افلاک کو نہ پیدا کرتا۔ کے راز کو جو خاتم الرسل علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں وارد ہوئی۔ یہاں ڈھونڈھنا چاہئے۔ اور حدیث لولاک لما اظہرت الربوبیۃ ترجمہ اگر تم اے پیارے محمدؐ نہ ہوتے تو میں اپنی صفت ربوبیۃ کو ظاہر نہ کرتا۔ کی حقیقت کو اسی مقام میں تلاش کرنا چاہیئے۔

سوال۔ صاحبِ فتوحاتِ مکیہّ نے تعینِ اول کو کہ حقیقتِ محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے حضرتِ اجمال علم کہا ہے۔ آپ نے اپنے رسائل میں تعینِ اول کو تعینِ وجودی کہا ہے۔ اور اس تعین کے مرکز کو جو اس کے اجزا میں اشرف ہے حقیقتِ محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم قرار دیا ہے۔ اور تعین حضرتِ اجمال کو تعینِ وجودی کا ظلّ لکھا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ تعین اول تعینِ حُبی ہے۔ اور یہی حقیقتِ محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ ارشاد ہو کہ ان اقوال میں مطابقت کی کیا صورت ہے؟

جواب۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ظلِ شے اصل شے معلوم ہوتی ہے اور سالک اس کی طرف کھینچ جاتا ہے پس یہ دونوں تعین (یعنی تعینِ علمی اور وجودی) تعینِ اوّل یعنی تعین حبی کے ظل ہیں جو عارف کو عروج کے وقت اصل تعین اول معلوم ہونے لگتے ہیں (جو درحقیقت تعینِ اوّل نہیں ہیں۔ بلکہ اس کے ظِل ہیں)۔

سوال تعین وجودی کو تعین حُبیّ کا ظلّ کہنا کیونکر درست ہو سکتا ہے حالانکہ وجود کو حُب پر سبقت ہے کیونکہ حبّ وجود کی فرع ہے۔

جواب فقیر نے اپنے رسائل میں تحقیق کیا ہے کہ حضرت حق سبحانہٗ تعالےٰ اپنی ذات سے موجود ہے نہ کہ وجود سے موجود۔ اسی طرح سے واجب تعالےٰ کے صفات ثمانیہ ذات واجب سے موجود ہیں۔ نہ وجود سے۔ کیونکہ وجود بلکہ وجوب کی اس مرتبہ میں گنجائش ہی نہیں ہے۔ اس لئے کہ وجوب اور وجود دو اعتبارات ہیں پس پہلا اعتبار جو ایجاد عالم کے لئے ظاہر ہوا وہ حُبّ ہے اس کے بعد وجود جو ایجادِ عالم کا مقدمہ ہے کیونکہ ذاتِ واجب تعالےٰ بغیر

لہ مکتوب دو صد و سی و چہارم جلد اول و مکتوب دوم و سدم جلد دوم ۱۲

اعتبار حُبّ اور وجود کے عالم اور ایجادِ عالم سے مستغنی ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ ترجمہ۔ اللہ دوجہان سے بے پرواہ ہے۔ تعینِ علمی اجمالی کو ان دونوں تعین کا ظِل کہنا اس اعتبار سے ہے کہ ہر دو تعین باعتبار ذاتِ واجب تعالےٰ کے بلا ملاحظہ صفات ہیں۔ اور تعیّنِ علمی میں صفت ملحوظ ہے جو ذات کے ظل کی طرح ہے عَزَّ شَانُہٗ +

فائدہ (۲) مکاتیب[1] مجددیہؒ۔ سوال حقیقتِ محمدی سے ترقی کرنا (جو تعینِ حُبّی اور حقیقۃ الحقائق ہے اور کوئی حقیقت حقائق ممکنات سے اس کے اوپر نہیں ہے) جائز ہے یا نہیں۔

آپ نے اپنے رسائل میں تحریر فرمایا ہے کہ حقیقتِ محمدی صلے اللہ علیہ و سلم سے اوپر ترقی ہوئی اس کی کیا حقیقت ہے +

جواب۔ اس حقیقت سے ترقی کرنا درست نہیں ہے کیونکہ اس مرتبہ کے بعد مرتبہ لاتعین ہے جس سے تعین کا الحاق اور وصول ناممکن ہے۔ وصول اور الحاق کو بے کیف کہنا خالی ایک افواہ ہے جس سے حقیقت معاملہ تک پہنچنے سے پہلے تسلّی کرلی جاتی ہے اور اس حقیقت تک رسائی ہو جانے کے بعد عدم وصول اور عدم الحاق کا حکم کرنا ضروری ہے۔ شک و شبہ کا وہاں میل نہیں رہتا +

میں نے جو لکھا ہے کہ حقیقتِ محمدیّہ سے ترقی فوق ہوئی میری غرض اس سے ظلِ حقیقتِ محمدیّہ تھی جس کو اجمالِ حضرتِ علم کہا جاتا ہے۔ اور وحدت سے تعبیر کیا جاتا ہے +

اس وقت تک ظلّ کا اصل سے اشتباہ تھا مگر جب کہ فضلِ الٰہی سے اس ظل سے اور تمام ظلال سے رہائی مل گئی تو معلوم ہوا کہ حقیقت الحقائق سے ترقی نہیں ہوئی۔ بلکہ یہاں سے قدم آگے بڑھانا ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ آگے قدم بڑھانا امکان سے نکلکر وجوب میں داخل ہونا ہے۔ جو شرعًا اور عقلًا محال ہے +

[1] مکتوب صد و بست و دوم جلد سوم ۱۲ +

اُنیسویں ۱۹ ہدایت

فوق تعین حبی کے بیان میں

اسمیں چار فائدے ہیں

فائدہ (۱) مکاتیب[1] معصومیہ۔ ہمارے حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آخری چیز جو تحریر فرمائی ہے وہ مکتوب[2] ہے جو تیسری جلد کے آخر میں مولانا حسن دہلوی کے نام مرقوم ہے۔ اس مکتوب میں تعین وجودی کے اوپر تعین حُبی کا اثبات فرمایا ہے۔ اور فرمایا کہ اس مقام سے ترقی ممنوع ہے۔ ہر روز حضرت ان معارف عالیہ کی تحریر میں مصروف رہتے تھے! اور شب میں آپ کو بخار آتا تھا۔ آٹھویں دن اسی بخار میں آپ کا وصال ہوگیا حضرت کے وصال کے بعد یہ مکتوب دستیاب ہوا اور مخلصین نے اِس کے مطالعہ کا شرف حاصل کیا۔ اور اِس کی نقلیں لی گئیں۔ ان روشن معارف کی تحریر کے بعد مرض موت کی سختیوں کی حالت میں بھی آپ نے بہت سے معارف اور اسرار بیان فرمائے اور وصیتیں کیں منجملہ اِن اسرار کے جس رات کی صبح کو حضرت کا وصال ہونیوالا تھا حضرت مخدومی میاں جیو سلمہ اللہ تعالے خدمتِ شریف میں حاضر تھے مرض کا غلبہ اور ضعف کمال درجہ کا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو بٹھاؤ۔ فقیر نے اپنی گود میں اس پیشوائے عارفین کو بٹھایا۔ آپ کا سارا وزن اس ذرہ بیمقدار پر تھا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اس وزن سے کیا کیا نعمتیں مجھ پر نازل ہوئیں۔ اور کیسے عالی قدر اسرار فقیر کے قالب مجروح پر کھلے۔

الحاصل آپ نے ارشاد فرمایا کہ داعی وصال لایزالی نے میرے باطن میں ندا دی ہے کہ بادشاہِ عالم مجھ کو طلب کرتا ہے۔ میرے مرغ بلند پرواز نے آشیانہ قدس کا رُخ کیا اور جہاں تک پہنچنا تھا پہنچا۔ بارگاہِ عالی جاہ سے ارشاد ہوا کہ بادشاہ

[1] مکتوب صد و ہشتاد و سوم جلد اول ۱۲

[2] مکتوب صد و بست و دوم جلد سوم ۱۲

مکان میں نہیں ہے معلوم ہوا کہ یہ مقام حقیقتِ کعبۂ ربانی ہے میں نے اس مقام سے آگے عروج کیا اور مقامِ صفاتِ حقیقیہ پر جو وجود زائد سے موجود ہیں پہنچا۔ یہ صفات کا مقام صور علمیہ کے صفات کے ماسوا ہے جو مرتبہ تعین علمی میں ہیں۔ اور اُن صفات کے بھی ماسوا ہے جو مرتبۂ تعیّنِ وجودی اور تعین حبّی میں ہیں۔ اس مقام سے بھی میں نے بالا عروج کیا۔ اور ان صفات کے اصول تک پہنچا جو شیون ذاتیہ اور اعتبارات مجردہ ہیں۔ اور ذات عزشانہٗ میں واصل ہوا تم دونوں بھائی ہر ایک اس مقام میں میرے ہمراہ تھے۔

یہاں سے مجھ کو اور فوق کی طرف لے گئے اور ذاتِ بحت میں جو نسب و اعتبارات سے مجرد ہے پہنچا دیا۔

مخدوم میاں جیو کو ارشاد ہوا کہ تم میری امامت کی وجہ سے میرے ہمراہ تھے۔ کیونکہ آپ ایام مرض میں حضرت کی امامت کرتے تھے۔

فقیر کو ارشاد ہوا تھا کہ مسجد میں دوستوں کے ہمراہ نماز پڑھو اور امامت کرو۔ فقیر بے پروبال ادائے حکم کے لئے جماعتِ احباب کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھتا اور باقی وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہتا تھا۔

الحاصل اس فقیر کو دوسرے رستہ سے ان مراتب عالیہ کے وصول کا اشارہ فرمایا گیا۔ (مؤلف کہتا ہے کہ دوسرے رستہ سے مراد اصالت ہے) اسی مجلس میں یا دوسری مجلس میں اسی علالت کے زمانہ میں ارشاد ہوا کہ اس درجہ کمال کا حاصل ہونا اور اس رتبۂ عالیہ تک واصل ہونا کلام مجید کی تلاوت پر موقوف ہے میں قرآن مجید کے طفیل اور توسط سے ممتاز ہوا۔ قرآن مجید کے ہر ایک حرف کو دریا پاتا ہوں۔ جو کعبۂ مقصود تک پہنچاتا ہے۔ آپ اس اثنا میں اس بیت کو پڑھتے تھے اور مزہ لیتے تھے ؎

اندر غزلِ خویش نہاں خواہی شد
تا بر لبِ تو بوسہ زنم چونش بخوانی

واضح ہو کہ یہ اسی غزل کا شعر ہے جس کو حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر سُن کر اس کے قائل کی زیارت کے لئے دُور دراز مقام کو تشریف لے گئے

تھے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ہمارے حسب حال ہم کو یوں کہنا چاہئیے ؎

اندر سخن دوست نہاں خواہم گشت

تا بر لب او بوسہ زنم چونش بخواند

محب کا کلام محبوب کے لب تک کہاں پہنچ سکتا ہے۔ محبوب ہی کے کلام کو اس سے قرب حاصل ہے۔ اس کی باتوں سے اُس تک پہنچ سکتے ہیں نہ کہ اپنی گفتگو سے کیونکہ ہمارا کلام رسائی سے کوتاہ ہے۔

فقیر کہتا ہے مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ كَلَّ لِسَانُهٗ اس پر گواہ ہے یعنی جس نے خدا کو پہچانا اس کی زبان بند ہو گئی۔ مصرع

پس سخن کوتاہ باید والسلام

ترجمہ گفتگو کو ختم کرو والسلام

فائدہ (۲) مکاتیب معصومیہ۔ اس مقام پر دو سوال پیدا ہوتے ہیں۔

سوالِ اوّل حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب اخیر میں تحریر فرمایا ہے کہ تعین اول یعنی تعین حبی سے ترقی نہیں ہوتی۔ اس کے اوپر مرتبہ لاتعین ہے۔ یہاں قدم رکھنا گویا امکان سے نکلکر وجوب میں متحقق ہونا ہے جو محال ہے یہ تمام عروجات جو واقع ہوئے تعین حبی سے آگے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔

جواب۔ وصول قدمی ممنوع ہے جن مراتب کا وصول مذکور ہوا ہے ممکن ہے کہ وہ وصول نظری ہو۔ اب کوئی منافات نہ رہی۔ غالباً اس معنی کا حضرت نے اسی مجلس میں استفادہ فرمایا تھا۔

سوال دوم۔ آنحضرت کی بعض عبارتوں سے مستفاد ہوتا ہے کہ حقیقتِ کعبہ اعتبارات وشیون سے فوق ہے مگر ماسبق سے اس کے خلاف مفہوم ہوتا ہے۔

جواب۔ اُن صفات وشیون سے مراد جن سے حقیقتِ کعبہ کو تفوق ہے صفات کی صور علمیہ ہیں۔ جو مرتبہ تعین علمی اجمالی ہے کیونکہ اصطلاح قوم میں

۱؎ مکتوب صد وہشتاد و سوم جلد اول ۱۲۔

صفات و شیون سے مراد یہی صورِ علمیۂ تفصیلیہ ہیں - اس مرتبۂ اجمال کو مرتبۂ ذات کہتے ہیں - اور اس کی تجلّی کو تجلّی ذات جانتے ہیں +

نیز ان صفات سے مرتبۂ تعین وجودی کے حصص کی تفصیل مراد ہے اسی تعین کے اثبات میں ہمارے حضرت خاص طور پر ممتاز ہیں +

حضرت شیخ محی الدین ابن عربی اور ان کے تابعین قدس اللہ اسرارہم کے نزدیک یہی مرتبہ مرتبہ لاتعین اور مرتبۂ اطلاق ہے کیونکہ مرتبہ علمی اجمالی کے اوپر جو مرتبہ تعین اول ہے ان کے نزدیک وہی مرتبہ لاتعین اور وجود بحت ہے ہمارے نزدیک یہ مرتبہ جو وجود بحت کا مرتبہ ہے تعین سے موصوف ہے - اور تعیناتِ صفات بھی اس مرتبہ میں ثابت ہیں - منجملہ اُن تعینات کے تعین علمی ہے لیکن چونکہ علم صفات کا جامع ہے یہاں بھی وجود کے ہمرنگ صفات اور شیونات ذاتیہ جلوہ گر ہیں - علم وجود کی طرح دو مرتبہ رکھتا ہے +

پہلا مرتبہ اجمال جس کو دوسروں نے تعین اول اور حقیقتِ محمدیہ جانا ہے +

دوسرا مرتبۂ تفصیل - اس تحقیق سے ظاہر ہو گیا کہ تعین علمی اجمالی صفتِ علم کا تعین اول اور صفاتِ حقیقیہ سے زائد ہے - ذاتِ تعالےٰ و تقدس کا تعین اول نہیں ہے - بلکہ صفت علم کا تعین اول ہونے میں بھی ہم کو کلام ہے کیونکہ مکتوب اخیر میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تعین وجودی سے فوق تعین حبی کا اثبات فرمایا ہے کہ یہاں بھی اجمال اور تفصیل ہے +

فائدہ (۳) مکاتیب[۱] معصومیہ - یہ بھی جان لینا چاہئے کہ ہمارے نزدیک تعین کے معنی یہ نہیں ہیں کہ حق عزوجل نے نزول کیا اور وہ حُب اور وجود بن گیا - بلکہ تعین کے معنی صادر ہونے کے ہیں - اس لئے حق سبحانہ تنزیہ کا زیادہ لایق ہے اور لسانِ انبیاء سے بالعموم اور حضرتِ خاتم النبین علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات سے بالخصوص مناسب ہے +

فائدہ (۴) مکاتیب[۲] مجددیہ - سوال - تعین حبی جس کو تعین اول اور

---

[۱] مکتوب ہشتاد و پنجم جلد اول ۱۲ + [۲] مکتوب صد و بست و دوم جلد سوم ۱۲ +

حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا گیا ہے ممکن ہے یا واجب حادث ہے یا قدیم +

صاحبِ فصوص نے تعینِ اول کو حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا ہے اور اس کو وحدت سے تعبیر کیا ہے۔ اسی طرح تعین ثانی کو واحدیت کہا ہے اور اس میں اعیانِ ثابتہ کا جو ممکنات کے حقائق ہیں اثبات کیا ہے +

ان دونوں تعینوں کو یقینِ وجوبی کہا ہے اور قدیم جانا ہے۔ باقی دوسرے تعین تنزل یعنی روحی اور مثالی اور جسدی کو تعین امکانی کہا ہے۔ آپ کا اعتقاد اس مسئلہ میں کیا ہے +

جواب ۔ فقیر کے نزدیک نہ کوئی تعین ہے اور نہ متعین وہ کونسا تعین ہے جو لاتعین کو متعین کر سکے۔ یہ الفاظ حضرت شیخ محی الدین اور اُن کے تابعین کے مذاق کے موافق ہیں۔ قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم +

فقیر کی عبارتوں میں اگر ایسے الفاظ پائے جائیں تو ان کو صنعتِ مشاکلت میں داخل سمجھنا چاہئے +

بہر حال ہم کہتے ہیں کہ یہ تعین تعینِ امکانی اور حادث اور مخلوق ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ یعنی پہلے جو چیز خدا نے پیدا کی وہ میرا نور ہے +

دوسری احادیث میں اس نور کی خلقت کا وقت بھی متعین فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ قَبْلَ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بِاَلْفِیْ عَامٍ وَ اَمْثَالِہٖ جو چیز مخلوق و مسبوق بعدم ہو وہ حادث ہے جب حقیقۃ الحقائق جو اسبق الحقائق ہے مخلوق اور ممکن ہوئی تو دوسری حقیقتیں بدرجہ اولیٰ مخلوق ہونگیں اور امکان و حدوث کی شان رکھینگی +

تعجب ہے کہ شیخ قدس سرہ نے حقیقتِ محمدی کو بلکہ تمام حقائقِ ممکنات کو اعیان ثابتہ کہا ہے۔ کہاں سے اُن کے وجوب کا حکم لگا دیا اور قدیم سمجھ لیا +

یہ قوم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے سراسر خلاف ہے۔ ممکن اپنے تمام اجزا میں ممکن ہے اور اپنی حقیقت و صورت میں ممکن ہے۔ ممکن کی حقیقت تعین وجوبی کس طرح ہو سکتی ہے ممکن کی حقیقت ممکن ہونا چاہئے

اُس کو واجب تعالےٰ سے شرکت اور کسی قسم کی نسبت نہیں ہے بجز اس کے کہ ممکن واجب تعالےٰ کی مخلوق اور واجب تعالےٰ اس کا خالق ہے چونکہ شیخ علیہ الرحمۃ واجب اور ممکن میں تمیز نہیں فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ لِعَلِّ مِدِ التَّمِیْزِ بَیْنَھُمَا۔ اس لئے اگر واجب کو ممکن کہیں اور ممکن کو واجب تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اگر ان کو معذور فرمائیں تو کمال کرم اور عفو ہے ؎

اے رب ہمارے مؤاخذہ نہ کر ہم سے اگر ہم بھول گئے ہوں۔ یا ہم نے خطا کی ہو ؎

سوال۔ آپ نے اپنے رسائل میں واجب تعالےٰ اور ممکن میں نسبت ظلّیت اور اصالت کی ثابت کی ہے۔ اور ممکن کو واجب تعالےٰ کا ظل قرار دیا ہے۔ نیز واجب تعالےٰ کو باعتبار اصالت کے ممکن کی حقیقت تحریر فرمایا ہے اور اس پر آپ نے بہت سے معارف متفرّع کئے ہیں۔ پس اگر شیخ قدس سرہٗ بھی اس اعتبار سے واجب تعالےٰ کو حقیقتِ ممکن کہیں تو کیا استحالہ لازم آئیگا اور اُن پر کیا الزام عائد ہوگا ؎

جواب۔ ایسے علوم جو واجب تعالےٰ اور ممکن میں ظلّیت کا اثبات کرتے ہوں شریعت سے اُن کا کوئی ثبوت نہیں مل سکتا۔ یہ سب سکریہ معارف ہیں۔ اور حقیقتِ معاملہ سے نارسائی کی وجہ سے ہیں۔ ممکن کی کیا حقیقت جو واجب تعالےٰ کا ظل بن سکے۔ کیونکہ واجب تعالےٰ کا ظل ہی نہیں ہے۔ نیز ظل سے خدا کے مثل کی پیدائش کا وہم ہوتا ہے اور خبر دیتا ہے کہ اصل میں کمال لطافت نہیں ہے جب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا لطافت کی وجہ سے ظل نہ تھا تو پھر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے خدا کا ظل کیونکر ہو سکتا ہے۔ خارج میں موجود بالذات اور بالاستقلال خدائے پاک کی ذات اور اس کے صفات ثمانیہ حقیقیہ ہیں۔ اس کے ماسوا ہر چیز اللہ تعالےٰ کی ایجاد سے موجود اور ممکن اور اس کی مخلوق وحادث ہے۔ کوئی مخلوق اپنے خالق کا ظل نہیں ہے۔ اور نہ خالق کے ساتھ مخلوقیت کی نسبت کے سوا جس کو شریعت نے مقرر کر دیا ہے۔ اور کوئی نسبت ہے ظلیت عالم کا علم سالک کو سلوک میں بہت کار آمد ہے۔ اور کشاں کشاں اصل کی طرف

جاتا ہے۔ اور جب عنایت الٰہی سے منازلِ ظلال کو طے کر کے اصل میں واصل ہو جاتا ہے تو فضلِ الٰہی سے معلوم کر لیتا ہے کہ یہ اصل بھی ظل کا حکم رکھتی ہے اور مطلوبیت کی شان کے لائق نہیں ہے کیونکہ امکان کے داغ سے داغدار ہے حالانکہ سالک کا مطلوب احاطہ اور ادراک اور وصل و اتصال سے باہر ہے رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا ۔ اے رب ہمارے، ہم کو اپنی رحمت عطا کر اور ہماری ہدایت کا سامان اپنے پاس سے مہیّا فرما ÷

بیسویں ہدایت

منازل کے قطع کرنے اور اپنے اصل تک پہنچنے اور مراتب نزول کے بیان میں

اسمیں پانچ فائدے ہیں

فائدہ (۱) مکاتیب[۱] معصومیہ۔ جو عارف کہ منازلِ وصول کو قطع کر کے اصول میں واصل ہو چکا ہے جب اس کو عالم میں واصل کرنا چاہتے ہیں کہ اس کو نزول میں بھیجکر لوگوں کو اس کی ہدایت و ارشاد سے مشرف کریں تو ایک نور انوار قدم کی شعاعوں سے اس کے قلب میں جو غیب ہویت کا دریچہ ہے رکھتے ہیں اور اس نور سے جو مرتبۂ وجوب سے حاصل ہوا ہے اس کو بقا عطا کرتے ہیں۔ یہانتک کہ عارف اس نور سے پورا متلوّن ہو جاتا ہے۔ اور خدائی رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے۔ اور طالبوں کو بھی اسی رنگ میں لے آتا ہے پس جب تک کہ عارف اس جہان میں بقید حیات مقید ہے اور تعلقات بدنی سے علاقہ رکھتا ہے اس امانتی شعلہ پر خرسند رہتا ہے اور کلّی سے جزئی پر قانع رہتا ہے اور بموجب (المجاز قنطرة الحقيقة مجاز بھی حقیقت کا ایک پل ہے)

---

[۱] مکتوب دو بیست و نو وہم جلد اول ۱۲ و مکتوب مجددیہ وا زدہم جلد دوم ۱۲ ÷

عشق مجازی کمال الکمال پر پہنچتا ہے اور معشوق کی نشانیاں اپنے آپ میں پاتا ہے اور معشوق کے آثار عاشق کے ویرانہ گھر میں ظاہر ہوتے ہیں تو اُن آثار سے خوش ہو کر چاہتا ہے کہ معشوق سے کنارہ کشی کرے چنانچہ مجنوں عامری کی حالت بیان کرتے ہیں کہ جب لیلیٰ اس کے نزدیک ہوتی تو کہتا تھا ہٹ جا کہ تیرے عشق نے تجھ سے بے پروا کر دیا ہے ؎

گفت رو رو کہ آنچنانم من　　کہ بجز عشق تو ندانم من

بولا مجنوں کہ ہائے اے لیلیٰ
مجھ میں جز تیرے عشق کچھ نہ رہا

عشق تو اے نگارِ فرزانہ　　اینچناں کرد در دلم خانہ

کر لیا اُس نے دل میں میرے گھر
اس سے پیدا ہوا ہے اب یہ اثر

کہ زہم نماند گنجائی　　بعد ازیں خوش ترم بہ تنہائی

سارے عالم سے ہو گیا یکسُو
خیال تیرا بھی اب نہیں خوشرو

آمدم بر سرِ مطلب وہ مقصد جو عارف کے رجوع کرنے سے رکھا تھا پورا ہو جاتا ہے اور وصال کا وقت پہنچ جاتا ہے اور بدن کی رفاقت سے جس کی ایک مدت سے محبت ہو گئی تھی کنارہ کش ہو جاتا ہے اور اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی مجھ کو رفیق اعلیٰ سے ملنے کی تمنا ہے، کی آواز دیتا ہے تو اس وقت بفحوائے اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ ترجمہ۔ موت ایسا پل ہے جو دوست کو دوست سے ملاتا ہے پورے طور پر جناب قدس وعظمت وجلالت کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور شہود جزئی کے کوچوں سے نکلکر شہود کلی کے میدان میں قدم انداز ہوتا ہے ؎

جاننا چاہئے کہ ملائکہ کرام علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اگرچہ اصل کے مشاہد ہیں اور ہمیشہ شہودِ کلی رکھتے ہیں لیکن جو شہود انسان کو اس مرتبہ میں حاصل ہوا ہے وہ اُن کے شہود سے بالا تر ہے۔ بلکہ جو شہود عارف کو دنیا میں حاصل ہے وہ جزئی ہے مگر ایسی خصوصیت رکھتا ہے جو ملائکہ کو حاصل نہیں ہوئی۔ یعنی انسان کے اس شہود

جزئی کو گویا اس کا جزو بنا دیا گیا ہے۔ اور اس کو اس کے نفس سے نکالکر اس شہود جزئی میں بقا بخشی گئی ہے۔ ملائکہ کا مشاہدہ ایسا نہیں ہے وہ بیرونی نظارہ کرتے ہیں اور اپنے شہود سے کچھ حاصل نہیں کرتے۔ دونوں مشاہدوں میں کتنا بڑا فرق ہے +

سُنیئے جو کچھ بیان کیا گیا کہ انسان کا شہود جزئی ہے وہ نزول کے مراتب میں پہلا مرتبہ ہے اگر مراتب نزول کا ایک شمہ جن سے بشر ممتاز ہے بیان کیا جائے اور انسان کے (جو افضل خلائق ہے) کمالاتِ خاصہ اور اسرار مخفیہ کو ظاہر کیا جائے تو نزدیک والے بھی دوری تلاش کرینگے اور اصحاب وصال بھی راہِ فراق میں چلنا چاہیں گے ؎

وَمَا کَتَمَهُ هٰذَا الْهَدِیَّهُ اَجْمَلُ وَمِنْ بَعْدِ هٰذَا مَا یُدَقُّ صِفَاتُهٗ

صِفاتِ دوست کا مضموں ہے باریک
کہ جس کی شرح کا مطلع ہے تاریک

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی +

فائدہ (۲) مکانیب[1] مجدد یہؒ۔ واضح ہو کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ کائنات میں ایک نقطہ ہے جو عالم ظلی کا مرکز ہے۔ یہی نقطہ تمام عالم کا اجمال اور عالم اس اجمال کی تفصیل ہے۔ یہ نقطہ چمک دمک میں آفتاب کیطرح ہے جس سے تمام عالم منور ہے۔ اسی نقطہ کے توسط سے عارف کو خدائے پاک سے فیض پہنچتا ہے اور یہ نقطہ غیب ہویت کے نقطہ کے محاذی ہے۔ اور مرتبہ نزول میں پیدا ہے پس جبتک ہبوط اور سفلیت سے اس مرتبہ میں نزول نہ ہو اس مرتبہ کی طرف جس کا نام غیب ہویت ہے عروج نہیں ہو سکتا۔ دعوت الی الحق اور تکمیل کیلئے یہ نزول ہوا کرتا ہے۔ اس مرتبہ نزول میں جو اس نقطہ کا ہم مرتبہ ہے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ عارف کا سینہ عالم کیطرف اور پیٹھ خدا کی طرف ہے۔ عالم کیطرف یہ توجہ اور خدائے پاک سے انقطاع وقت موت تک رہتا ہے۔ مگر جب وصال کا وقت آجاتا ہے تو حالت منعکس ہو جاتی ہے۔ بس اس عالم میں فراق اور شوق جانبین سے ہوتا ہے ملاقات موت کے بعد ہوگی +

اب اس حدیث قدسی کے معنی کہ ابرار کا شوق میری ملاقات کیلئے طویل ہوتا

---

[1] مکتوب چہل و ششم جلد سوم ۱۲ +

رہتا ہے اور میں بھی اُن کی ملاقات کا مشتاق رہتا ہوں ظاہر ہو گئے ÷

واضح ہو کہ اس مرتبہ میں نزول کے متحقق ہو جانے کے باوجود سالک اور خدائے پاک میں کوئی حجاب نہیں رہتا بلکہ کل پردے اُٹھ جاتے ہیں۔ عارف کی توجہ خدائے پاک کی طرف مفقود ہو جاتی ہے اور مخلوق کیطرف پورے طور پر مصروف رہتی ہے کہ یہ مقام دعوت الی الحق کہلاتا ہے۔ کبھی اس نقطہ سے جو دائرۂ عالم ظلی کا مرکز ہے اُس نقطہ کی طرف نزول ہوتا ہے جو دائرہ عدم کا مرکز ہے۔ یہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ کفر اور اُس کے انبیاؑ اور اس کی آیات سے انکار کا مقام ہے۔ پھر اس نقطہ سے دائرۂ اصل کے مرکز کیطرف عروج ہوتا ہے جو دائرہ مقام انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے یہ نقطہ جس کا ہم نے ذکر کیا نہایت درجہ کا ظلمانی ہے۔ اس مقام میں نزول کرنا جو اس کی تنویر اور اشراق کیلئے ہے ایک مرتبہ عظیم القدر ہے اس کے مقابل میں نقطہ اسلام ہے یہی وہ نقطہ ہے جس کیطرف نزول ظلمانی کے بعد خروج واقع ہوتا ہے۔ اس نقطہ ظلمانیہ کا چراغ کلمۂ لا الٰہ الا اللہ ہے والسلام ÷

فائدہ (۱۲۱) مکاتیب[۱] معصومیہ۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد معلوم ہو کہ تمہارا مکتوب دلپسند جو اذواق عالیہ اور حالات پسندیدہ پر شامل تھا پہنچا خوشوقتی حاصل ہوئی اور دل کی فرحت اور جان کی راحت کا سبب ہوا ÷

تم نے لکھا تھا کہ باوجود نسبت محبوبیت اور اسرار متعلقہ کے تکمیل اور ارشاد ترقی پر ہے کیونکر ترقی نہ ہو جبکہ افضل محبوباں سرور دین و دُنیا تھے اور ان کے ارشاد اور تکمیل کا دروازہ سب سے زیادہ کشادہ تھا ÷

تم نے لکھا ہے کہ بعض اوقات امور مباحہ کی مباشرت سے نزول واقع ہو جاتا ہے اور جب تک اس کے ساتھ اعتصام نہ کیا جائے تکمیل کا معاملہ خرابی میں رہتا ہے۔ ہاں بعض رخصتوں اور مباحات کے ارتکاب سے جانب بشریت کی تقویت ہوتی ہے جو تکمیل کی ممد اور معاون ہے۔ اور عزیمت و مستحب کا امتثال جانب ملکیت کی پرورش کرتا ہے۔ مگر بشریت در دعوت کا حظ نہیں رکھتا۔ اولیاء مرجوعین دونوں جانب کی تربیت کرتے ہیں۔ اور ملکیت کو بشریت کے ساتھ جمع کرتے ہیں

[۱] مکتوب دو صد و سی و دوم جلد سوم ۱۲ ÷

یہ اکابر مرادِ حق جلّ وعلا پر قائم ہیں ؎

لِاَنّی فِی الْوِصَالِ عُبَیْدُ نَفْسِی وَفِی الْھِجْرَانِ مَوْلٰی لِلْمَوَالِی

ہجرے کہ بود مرادِ محبوب
از وصل ہزار بار خوشتر

حدیث شریف کا مضمون ہے کہ اللہ تعالےٰ جس قدر عزیمت اور اُولویت پر عمل کرنے کو پسند کرتا ہے اسی قدر رخصت اور اجازت کو بھی محبوب رکھتا ہے +

واضح ہو کہ وہ مباح جو نیک نیتی سے ملحق ہو مستحبات میں داخل ہو جاتا ہے اور رخصت الٰہی عزیمت ہو جاتی ہے کہ علما کی نیند بھی عبادت ہے۔ خاصکر وہ مباح جو اللہ تعالےٰ کے حکم سے واقع ہو فرائض اور واجبات میں داخل ہو جاتا ہے۔ اِس کی تفصیل مکتوبات شریف مجددیہ جلد دوم میں وضاحت کے ساتھ مذکور ہے +

فائدہ (۴) مکاتیب[1] مجددیہ۔ حق سے خلق کی طرف رجوع کرنے کے فضائل اور کمالات بہت ہیں۔ سالک متوجہ الی الحق کی نسبت سالک راجع الی الخلق کے ساتھ گویا قطرہ کی دریائے محیط سے نسبت ہے رجوع الی الخلق فضائل نبوت سے ہے اور توجہ الی الحق آثار ولایت سے ہے دونوں میں کتنا بڑا فرق ہے لیکن ہر شخص کی سمجھ اس کمال کو نہیں پہنچ سکتی +

فائدہ (۵) مؤلف۔ ایک دن فقیر نے پیر دستگیر کی خدمت میں عرض کیا کہ سُنا گیا ہے کہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن مجید کے بعض سورتوں کی قرأت عروج کا فائدہ دیتی ہیں اور بعض نزول کا۔ وہ سورتیں کونسی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت فرمایا کرتے تھے کہ جب سورۂ الم نشرح پڑھتا ہوں ایسا نزول پیدا ہوتا ہے کہ جیسے کلوخ اوپر سے نیچے آئے۔ عروج پیدا کرنے والی سورتیں اس وقت خیال میں نہیں ہیں لیکن سورۂ سبح اسم عروج کیلئے بہت بڑا اثر رکھتی ہے +

خاتمہ بعض خصائص کے بیان میں

اس میں چھ فائدے ہیں

فائدہ (۱) مکاتیب[2] مجددیہ۔ جاننا چاہئے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنی ذات

[1] مکتوب دوصد و ہفتاد و دوم جلد اول ۱۲ + [2] مکتوب ہفتم جلد دوم ۱۲ +

کو محبوب رکھتا ہے اسی طرح اپنے صفات اور افعال کو بھی پسند فرماتا ہے ان میں ہر ایک کی محبت کے دو اعتبار ہیں محبیت اور محبوبیت۔ کمالات محبوبیت ذاتیہ کا ظہور حضرت حبیب خدا صلے اللہ علیہ وسلم میں ہے اور کمالات محبیت ذاتیہ کا ظہور حضرت کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہے اسماء وصفات کی محبوبیت دوسرے انبیاء کرام میں متحقق ہے۔ اُن پر رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں چونکہ اسماء اور صفات کیلئے ظلال ثابت ہیں۔ اس لئے محبوبیت ظلال اسماء وصفات کا ظہور اولیا محبوبین میں پیدا ہے +

فائدہ (۲) مکاتیب[۱] مجددیہ حضرت حق سبحانہ کی ذات فی حدِ ذاتہٖ جمیل ہے۔ اور اس کا حسن وجمال ذاتی اور اس کی ذات کے لئے ثابت ہے وہ حسن وجمال نہیں جو ہمارے ادراک میں مکشوف ہو سکے۔ اور ہمارے عقل وخیال میں آسکے اسی کے ساتھ اس حضرت کے لئے ایک ایسا مرتبہ اقدس ثابت ہے کہ جس میں حسن وجمال بھی اس کی عظمت وکبریائی کی وجہ سے اس مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا اور حسن وجمال سے متصف نہیں ہو سکتا تعین اول کہ تعین وجودی ہے اس کمال وجمال ذاتی کا تعین ہے اور اُس کا پہلا ظل ہے۔ باوجودیکہ اس مرتبۂ اقدس میں جہاں جمال وکمال کی گنجائش نہیں ہے کسی قسم کے تعین کی بھی گنجائش نہیں کیونکہ وہ مرتبہ انتہائی عظمت وکبریائی کی وجہ سے کسی تعین کے ساتھ متعین نہیں ہو سکتا اور نہ کسی آئینہ میں سما سکتا ہے۔ تاہم اس مرتبۂ اقدس کا ایک اثر تعین اول کے دائرہ کے ایک مرکز میں امانت رکھا گیا ہے اور اس بے نشان کی ایک نشانی اُس مرکز میں مخفی رکھی گئی ہے چنانچہ تعین اول ولایت خلیلی کا منشا ہے اور وہ راز اثر جو اس تعین کے مرکز میں رکھا گیا ہے ولایت محمدی صلعم کا منشا ہے اور وہ حسن وجمال ذاتی جس کا تعین اوّل ظل ہے صباحت وخوبروی سے مشابہت رکھتا ہے جو عالم مجاز میں از قبیل حسن رخسار وجمال خال ہے اور وہ راز واثر جو اس مرکز میں ودیعت رکھا گیا ہے حسن نمکینت سے مناسبت رکھتا ہے جو حسن قد اور صباحت رخسار کے ماسوا اور حسن چشم اور اجمال خال سے علیحدہ ہے یہ ایک ذوقی امر ہے جو بغیر اس کے حاصل نہیں ہو سکتا کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ~

---

[۱] مکتوب نود و چہارم جلد سوم ۱۲ +

آں و ادآں نگار کہ آنست ہر چہ ہست آنرا طلب کنید حریفاں کہ آں کجاست

ترجمہ اُس یار کے کمال میں ہے ایک خصوصیت کیا پا سکے کوئی اُس کے جمال کو

اس بیان سے دونوں لائینوں کا فرق معلوم کیجئے اگرچہ دونوں قرب حضرت تعالیٰ وتقدس سے پیدا ہوئی ہیں مگر ایک کا مرجع کمالات ذاتیہ ہیں اور دوسرے کا ذات پاک حق سبحانہ تعالیٰ +

فائدہ (۳۱) مکاتیب مجدد یہ - ہمارے نبی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات دو اسم سے مسمّی ہیں۔ آپ کے دونوں نام پاک قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ فرمایا کہ محمد رسول اللہ۔ پھر دوسرے مقام پر بشارت حضرت روح اللہ کے بیان میں فرمایا کہ اِسْمُهٗ اَحْمَدُ دونوں پاک ناموں کی ولائتیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ ولایت محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام اگرچہ آپ کے مقام محبوبیت سے پیدا ہوئی ہے مگر اس میں محبوبیت صرفہ نہیں ہے بلکہ محبیت کی آمیزش بھی ہے اگرچہ اس کی یہ آمیزش اصالتاً نہ ہو مگر محبوبیت صرفہ کے اطلاق کو مانع ہے۔ اور ولایت احمدی محبوبیت صرفہ سے پیدا ہوئی ہے جو محبیت صرفہ کی آمیزش کا شائبہ نہیں رکھتی ہے یہ ولایت ولایت سابقہ سے اعلیٰ اور اقدم ہے! اور ایک حد تک مطلوب سے نزدیک اور محبت کیلئے مرغوب ہے کیونکہ محبوب اگرچہ محبوبیت میں پورا ہوتا ہے مگر اُس کی استغنا اور بے نیازی کا ملتر ہوتی ہے۔ جو محب کی نظر میں بہت ہی زیبا اور نہایت ہی رعنا ہوتی ہے اور محب کو اپنی طرف بیحد کھینچتی ہے اور شیفتہ و سرگشتہ بناتی ہے ؎

نہ تنہا آفتم زیبائی اوست بلائے من زبے پروائی اوست

+ نہیں ہے انکی زیبائی کا شکوہ جو کچھ ہے بُعد و تنہائی کا شکوہ

بلا سے مراد عشق کی زیادتی ہے جو عاشق کا مطلوب ہے۔ سبحان اللہ احمد عجیب پاک نام ہے کہ کلمہ مقدسہ احد سے مرکب ہے حرف میم کا حلقہ جو مخصوص اسرار الٰہی جل شانہٗ عالم بیچگون سے ہے۔ عالم چوں میں گنجائش نہیں ہے کہ اُس سرّ مکنون کو بلا حلقہ میم تعبیر کر سکیں۔ اگر گنجائش ہوتی تو حضرت حق سبحانہ تعالیٰ اس کو ضرور بیان فرماتا۔ احاد احد ہی ہے اس کا کوئی شریک نہیں! در حلقہ میم عبودیت کا طوق ہے جس نے بندہ کو آقا سے متمیز کیا۔ پس بندہ وہی میم کا حلقہ اور لفظ احد اُس کی تعظیم کیلئے آیا ہے جس نے اُس کی خصوصیت کا اظہار کیا۔ درود اور سلام نازل ہوں آپ پر اور آپ کی آل پر

۶ چو نام این ست نام آور چہ باشد

جب اسم یہ ہو تو پھر مسمیٰ کیا ہو

ہزار سال کے بعد کہ اس مدت ہزار سالہ میں جس میں امورعظام کے تغیر کی تاثیر رکھی گئی ہے ولایت محمدیہ کا معاملہ ولایت احمدیہ میں آیا۔ اور ولایت محمدیہ ولایت احمدیہ ہوئی کاروبار کا تعلق عبودیت کے دو طوق سے نکلکر ایک طوق سے ہوا اور بجائے پہلے ایک طوق (عبودیت) کے جو محمد میں تھا حرف الف احمد کا جو اس کے رب کا ایک رمز ہے متمکن ہوا یہانتک محمد احمد ہوا علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام۔

بیان اس کا یہ ہے کہ عبودیت کے دو طوق اسم محمدؐ کے دو میم ہیں ممکن ہے کہ دونوں طوق میں اس کے دو تعین کی بشارت ہو۔ پہلا تعین جسد بشری ہے اور دوسرا تعین روحی اور ملکی۔ اگرچہ عروض موت کی وجہ سے سستی پیدا ہوگئی تھی اور تعین روحی نے قوت پکڑ لی تھی مگر اس تعین کا اثر باقی تھا۔ اس کا اثر زائل ہونے کیلئے ہزار سال درکار تھے تاکہ اس کا نشان باقی نہ رہے۔ جب دوسرے ہزار سال آئے اور تعین جسدی کا اثر نہ رہا عبودیت کے دو طوق میں سے ایک طوق ٹوٹ گیا اور اس پر زوال و فنا طاری ہوئی۔ الوہیت کا الف بقا باللہ کے رنگ میں بجائے اس کے قائم ہوا اس لئے محمدؐ احمد ہوا اور ولایت محمدی ولایت احمدی ہوئی۔

پس محمد میں دو تعین اور احمد میں ایک تعین کا کنایہ ہے اس لئے یہ اسم اطلاق سے قریب اور عالم سے بعید تر ہے۔

سوال۔ مشائخ کی مقررہ فنا و بقا کہ جس کو ولایت سے متعلق کیا گیا ہے اس کے کیا معنی ہیں اور تعین محمدی میں جو فنا و بقا رکھی گئی ہے اس کا کیا مطلب ہے۔

جواب۔ وہ فنا و بقا جس سے ولایت کا تعلق ہے فنا و بقا شہودی ہے یعنی فنا و زوال باعتبار نظر کے ہے اور بقا و ثبات بھی باعتبار نظر کے۔ اس مقام میں صفات بشری کو پوشیدگی ہے زوال نہیں ہے۔ اور تعین محمدی کی فنا ایسی نہیں ہے بلکہ اس میں صفات بشری کا زوال وجودی متحقق ہے اور تعلقات جسدی کا مٹنا و تعلقات روحی کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اور جانب بقا میں اگرچہ بندہ حق نہیں ہو جاتا اور نہ قید بندگی سے باہر ہو سکتا ہے مگر حق سے قریب تر ہو جاتا ہے۔ اور اپنے سے دور

تر ہو کر حق تعالیٰ سے معیت پیدا کرتا ہے اور احکامِ بشری اُس سے مسلوب ہو جاتے ہیں *

جاننا چاہئے کہ عروجِ محمدی جو صفاتِ بشری کے مٹنے پر موقوف ہے ہر چند آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احوال شریف بالاتر تھے اور ذروۂ علیا پر پہنچے ہوئے تھے اور آپ غیر و غیریت کی کشاکش سے رہائی پائے ہوئے تھے لیکن معاملہ آپ کی اُمت پر تنگ تر ہو گیا اور وہ نورِ ہدایت جو مناسبت بشری سے تھا کم تر ہو گیا۔ آپ کی توجہ خاص جو پس ماندوں کے حال پر تھی کم تر ہو گئی اور آپ پورے طور پر قبلۂ حقیقی کی طرف متوجہ ہو گئے۔ افسوس ہے اس رعایا پر جس کا بادشاہ ان کے حال پر توجہ نہ کرے اور اپنے محبوب کی طرف بتمامہ متوجہ ہو جائے اسی وجہ سے ہزار سال کے بعد کفر و بدعت کی گھٹائیں چھا گئیں اور اسلام و سنت کا آفتاب غروب ہو گیا *

اے رب ہمارے پورا کر دے ہمارے نور کو اور بخش دے ہم کو بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے *

فائدہ (۴) مکاتیبؒ معصومیہؒ۔ ممکن کا علم چونکہ حصول صورت سے نفس عالم میں معلوم ہے اس لئے تلوّن اور تغیّر عالم کا سبب ہوا کیونکہ مستلزم نقص کا ہے اور واجب تعالےٰ کا علم کیفیت حصول سے پاک ہے۔ پس اگر عارف کامل کا علم بفحوائے تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ اسی قبیل سے ہو جائے اور تاثر و تغیّر سے چھوٹ جائے اور نقص سے کمال کی طرف آ جائے تو کوئی تعجب نہیں ہے *

اس وقت اگرچہ نفس کے خطرے اور وسوسے باقی رہتے ہیں لیکن اُس سے کوئی بُرا اثر اور تغیر پیدا نہیں ہوتا جیسا کہ کلام نفسی قدسی قائم بذاتہٖ تعالےٰ۔ یہ معرفت معارف غریبہ اور رازہائے عجیبہ سے ہے *

فائدہ (۵) مؤلف۔ یہ وہی راز ہے جس کا فنائے قلبی کے بیان میں دربارۂ تحقیقات رفع خطرات دماغ خاتمہ میں ذکر کرنیکا وعدہ کیا گیا تھا۔ (ملاحظہ ہو ہدایت (۴) فائدہ (۱۲) *

ؒ مکتوب صد و پنجاہ و ششم جلد اول *

فائدہ (٦) مکاتیب[1] مجددیہ - میرا خیال تھا کہ حسنِ ملیح اور حسنِ صبیح کے راز کا ایک شمّہ بیان کروں اور بطور رمز و اشارہ کے اس باب میں کچھ کہوں۔ جیسا کہ حدیث نبوی میں وارد ہوا ہے کہ میرے بھائی یوسف زیادہ ملیح تھے اور میں زیادہ صبیح ہوں۔ علیہما الصلوٰۃ والتسلیمات ۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ رمز اور اشارے مقصود کی ادائی میں قاصر ہیں ۔ اور سُننے والے اس کے سمجھنے سے عاجز۔ قرآن مجید کے حروف مقطعات اُن حقائق احوال اور دقائق اسرار کے جو محب اور محبوب کے درمیان ہیں رموز اور اشارات ہیں لیکن کون ہے جو ان کو سمجھ سکے علمائے راسخین کے لئے کہ حضرتِ حبیب ربّ العالمین کے غلاموں اور خادموں کی حیثیت رکھتے ہیں جائز ہے کہ مخدوم کے بعض اسرارِ مخفیہ سے واقف ہوں۔ بلکہ مخدوم کی اتباع کرنے کی وجہ سے ممکن ہے کہ مخدوم کے معاملات میں بطور اولش خوری کے خادم بھی مخدوم کی دولتِ خاص میں شریک ہوسکیں۔ اگر تھوڑا سا بھی اس میں سے ظاہر کریں گے تو خائن ہونگے اور اپنے راز کو برباد کردیں گے۔ حضرت ابو ہریرہ کا مقولہ لَقُطِعَ الْحُلْقُوْمَ ترجمہ اگر میں راز ظاہر کروں تو میرا حلقوم کاٹ ڈالا جائے) ان کے حق میں ثابت آئیگا یَضِیْقُ صَدْرِیْ وَلَا یَنْطَقُ لِسَانِیْ ترجمہ میرا سینہ تنگ اور میری زبان جاری نہیں ہوتی نقد وقت ہے ۔

اے رب ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہمارے کاموں میں ہمارے اسراف کو معاف فرما۔ اور ثابت رکھ ہمارے قدموں کو اور مدد دے ہم کو کافروں کی قوم پر۔ تم پر سلام ہو اور ان تمام لوگوں پر جنہوں نے ہدایت کی پیروی کی اور متابعت حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لازم پکڑ لیا۔ ان پر بلند ترین رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ اور ان کی آل اور اصحاب پر جو نیک اور پرہیزگار ہیں ۔

[1] مکتوب صد جلد سوم ۱۲ ۔

مسکۃ التختام لھدایۃ الانام

اس میں تین فائدے ہیں

حضرت محبوب سبحانی مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی کی بعض خصائص کے بیان میں

فائدہ (۱) مکاتیب معصومیہ - سب تعریفیں خدا کے لئے ہیں اور سلام ہو اس کے نیک اور پاکیزہ بندوں پر - میرے مخدوم مکتوب اخیر میں مندرج تھا کہ رو برو اس درویش کے حضرت مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہٗ کے بعض خصائص کا ذکر کیا گیا جیسے معارف توحیدی سے گذرنا اور مقام جذب وسلوک سے آگے بڑھنا فقیر اس کو بلا تامل تسلیم وتصدیق کرتا ہے - اے عزیز اس درویش نے کچھ وجوہ تفصیل حضرت حضرتِ ممدوح کے ذکر کئے ہیں - وہ دوسری چیزیں ہیں کہ عقل اور فہم کی آنکھیں اس کے ادراک میں حیران وقاصر ہیں - اور خیال کی زبان اس کے بیان میں گونگی ہے تم نے جو کچھ کمالات بیان کئے ہیں وہ ان کمالات وفضائل کے عروجی زینوں سے نیچے ہیں - بلکہ ان کمالات کی جو کمالات ولایت سے ہیں ان کمالات کے آگے جو کمالات نبوت سے ہیں کوئی اعتبار اور شمار نہیں - کاش کہ قطرہ کی دریائے محیط کے ساتھ جو نسبت ہے ان کی بھی وہی نسبت ہوتی - یہ کمالات لائق اظہار علوم سے ہیں - اور وہ رموز واسرار واجب الاخفا ہیں ظاہر ہے کہ علوم کو اسرار سے کیا نسبت ہو سکتی ہے وہ معاملہ جو آنحضرت قدس سرہٗ کی خلقت سے وابستہ ہے علیحدہ ہے معاملاتِ اصالت اور بقیہ خمیر طینت خلقت حضرت خاتم الرسل علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات کیا بیان کئے جا سکتے ہیں - وہ اسرار اور رموز جو ذات وصفات کے متعلق حضرت نے لکھے ہیں اور تحقیقات ومقالات مفردہ بیان فرمائے ہیں وہ دوسری چیز ہیں - حضرت کی اس ولایت کا جو مقام محبیتِ اور محبوبیتِ ذاتیہ سے ظاہر ہوئی ہے کوئی کیا نشان دے سکتا ہے - ہویت کی حقیقتیں جو حضرت کے ساتھ خصوصیتیں رکھتی ہیں رحمتہائے نامتناہی کے مخزن ہیں - اس کا ایک چشمہ اس عالم میں کشادہ ہوا ہے اور دوسرا دوسرے عالم کے لئے ذخیرہ رکھا گیا ہے - صفت رحمٰن اور ارحم

الرحمین اسی حقیقت سے نکلی حضرت نے تعین اول سے ترقی کا اثبات کیا ہے اور دوسرے اولیا نے اُس سے منع کیا اور سیر و سلوک کو نہیں تک محدود رکھا اور اس کے بعد مرتبۂ اطلاق اور لاتعین احد ذات بحت کو تصور کرکے سیر و سلوک کو ممتنع اور اس کے علم و معرفت کو ممنوع کہا ہے۔ مگر آنحضرت قدس سرہٗ نے بہت سے مراتب اور تعینات اس کے اوپر ثابت فرمائے ہیں۔ اور تعین اول کو اس مرتبہ سے کتنے منزل اوپر لے گئے۔ اب لاتعین کا کیا بیان ہو حقیقت محمدی اور حقیقت قرآنی اور حقیقت کعبہ ربانی اور حقیقت صلوٰۃ کے دقائق اور وہ حقیقت جو ان حقیقتوں کے بعد ہے ان دقائق کے بیان جن سے حضرت ممتاز ہیں مکتوبات شریف میں مذکور ہیں! در حقیقت ولایت محمدی اور ولایت ابراہیمی اور ولایت موسوی اور ولایت احمدی کے کمالات اور انبیاء کرام کے کمالات اور ان میں سے ہر ایک کے مبادی تعینات کے مبادی اور حضرت روح اللہ اور حضرت مہدی موعود کے خصوصیات اور تعینات ملاء اعلیٰ کے مبادی اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ولایت اور آپ کے مبداء تعین کے بارہ میں بہت کچھ حالات حضرت قدس سرہٗ نے بیان فرمائے ہیں کہاں تک تحریر کئے جائیں +

ہمارے نبی پر اور تمام انبیاء و ملائکہ اور اولیا اور ان کی پیروی کرنیوالوں پر درود اور سلام نازل ہوں +

اسی طرح حقیقت صلوٰۃ تک پہنچنیوالوں کے مراتب کے فرق اور اس مقام میں انبیاء کے فضائل اور چاروں بزرگوار علیہم التحیات کے صفوف اور قرآن مجید میں جن انبیاء کے نام مذکور ہوئے ہیں اُن کی خصوصیتیں اور یہ کہ حضرت سرور انبیاء علیہ السلام کی ان تمام مقامات میں سروری اور آپ کو اس مقام میں جو کچھ کمال حاصل ہے اور اپنی اور حضرت مہدی موعود کی ولایتوں کی اصالت اور ان کا منشاء ان تمام خصوصیات کی کہاں تک تشریح کی جائے۔ مرض الموت میں آپ نے جن اسرار و دقائق اور کمالات اہل بیت آنحضرت علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اپنی بعض خدمات شائستہ کو بیان فرمایا کسطرح سمجھائے جائیں قیومیت کے حقایق اور مقام خلت کے دقائق اور محبت کے فضائل اور صباحت و ملاحت اور دونوں

حسنوں کی آمیزش کے اسرار کو آپ مطالعہ کر چکے ہیں ۔اور مقطعات قرآنی کے اسرار جن کے تھوڑے سے رموز اوپر بیان ہو چکے ہیں ایک بے پایاں دریا ہیں ۔جو گفت و شنید میں نہیں آسکتے اسی لئے سربستہ رکھے گئے ۔

آپ نے جو لکھا ہے کہ اپنے مکشوفات کو آنحضرت کے معارف کے برابر جانتا ہوں گفتگو آنحضرت کے معارف کے سمجھنے میں ہے بلکہ شیخ محی الدین ابن عربی قدس سرہ کی اصطلاح کے سمجھنے میں ہے جو فہم و ادراک سے منزلوں دور ہیں ۔ان کے ساتھ برابری ڈھونڈھنا محض خیال خام اور نادانی ہے ۔بہت سے نادان جہل مرکب سے اپنے بعض وقائع پر اعتماد کر کے توہمات فاسدہ میں گر جاتے ہیں ۔وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں ۔خود بھی نقصان میں پڑے اور دوسروں کو بھی نقصان میں ڈالا یساوات کی جستجو کرنا ادراک کی فرع اور بلکہ تصور کی فرع ہے جو وقوع میں نہیں آئی ۔برابری کہاں اور مساوات کیسی ۔ع

بخواب اندر مگر موشے شتر شد ترجمہ ع خواب میں اونٹ بن گیا چوہا

فائدہ (۲) خطبہ دفتر ثالث مکتوبات مجددیہ ۔کتنا اچھا وقت اور عمدہ حال ان صحیح القلب مطالعہ کرنے والوں کا ہے کہ جب نظر کی پتلی کو اس سیاہی پر جو اسرار اور حکمتوں کا انبوہ ہے کھولتے ہیں تو علم ربانی سے اس سیاہی سے امداد حضور کی حاصل کرتے اور سویدائے دل کو پر نور پاتے ہیں ۔کتنا اچھا انجام اور بازگشت ان مستقیم الاحوال پڑھنے والوں کا ہے جن کی زبان اس دریائے محیط کی شناوری سے آشنا ہوتی ہے ۔تو الہام سبحانی سے ان کی جان انتہائی لطف سے محو ہو جاتی ہے ۔صد آفرین ان پاک سرشت ہم جنسوں کے لئے اور نیک اعتقاد مستعدوں کیلئے جو غایت باریکی اور خفا سے ان نکات اور رموز کے جمال کے پردہ کو جو طور عقل سے ماسوا ہے نہیں کھولا جاتا ہے تو عدم یافت اپنے قصور یافت پر رجوع کر کے صدقنا کے راستہ چلتے ہیں اُن کو ان کے سوا کوئی دوسرا نہیں جان سکتا وہ ان تمام کو تسلیم کرتے ہیں اور سعادت ابدی کے ثمرات کو حاصل کرتے ہیں ۔یہ اسی کے لئے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا ہو ۔صد افسوس ان کج بین پڑھنیوالوں اور سخن چین سننے والوں پر کہ جو کچھ ان غیبی الہامات سے ان کی سمجھ میں آجائے اور ان کی طبیعت کے موافق ہو تو

صاحب مقال کی اُستادی قال اور تراشِ خیال پر موقوف رکھتے ہیں۔ اگر اُس کے سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں تو کوتاہی نظر کی وجہ سے اپنی زبان دراز کرتے ہیں اور بفحوائے المرءُ لایزال عدوٌّ لما جہل (انسان جس چیز سے ناواقف ہو اُس کا دشمن ہو جاتا ہے) لڑائی کے پنجہ کو درست کرتے ہیں۔ اتنا نہیں جانتے کہ طائفہ علیہ ان اسرار خفیہ کے اظہار کے درپے نہیں ہے۔ بلکہ ؏

ایشاں بہ بیند ایں ہمہ الحانِ مطرب ست

؏ آواز ہے سرود کی وہ خود نہیں یہاں

اللہ تعالےٰ ہمارے بھائیوں کو ان کے پوشیدہ عیبوں اور اولیاء پاک دل صفاکیش کے اسرار غیب سے بینا کرے اور مکر کی قید اور کینہ کے طوق سے عالمِ سر کے مخلصوں کو جو پائے دل اور گردن خاطر پر رکھتے ہیں مخلصی بخشے +

فائدہ (۳۱) سکانیزت معصومیہ۔ اللہ تعالےٰ ہم جیسے مہجوروں کو مذکورہ معانی پر یقین رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت نبی پاک اور ان کی آل اطہار کے طفیل میں علیہم الصلوٰۃ والبرکات الیٰ یوم التناد اس مشرب سے روزی نصیب کرے +

تاریخ اتمام

اس رسالہ برکات انجام کے ختم ہونے کے بعد بعض صحاب فیض امام نے اس خجستہ فرجام کے اتمام کی تاریخ نکالی ہے کہ الحمدللہ رسالہ ما کنز الہدایا یا ۱۰۲۵ھ
نحمد اللہ سبحانہٗ علیٰ ذٰلک وعلیٰ جمیع نعمائہٖ والصلوٰۃ والسلام علیٰ افضل رسلہٖ وسید انبیائہٖ وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ واحبائہٖ وعلیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین وعلی الملٰئکۃ المقربین وعلیٰ اھل الطاعۃ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین خدائے پاک کا شکر ہے اس نعمت پر اور اس کی اور سب نعمتوں پر اور درود و سلام ہو افضل الرسل و سید الانبیا پر اور انکی آل اور اصحاب کرام اور احباب عظام اور تمام انبیا اور رسول اور ملائکہ مقربین اور آپ کے تمام اطاعت گذاروں پر تیری رحمت کے ساتھ اے ارحم الراحمین +

تمت

عربی سے اردو ترجمہ

کتاب الاربعین فی اصول الدین

تصنیف لطیف حجۃ الاسلام ابو حامد محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ یہ کتاب بلحاظ اپنے اعلیٰ مضامین کے نہایت نادرالوجود اور بے مثل ہے عربی سے بامحاورہ اردو زبان میں بصرف زر کثیر ترجمہ ہو کر طبع ہو گئی ہے۔ اس کتاب میں امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انسان کو حصول اللہ کے طریق بتائے ہیں۔ اور حضرت مصنف علیہ الرحمۃ نے دیباچہ میں اس کی مفصل تشریح کر دی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ یہ کتاب محض ان لوگوں کی خاطر لکھی گئی ہے جن کو اللہ تعالےٰ کی جستجو ہے۔ اور جو شخص اس کتاب کو پڑھ کر عمل پیرا ہوگا وہ حصولِ مولےٰ میں کامیاب ہوگا۔ نیز آپ نے بالفاظ صریح اس امر کا اعلان کیا ہے کہ دنیادار اس کتاب سے فائدہ نہیں اٹھا سکینگے بلکہ اس سے وہی شخص فائدہ اُٹھائیگا۔ جو ذات الٰہی کا طالب ہوگا۔ قیمت ۲؍

عربی سے اردو ترجمہ

جواہر القرآن

یہ کتاب دوسرا حصہ کتاب الاربعین فی اصول الدین کا ہے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس نادر اور بے مثل کتاب میں قرآن کریم سے جو آیات چن چن کر لکھے ہیں اُن کی نسبت فرمایا ہے کہ جواہر بے بہا ہیں۔ مسلمان ان کے مطالعہ اور ورد سے مستفیض ہو سکتے ہیں! اور جو شخص اربعین فی اصول الدین کا مطالعہ کرے اُس کے لئے اس کا مطالعہ بھی نہایت ضروری ہے درحقیقت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جس خوش اسلوبی سے انتخاب جواہرات کیا ہے وہ نہایت بے مثل طریقہ ہے۔ اہل ذوق اور صاحب شوق الٰہی ان ہر دو کتابوں کو خرید کر حرزِ جاں بنائیں۔ قیمت ۸؍

المشتہران

ملک فضل الدین ملک چنن الدین ملک تاج الدین ککے زئی تاجرانِ کتب قومی

منزل نقشبندیہ کوچہ ککی زیاں بازار کشمیری لاہور

بغیر مہر دوکان مال سرقہ ہوگا

سلسلہ تصوف نمبر ۸۳

اردو ترجمہ کتاب

مفتاح العاشقین

یعنی

ملفوظات عمدۃ الابرار۔ قدوۃ الاخیار۔ ملک السالکین۔ برہان العاشقین ختم المشائخ نصیر الحق والدین حضرت خواجہ محمد نصیر الدین چراغ دہلوی خلیفہ اعظم محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ

جمع کردہ

جناب محب الفقرا حضرت خواجہ محب اللہ رحمۃ اللہ علیہ

جسے

اللہ والے کی قومی دکان ملک چنن الدین ملک فضل الدین نقشبندی مجددی

تاجر کتب قومی

منزل نقشبندیہ ——— کوچہ گلے زیاں

بازار کشمیری لاہور

نے بصرف زر کثیر بامحاورہ اردو ترجمہ کرا کر

رجانی پریس لاہور میں باہتمام حافظ محمد اسمٰعیل مہتمم

کے چھپوائی

بار چہارم

قیمت فی جلد

مشکوٰۃ الانوار

یہ عجیب و غریب دلچسپ کتاب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف سے ہے اس میں حضرت امام حجۃ الاسلام نے آیت "اللہ نور السمٰوٰت والارض" کی نہایت عمدہ تفسیر فرما کر یہ مشکوٰۃ الانوار کی تفصیل فرمائی۔ کتاب کیا ہے گویا اسرار الٰہی ہے۔ نہایت بامحاورہ اردو ترجمہ مع اصل عربی کتاب قیمت - - - - - ۱۰/

پوتھی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ

اِس چھوٹی سی کتاب میں ذات باری کی قدرت کاملہ کا ظہور گوناگون نہایت خوبی اور لیاقت سے لکھا ہے اور اِنسان کو اِس کی ہیچ میقی اور کم فہمی یا اسرار الٰہی سے خوب واقف کیا گیا ہے۔ درحقیقت یہ چھوٹی کتاب خزینۂ اسرار الٰہی اور اِس کے لفظ لفظ سے توحید پروردگار عالمین ظاہر ہوتی ہے۔ صوفی مذاق لوگوں کے لئے نعمتِ غیر مترقبہ ہے۔ قیمت - - - - - - ۲/

اسرار طریقت

یعنی جناب قدوۃ السالکین حضرت شاہ محمد غوث لاہوری ثم الپشاوری رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی لکھی ہوئی کتاب جس میں حضرت نے اپنے تمام حالات از اول تا آخر نیز جن بزرگوں سے جناب کو فیض باطنی پہنچا ہے۔ نہایت تفصیل سے لکھے ہیں۔ اس کے علاوہ طالب کے لئے طریق اذکار بھی نہایت شرح و بسط کیساتھ بتلائے گئے ہیں۔ آخر حصہ میں جناب نے شجرہ طریق بھی بزرگوں کے لکھے ہیں ہیں۔ آپ قادری طریقہ کے نہایت زبردست اور کاملِ اکمل بزرگ گذرے۔ جناب کے اِن ملفوظات کے پڑھنے اور ہدایات پر عمل کرنے سے خدا کا راستہ نہایت آسانی سے ملتا ہے۔ طالبانِ مولا کو اسے ضرور پڑھنا چاہیئے۔ یہ کتاب نہایت محنت سے ترجمہ کر کے عمدہ چھاپی گئی ہے۔ قیمت - - - - - ۶/

زبدۃ المقامات

یہ نادر اور بے مثل کتاب حضرت قطب الاقطاب ہادیٔ شیخ و شاب حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ و خواجہ جہان شاہ والا مکان حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے حالات۔ اور آپ کے خلفائے نامدار اور آپ کی اولاد پاک کے حالات سے پُر ہے حلقہ بگوشانِ سرکار نقشبندیہ اس نعمت غیر مترقبہ کو خرید کر حرز جان بنائیں۔ بڑی محنت سے مشتاقانِ جمالِ نقشبندیہ کے لئے بامحاورہ اردو ترجمہ کرایا ہے۔ ضخامت بہت بڑی۔ لکھائی چھپائی محتاج تعریف نہیں۔ قیمت - - - - عہ/

اردو ترجمہ کتاب

مِفتَاحُ العَاشِقِین

یعنی

مَلفُوظاتِ حضرت خواجہ نصیرُالدّین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اللہ تعالےٰ تجھے دونوں جہان میں نیکبختی عطا فرمائے۔ واضح رہے۔ کہ یہ اسرار کے جواہر اور انوار پروردگار کے زواہر جہان کے برگزیدہ نیکوں کے پیشرو۔ سالکوں کے بادشاہ۔ برہان العاشقین۔ ختم المشائخ نصیر الحق والدین (اللہ تعالےٰ آپ کی ذات بابرکات کو دیر تک زندہ رکھکر آپ سے مسلمانوں کو مستفیض کرے) کی زبان مبارک سے سُنکر دعا گوئے فقیر حقیر محب اللہ نے چند اوراق میں لکھکر اس کا نام مفتاح العاشقین رکھا۔ جس میں دس مجلسیں ہیں ✤

مجلس ۱۔ پیرو مرید کے بیان میں ✤
مجلس ۲۔ توبہ وغیرہ کے بیان میں ✤
مجلس ۳۔ مشغولی کے بیان میں ✤
مجلس ۴۔ فرض دائمی۔ ذکر جلی۔ ذکر خفی اور اس کی ماہیت کے بیان میں ✤
مجلس ۵۔ اوقات نماز۔ فرض۔ نفل اور اوراد کے بیان میں ✤
مجلس ۶۔ قرآن مجید کی تلاوت اور اسے حفظ کرنے کے بیان میں ✤
مجلس ۷۔ محبت وغیرہ کے بیان میں ✤
مجلس ۸۔ سماع وغیرہ کے بیان میں ✤
مجلس ۹۔ کھانا کھلانے کی فضیلت کے بیان میں ✤
مجلس ۱۰۔ دُنیا وغیرہ کی ترک کے بیان میں ✤

جس روز بندہ خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور شرف ارادت سے مشرف ہوا۔ اس روز آپ کی مجلس میں شجرہ طیبہ کا ذکر ہو رہا تھا۔ زبانِ مبارک سے فرمایا کہ جو نعمت جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علیؓ ابن ابی طالب کو۔

آپ سے خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کو۔ آپ سے شیخ الاسلام خواجہ مخدوم نصیر الدین چراغ دہلوی قدس اللہ سرہٗ العزیز کو۔ وَصَلَّی اللہُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ +

پھر خواجہ صاحب نے اس شجرے کو مفصل و مکمل بیان فرمایا۔ پھر میری طرف مخاطب ہوئے تو میں آداب بجالایا۔ پوچھا اے درویش! تیرا کیا نام ہے۔ مجھے اس وقت حسب ذیل شعر یاد آیا۔ جو عرض کر دیا ؎

ہر چہ مارا لقب کنند آنم　　بندہ را نام خویشتن نبود

زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ واقعی مرد کو ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک +

مجلس (۱)

(پیر و مرشد کے بیان میں)

جب قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ تو اس وقت مولانا محمد مسادی۔ مولانا منہاج الدین اور مولانا زید الدین رحمۃ اللہ علیہم اور اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اے درویش! راہ سلوک میں پیر اسے کہتے ہیں۔ جسے مرید کے باطن پر تصرف حاصل ہو۔ اور ہر لحظہ اور ہر گھڑی مرید کی ظاہری اور باطنی مشکلات کو معلوم کر کے حل کر سکے۔ اور اس کے آئینہ باطن کو صاف کر سکے۔ اگر یہ کام کرنے کی قابلیت اس میں ہے۔ تو پھر وہ پیر طریقت کہلانے کا مستحق ہے۔ ورنہ ہیچ ہے +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ صادق مرید اسے کہتے ہیں۔ جسے جو کچھ پیر حکم کرے بجالائے۔ اور جو کچھ اسے دکھلائے وہی دیکھے۔ اور ہر وقت پیر کو حاضر و ناظر سمجھے۔ جو کچھ اس کے دل میں نیک یا بد خیالات گذریں۔ انکا اظہار اپنے پیر سے کرے۔ تاکہ پیر اس کی تربیت کر سکے۔ اگر مرید کے دل میں ذرہ بھر خیال بھی پیر کے برخلاف ہو۔ تو وہ صادق مرید نہیں کہلا سکتا +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ اے درویش! جب میں شروع شروع میں سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کا مرید ہوا۔ تو ایک روز میں حاضر مجلس تھا۔ اور مرید کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ آپ نے زبان مبارک سے فرمایا تھا۔ کہ درویشوں اور عزیزوں میں مرید کو مولانا نصیر الدین محمود کی طرح عمدہ صلاحیت و قابلیت رکھنی چاہیئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک +

ایک بزرگ فرماتے ہیں ؎

میان اہل ارادت نظر بہ پیر آمد　　نہے روش کہ درین راہ بے نظیر آمد

ضمیر روشن او ہر چہ کرد در عالم بنزد اہل دلاں جملہ حق پذیر آمد

بعد ازاں اسی موقع کے مناسب یہ فرمایا۔ کہ مونس العاشقین میں لکھا ہے۔ کہ مرید دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک رسمی۔ دوسرے حقیقی۔ رسمی مرید وہ ہے کہ پیر اسے یہ تلقین کرے کہ دیکھی ہوئی چیزوں کو نادیکھی ہوئی۔ اور سنی ہوئی کو نا سنی ہوئی سمجھنا اور سنت وجماعت کا پابند رہنا۔ اور حقیقی مرید وہ ہے۔ جسے پیر تلقین کے بعد فرمائے کہ تو سفر وحضر میں میرے ہمراہ رہنا۔ یا میں تیرے ہمراہ رہونگا +

بعد ازاں زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ حقیقی مرید کی اور شرط یہ ہے۔ کہ تین غسل ہر وقت کرتا ہے تاکہ حقیقی مرید کہلانے کا مستحق ہو سکے اوّل شریعت کا غسل۔ دوسرا طریقت تیسرا حقیقت کا شریعت کا غسل یہ ہے۔ کہ اپنے بدن کو جنابت وغیرہ سے پاک کرے۔ طریقت کا غسل یہ ہے کہ تجرّد اختیار کرے۔ اور حقیقت کا غسل یہ ہے کہ باطنی توبہ کرے +

بعد ازاں اسی موقع کے مناسب فرمایا۔ کہ حقیقی مرید کی اور یہ شرط ہے۔ کہ جو کچھ پیر فرمائے اس پر فوراً یقین کرے اور کسی قسم کا شک دل میں نہ لائے۔ کیونکہ پیر مرید کے لئے بمنزلہ مشاطہ ہے۔ جو کچھ وہ کہتا ہے۔ مرید کی کمالیت کے لئے کہتا ہے۔ پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ کوئی شخص شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ کہ میں بیعت کی نیت سے آیا ہوں اگر آپ قبول فرمائیں۔ فرمایا مجھے منظور ہے۔ لیکن جو کچھ میں کہو تجھے اس پر عمل کرنا ہوگا۔ عرض کی بسر وچشم۔ پوچھا۔ کلمہ کس طرح پڑھتے ہو عرض کی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ خواجہ شبلی علیہ الرحمتہ نے فرمایا۔ نہیں۔ اس طرح کہو۔ لا الٰہ الا اللہ شبلی رسول اللہ۔ مرید درست اعتقاد تھا۔ اس نے فوراً اسی طرح کہدیا۔ آپ نے فرمایا۔ اے عزیز! میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادنےٰ چاکر ہوں۔ آنحضرتؐ ہی رسولِ خدا ہیں۔ میں تو تیرا اعتقاد آزمانا چاہتا تھا +

بعد ازاں سجدے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من سجد لغیر اللہ فقد کفر۔ یعنی جو شخص اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ لیکن گذشتہ امتوں کے لئے والدین۔ پیر۔ استاد۔ اور پادشاہ کو سجدہ کرنا مستحب تھا مگر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ مبارک آیا۔ تو استحباب سجدہ جاتا رہا۔ صرف مباح رہ گیا۔ جیسا کہ ایام بیض کے روزے پہلے فرائض میں داخل تھے۔ مگر آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فرضیت نہ رہی۔ صرف استحباب رہ گیا۔ اسی طرح جب سجدے کا استحباب جاتا رہا تو مباح رہ گیا۔ سو ایسا سجدہ کرنے سے کوئی کافر نہیں ہو جاتا +

مجلس ۲

جب قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ تو اُسوقت مولانا کمال الدین مولانا بدرالدین اور اور عزیز حاضرِ خدمت تھے۔ توبہ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبانِ مبارک سے فرمایا۔ کہ اے درویش! سب سے عُمدہ اور افضل توبہ اسوقت سمجھی جاتی ہے۔ جبکہ توبہ کرنے والا جس کام سے توبہ کرے۔ پھر اس کے گرد نہ پھٹکے۔ اگر اس قسم کی توبہ نہ کرے۔ تو وہ توبہ نہیں +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ راہِ سلوک میں توبہ اسوقت درست ہوتی ہے کہ تائب اگر مٹی کو چھوئے تو سونا ہو جائے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ جب شیخ الاسلام خواجہ فضیل عیاض قدس اللہ سرہٗ نے توبہ کی تو راہزنی میں جن جن لوگوں کا مال لوٹا ہوا تھا بعض کو مال واپس دیا اور بعض سے معافی مانگی۔ ان میں سے ایک یہودی بھی تھا۔ جو کسی طرح راضی نہ ہوتا تھا آپ اس سے معافی مانگتے۔ یہودی نے کہا۔ اگر پاؤں تلے کی مٹی مُٹھی بھرکر اسے سونا بنادے۔ تو میں تجھ سے راضی ہو جاؤنگا۔ خواجہ صاحب نے فوراً پاؤں تلے سے مٹی نکال اُسے دیدی۔ جو فوراً سونا بن گئی۔ یہ دیکھکر یہودی مسلمان ہو گیا اور کہا۔ کہ فی الواقعہ تائب وہی ہوتا ہے۔ جس کے ہاتھ لگنے سے مٹی بھی سونا ہو جائے +

بعد ازاں اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ اے درویش! میں نے سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کی زبانِ مبارک سے سُنا ہے۔ کہ توبہ چھ قسم کی ہوتی ہے۔ توبہ زبان توبہ چشم۔ توبہ گوش۔ توبہ دست۔ توبہ پاء۔ توبہ نفس۔ پھر فرمایا۔ کہ زبان کی توبہ کا یہ مطلب ہے۔ کہ زبان کو تمام ناشائستہ باتوں سے دُور رکھے اور بیہودہ باتیں نہ کرے۔ اور جو بات نہ کہنے کے لائق ہے۔ اُسے زبان سے نہ نکالے۔ نیز تازہ وضو کرکے دوگانہ شکر ادا کرے۔ اور قبلہ رُخ ہو کر بارگاہ الٰہی میں عرض کرے۔ کہ پروردگار! زبان کو بُرا کہنے سے توبہ عنایت کر۔ اور اپنے ذکر کے سوا دوسری باتیں اس سے دُور رکھ +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ اے درویش! شیخ الاسلام خواجہ معین الحق والشرع والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کے رسالے میں میں نے لکھا دیکھا ہے۔ کہ جب صبح صادق ہوتی ہے۔ تو ساتوں اعضاء زبانِ حال سے زبان کے روبرو فریاد کرتے ہیں کہ اے زبان! اگر تو اپنے تئیں محفوظ رکھیگی۔ تو ہم سلامت رہینگے۔ اور اگر اپنے تئیں نہ بچھیگی۔ تو ہم سب ہلاک ہو جائینگے +

بعد ازاں فرمایا کہ شیخ الاسلام خواجہ عثمان ہارونی قدس اللہ سرہٗ العزیز اپنے رسالے میں لکھتے ہیں۔ کہ انسان کے ہر ایک اعضا میں شہوت اور حرص ہے۔ جو آدمی کے لئے حجاب کا سبب ہوتے ہیں۔ جب تک ان شہوتوں اور حرصوں سے توبہ نہیں کرتا اور اعضاء کو پاک نہیں کرتا

وہ ہرگز ہرگز کسی مقام تک نہیں پہنچتا۔ وہ اعضاء یہ ہیں۔ اوّل آنکھ جس میں بینائی کی شہوت ہے دوسرے ہاتھ جس میں چیز کو چھونے اور پکڑنے کی خاصیت ہے۔ تیسرے کان جس میں سُننے کی خاصیت ہے۔ چوتھے ناک جس میں سونگھنے کی صفت ہے۔ پانچویں حلق جس میں چکھنے کی صفت ہے چھٹے زبان جس میں کہنے کی صفت ہے۔ ساتویں بدن جس میں چھونے کی صفت ہے آٹھویں ہوش و عقل جس میں نیک و بد کی تمیز کی صفت رکھی گئی ہے۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ توبہ وہی اچھی ہے۔ جو موت سے پہلے کیجائے۔ چنانچہ رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "عجّلوا بالصّلوٰۃ قبل الفوت وعجّلوا بالتوبۃ قبل الموت" یعنے نماز فوت ہونے سے پہلے ادا کرو۔ اور مرنے سے پہلے توبہ کے لئے جلدی کرو۔

بعد ازاں زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ انسان کو چاہیئے۔ کہ آج کو غنیمت سمجھے۔ واللہ اعلم کل اسقدر فرصت ملے یا نہ ملے۔ چنانچہ شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں ؎

الا امروز کارے کن کہ فردا رستگار آئی | بدینہا بیشتر کردی بناشد ایں زدانائی
چو عقبےٰ راہ بنمائید در انصاف بگشائید | مبادا ایں ندا آئید برو ما را نمے شائی
بیمار از دیدگاں باراں چو مستی از گنہگاراں | نکردی کار ہوشیاراں مگر مجنون و شیدائی
گناہانم زپیوستہ دلم در گمرہی رفتہ | بگو اے قطب دل خستہ چرا در رہ نمے آئی
تو در صفِ گنہگاراں بمانی عاجز و حیران | بترس اے آخر نادان ازاں انفعال و رسوائی
چو گردی شاہ ترکستان ترا صد قصر و صد بستان | بود جائے تو گورستان بتاریکی و تنہائی

جب خواجہ صاحب ان فوائد کو ختم کر چکے۔ تو حجرے میں جاکر یادِ الٰہی میں مشغول ہوگئے اور میں اور لوگ واپس چلے آئے۔ الحمد للہ علےٰ ذالک۔

مجلس ۳

(مشغولی کے بیان میں)

جب قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ تو مولانا زین العابدین مولانا منہاج الدین اور اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ زبانِ مبارک سے فرمایا۔ کہ اے درویش! طالبِ حق کو دن رات یادِ حق میں مشغول رہنا چاہیئے۔ خواہ کسی حالت میں ہو۔ یادِ الٰہی سے غافل نہ ہو۔ اسواسطے کہ زندگی کے دم گنتی کے ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں ؎

غافل زاحتیاطِ نفس یک نفس مباش | شائد ہمیں نفس نفسِ واپسیں بود۔

جب تک دم میں دم ہے کوشش کرتے رہو۔

پھر فرمایا اے درویش! میں نے سلطان المشائخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان گوہر افشاں سے سنا ہے کہ یادالٰہی کے سات وقت ہیں۔ تین دن میں۔ اور چار رات میں۔ دن میں حسب ذیل ہیں۔ صبح سے اشراق تک۔ اشراق سے چاشت تک۔ پھر عصر کی نماز سے شام کی نماز تک۔ اور رات میں حسب ذیل ہیں۔ شام کی نماز سے عشار کی نماز تک۔ عشار کی نماز سے تہجد کی نماز تک۔ تہجد کی نماز سے صبح کاذب تک۔ اور صبح کاذب سے صبح صادق تک۔

پھر فرمایا کہ میں نے محبوب العاشقین میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ فارغ مشغول اسے کہتے ہیں۔ جو ظاہر و باطن میں یادالٰہی میں مشغول ہو۔ اور غیر حق سے فارغ ہو۔ جیسا کہ ایک بزرگ ہندی زبان میں فرماتے ہیں۔ ؎

یہ جی پوتن کر رہوں لے ساجن کنبھ ناتھ سہرس کیکو یہ سون کسے لکھاون ناتھ

بعد ازاں فرمایا۔ کہ اے درویش! شیخ الاسلام خواجہ ابو یوسف چشتی قدس اللہ سرہ العزیز ایک رسالے میں لکھتے ہیں۔ کہ اپنے اوپر پانچ چیزیں لازمی کرنی چاہئیں۔ تاکہ باطنی صفائی حاصل ہو۔ اول مسواک۔ دوم کلام الٰہی کا پڑھنا۔ اگر نہ پڑھ سکے۔ تو سورۂ اخلاص پڑھے۔ سوم صائم الدہر ہو۔ اگر اتنا نہ ہو سکے۔ تو ایام بیض کے ہی روزے رکھے۔ چہارم قبلہ رُخ بیٹھے۔ پنجم باوضو رہے۔

بعد ازاں اس بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ چار عالم کسے کہتے ہیں۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ راہِ سلوک میں جو درویش ان چاروں عالموں سے باخبر نہیں وہ درویش ہی نہیں۔ بلکہ جھوٹ موٹ اپنے تئیں درویش کہلاتا ہے۔ یہاں تک کہ اسے خرقہ بھی پہننا روا نہیں۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ میں نے شیخ الاسلام شیخ بہاؤ الدین زکریا قدس اللہ سرہ العزیز کے اوراد میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ وہ چار عالم یہ ہیں۔ ناسوت۔ ملکوت۔ جبروت اور لاہوت۔ پھر ہر ایک کی شرح یوں بیان فرمائی ہے۔ کہ عالم ناسوت عالم حیوانات ہے اور اس کا فعل حواس خمسہ ہے۔ جیسے کھانا۔ پینا۔ سونگھنا۔ دیکھنا اور سننا۔ جب سالک ریاضت اور مجاہدہ کر کے اس عالم سے گذرتا ہے۔ تو ان تمام صفات سے دوسرے عالم میں جسے عالم ملکوت کہتے ہیں پہنچتا ہے۔ یہ عالم عالمِ فرشتگان ہے اس کا فعل تسبیح۔ تہلیل۔ قیام۔ رکوع اور سجود ہے۔ جب اس عالم سے گذرتا ہے۔ تو تیسرے عالم میں پہنچتا ہے جسے عالم جبروت کہتے ہیں۔ یہ عالم روح ہے۔ اور اس کا فعل صفاتِ حمیدہ ہیں۔ جیسے شوق۔ ذوق۔ محبت۔ اشتیاق۔

طلب ۔ وجد ۔ سکر ۔ سہو ۔ محو اور محو ۔ جب ان صفات سے گذرتا ہے ۔ تو عالم لاہوت میں پہنچتا ہے جو بے نشان عالم ہے ۔ اسوقت اپنے آپ سے قطع تعلق کرتا ہے ۔ اسی کو لامکان بھی کہتے ہیں ۔ یہاں پر نہ گفتگو ہے نہ جستجو ۔ قولہٗ تعالےٰ ۔ اِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَہٰی ۔"

پھر فرمایا ۔ کہ اے درویش! عالم ناسوت نفس کی صفت ہے ۔ عالم ملکوت دل کی صفت ۔ عالم جبروت ۔ روح کی صفت ۔ اور عالم لاہوت نظرِ رحمان کی صفت ہے پس ہر ایک میں اس کے مناسب حال و مقام ایک خاص صفت ہے چنانچہ نفس اس جہان کی طرف مائل ہوتا ہے ۔ جو شیطان کا مقام ہے ۔ اور دل بہشتِ جاودان کی طرف مائل ہوتا ہے ۔ روح رحمان اور پوشیدہ اسرار کا طالب ہوتا ہے ۔ جو نفس کی متابعت کرتا ہے وہ دوزخ میں جاتا ہے ۔ جو دل کی تابعداری کرتا ہے ، وہ بہشت حاصل کرتا ہے ۔ جو روح کی متابعت کرتا ہے اسے قرب الہٰی حاصل ہوتا ہے ۔ پھر مناسب موقعہ شیخ الاسلام شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہٗ العزیز نے کی حسب ذیل رُباعی زبانِ مبارک سے فرمائی ۔ رباعی

گر در رہِ تن روی جہنم نار است ۔۔۔ ور در رہِ دل روی بہشت دار است

ور در رہِ جاناں روی جاناں خواہی ۔۔۔ قصہ چکنم کہ حاصل است دیدار است

جب خواجہ صاحب یہ فوائد ختم کر چکے ۔ تو نماز میں مشغول ہوئے ۔ اور میں اور اور لوگ واپس چلے آئے ۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ؛

مجلس ۴

(فرض دائمی ۔ ذکر خفی ۔ ذکر جلی اور اس کی ماہیت کے بیان میں)

جب قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا اسوقت مولانا بدر الدین ۔ مولانا منہاج الدین ۔ میران سید محمد اور دوسرے عزیز حاضر خدمت تھے ۔ زبانِ مبارک سے فرمایا ۔ کہ اے درویش سالک کو یہی سمجھنا چاہیئے ۔ کہ اصلی زندگی وہی ہے ۔ جو یاد حق میں گذرے ۔ اور جو اس کے علاوہ ہے ۔ وہ بمنزلہ موت ہے ۔ پھر فرمایا ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔ کلّ نفسٍ یخرج بغیر ذکر اللہ فھو میّت ۔" جو دم یادِ الہٰی کے بغیر گذرے وہ مُردہ ہے ۔ زندگی وہی ہے ۔ جو یاد حق میں گذرے چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں ؎

زندگی نتواں گفت حیاتے کہ مرا است ۔۔۔ زندہ آنست کہ با دوست حیاتے دارد

پھر فرمایا ۔ کہ جب ایسی حالت ہے تو یاد حق سے غافل نہیں رہنا چاہیئے ۔ بلکہ ہر وقت اور ہر مقام میں اللہ تعالےٰ کو یاد رکھنا چاہیئے ۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے ۔ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا

وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰی جُنُوۡبِکُمۡ یعنے اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے وقت اللہ تعالےٰ کو یاد کرو۔ پس اے درویش! حکم یُوں ہے کہ دن رات دمبدم یادِ حق میں مشغول رہے۔ اور کوئی دم بھی غفلت سے بسر نہ کرے۔ پھر حسب حال یہ شعر پڑھا ؎

خوشوقت آں کساں کہ ہمہ روز تا بہ شب　　تسبیح وردِ شاں است ہمہ دوست دوست دوست

بعد ازاں فرمایا۔ کہ اس قسم کی یاد دائم الفرض یہ ہے۔ کہ ہر دم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ذکر کرتا رہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من لم یؤد الفرض الدائم لم یقبل اللہ فرض الوقت۔ یعنی جو شخص فرض دائمی ادا نہیں کرتا۔ اللہ تعالےٰ اس کے وقتی فرض کو قبول نہیں کرتا۔ چار فرض وقتی یہ ہیں۔ نماز۔ روزہ۔ حج اور زکوٰۃ۔ پانچواں دائمی فرض لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ پس طالب حق کو اس دائمی فرض سے غافل نہیں رہنا چاہیئے۔ چنانچہ شیخ الاسلام خواجہ مودود چشتی قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں ؎

مزن بے یاد مولا یک نفس را　　اگر در صومعۂ یا در کنشتی

پس انسان کو سانس لیتے وقت اور باہر نکالتے وقت ہر حالت میں ذاکر رہنا چاہیئے۔ تاکہ اس دائمی ذکر سے دل کی اصلاح ہو۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ لکل شئ مصقلۃ ومصقلۃ القلب ذکر اللہ تعالیٰ۔ یعنی ہر چیز کی کوئی نہ کوئی صیقل کرنیوالی چیز ہوتی ہے۔ سو دل کو صاف کرنیوالی چیز ذکر الٰہی ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ بعض درویش ایسے بھی ہیں۔ جن کی زبان ساکت ہوتی ہے۔ اور دل یاد الٰہی میں مشغول ہوتا ہے۔ چنانچہ خود کانوں سُن لیتا ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ میں نے سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کی زبان مبارک سے سُنا ہے۔ کہ ذکر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک خفی دوسری جلی۔ لیکن سالک کو پہلے جلی شروع کرنا چاہیئے۔ پھر خفی۔ ذکر جلی زبان سے تعلق رکھتا ہے۔ زبان سے ذکر جلی کی کثرت کرنی چاہیئے تاکہ اس کی کثرت سے خفی حاصل ہو۔ ذکر جلی کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے تین مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہے۔ اور چوتھی مرتبہ محمد رسول اللہ کہے۔ پھر پانچ مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہے۔ اور چھٹی مرتبہ محمد رسول اللہ کہے۔

پھر فرمایا۔ کہ ذکر کرنے وقت دونوں ہاتھ زانوؤں پر رکھے۔ اور سر کو بائیں طرف سے دائیں طرف جنبش دے۔ اور تصوّر یہ کرے۔ کہ جو چیز حق تعالےٰ کے سوا ہے۔ سب دل سے دُور کر دی ہے۔ جیسا کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں ؎

تا بجاروب لا نروبی دل را　　نرسی در مقامِ الا اللہ

پھر دائیں طرف سے بائیں طرف کو جنبش دے اور الا اللہ کہے! اور الا اللہ کہتے وقت یہ تصور کرے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ پھر اسم اللہ کے ذکر میں مشغول ہووے۔ اور اس قدر ذکر کرے۔ کہ اپنے کانوں سُن لے۔ یہ تو ذکر جلی کا طریقہ تھا۔ اب ذکر خفی کا طریقہ سُنئے۔ حضرت شیخ العالم خواجہ فرید الحق والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز لکھتے ہیں۔ کہ ذکر خفی میں دم بند کر کے ذکر کرے جب تنگ ہو۔ تو آہستہ سے ناک کی راہ سانس لے۔ منہ پھر بھی بند ہی رکھے۔ ایسا اشغال سے دل صاف ہو جاتا ہے دم کی رکاوٹ آگ کی تنگی سے بھی بڑھ کر ہے جس سے دل کے ارد گرد کی غلاظتیں جل کر خاک سیاہ ہو جاتی ہیں۔ اور دل صاف ہو جاتا ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ یہ بات کم کھانے اور رات کو جاگنے سے حاصل ہوتی ہے میں نے پوچھا کہ کس قدر کھانا چاہیئے فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے "ینبغی السالک تقلیل الطعام" یعنی سالک کو اعتدال سے کھانا کھانا چاہیئے۔ اگر دو روٹیوں کی بھوک ہو۔ تو ایک کھائے۔ اسقدر نہ کھائے۔ کہ سُستی پیدا ہو۔

پھر فرمایا۔ کہ حدیث میں آیا ہے "ان الحکمۃ لفی قلب الجائع ولو کان کافراً لا سیما اھل الایمان" یعنی بیشک حکمت بھوکے دل میں ہوتی ہے۔ خواہ وہ کافر ہی ہو۔ خاصکر اہل ایمان میں زیادہ ہوتی ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ سالک کو اکثر روزہ رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ روزے کی فضیلت بہت ہے۔ پھر اسی موقع کے مناسب یہ فرمایا۔ کہ شیخ الاسلام شیخ فرید الحق والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز فرماتے ہیں کہ سالک کے لئے یہ جاننا ضروری ہے۔ کہ جب تک تزکیہ۔ تصفیہ اور تجلیہ نہیں کرے گا۔ وہ کبھی کسی مقام پر نہیں پہونچ سکیگا۔ اور درویشی کے جوہر اس میں ظاہر نہیں ہونگے اس واسطے کہ یہ تزکیہ تصفیہ اور تجلیہ شریعت۔ طریقت اور حقیقت کے لئے ہوتا ہے۔ تزکیہ نفس سے شریعت حاصل ہوتی ہے۔ جو نماز ادا کرنے روزہ رکھنے اور دمبدم ذکر جلی میں مشغول ہونے پر منحصر ہے۔ تصفیہٗ دل سے طریقت حاصل ہوتی ہے۔ جو نماز ادا کرنے روزہ رکھنے اور دمبدم ذکر خفی کرنے پر ہے۔

پھر زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جب تجلیہ روح حاصل ہوتی ہے۔ تو سات گوہر جو دل خزانے میں ہیں روشن ہوتے ہیں پہلے گوہر ذکر روشن ہوتا ہے جس کی علامت یہ ہے۔ کہ موجودات کے کل وجود سے متنفر ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد گوہر عشق ظاہر ہوتا ہے جس کی علامت شوق اشتیاق۔ درد۔ اندوہ۔ حیرانی اور بیخودی ہے اور جس سے انسان اللہ تعالےٰ کی رضامندی چاہتا ہے۔ پھر گوہر محبت ظاہر ہوتا ہے۔ جس کی علامت دل کو محبت غیر سے خالی

کرنا اور ہر حالت میں رضائے حق پر راضی رہتا ہے۔ پھر گوہر سِرّ ظاہر ہوتا ہے جسکی علامت مواہبِ الٰہی سے واردات کی آگہی ہے۔ پھر گوہر روح ظاہر ہوتا ہے جس کی علامت یہ ہے کہ تمام چیزوں سے بے پرواہ ہوجاتا ہے +

پھر اسی موقع کے مناسب یہ فرمایا۔ کہ جب انسان اس مرتبے پر پہونچ جاتا ہے۔ تو حقیقت کے انجام پر پہونچ جاتا ہے۔ اور انوار تجلی سے متصف ہوجاتا ہے۔ اور اٹھارہ ہزار عالم کو اپنی دو انگلیوں میں دیکھتا ہے۔ جس میں قدرتِ حق کا تماشا کرتا ہے۔ اور جسقدر اس کے نصیب ہوتا ہے اس دریا میں غواصی کرتا ہے۔ اپنی طاقت کے موافق اس سے نصیبہ ملتا ہے انسان کو اس سعادت سے اپنے تئیں محروم نہیں رکھنا چاہئے۔ پھر حضرت سلطان المشائخ کے یہ اشعار زبانِ مبارک سے فرمائے ؎

تو بآں راہ نرفتہ از آں رہ نہ نمودند ورنہ رہِ ایں درگہ بر تو کشودند
جاں در رہِ دوست باز اگر بخواہی تو نیز چناں شوی کہ ایشاں بودند

جب خواجہ صاحب یہ فوائد ختم کر چکے۔ تو حجرے میں جاکر یادِ الٰہی میں مشغول ہوگئے اور میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک +

مجلس ۵

فرضی اور نفلی نمازوں کے اوقات اور اوراد وغیرہ کے بیان میں

جب قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ تو اس وقت مولانا محمد ساوی۔ مولانا منہاج الدین اور مولانا بدرالدین رحمۃ اللہ علیہم اور اور عزیز حاضر خدمت تھے۔ زبانِ مبارک سے فرمایا۔ کہ جو نماز وقت پر ادا کی جائے۔ اسکا وصف بیان نہیں ہوسکتا +

پھر فرمایا۔ کہ صلوٰۃ مسعودی میں امام محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے میں نے لکھا دیکھا ہے۔ کہ نماز وقت پر ادا کرنی چاہئے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ وقت مکروہ ہوجائے۔ اور نماز جائز نہ ہو +

پھر فرمایا۔ کہ میں نے حجۃ المسلمین میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ جو نماز وقت مقررہ پر ادا کیجائے۔ وہ معتبر اور مقبول ہوتی ہے۔ فریضہ نمازوں کے اوقات حسب ذیل ہیں۔ اوّل فجر صبح صادق سے سورج نکلنے تک۔ دوم ظہر۔ دن ڈھلنے سے سایہ دوچند ہونے تک۔ سوم عصر۔ خروج ظہر سے غروب آفتاب تک۔ چہارم شام غروب ہونے سے شفق زائل ہونے تک۔ پنجم عشا۔ خروج مغرب سے صبح صادق تک +

پھر فرمایا۔ کہ امام شافعی اور امام ابو یوسف علیہما الرحمۃ کے قول کے موافق نماز مغرب کا وقت

اسقدر ہے۔ کہ وضوء کرے۔ اور پانچ رکعت نماز ادا کرے۔ اور عشاء کا وقت شفق دُور ہونے سے لیکر صبح صادق تک ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ میں نے سلطان المشائخ حضرت شیخ نظام الحق والدّین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان گوہر فشاں سے سنا ہے۔ کہ جو نمازیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کی ہیں۔ وہ تین طرح ہیں۔ ایک وہ جو وقت کے متعلق ہیں۔ دوسری وہ جو سبب کے متعلق ہیں۔ اور نہ سبب کے۔ ہر روزہ نمازیں حسب ذیل ہیں۔ پانچ فریضہ اور تین نفلی۔ ایک چاشت کی۔ دوسری اوّابین بعد از شام۔ خواہ آٹھ رکعت ادا کرے۔ خواہ چھ۔ ایک اور نماز ہے۔ جو ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو ادا کی جاتی ہے۔ جو نمازیں سال میں ایک مرتبہ ادا کی جاتی ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔ دو عیدوں کی۔ تراویح کی۔ اور شب برات کی۔

پھر زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جن نمازوں کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ وہ وقت کے متعلق ہیں۔ جو سبب کے متعلق ہیں۔ وہ دو ہیں۔ ایک استسقاء کی۔ دوسری کسوف وخسوف کی۔ اور جو نماز نہ وقت کے متعلق ہے۔ نہ سبب کے وہ نماز تسبیح ہے۔ خواہ کسی وقت ادا کی جائے۔

پھر فرمایا۔ کہ جو شخص شکر یہاں عمل میں لانا چاہے اُسے یہ طریق اختیار کرنا چاہیئے۔ کہ سحر کے وقت تازہ وضو کرے۔ اور دوگانہ شکر ادا کرکے تین مرتبہ یہ آیت پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فسبحان اللہ حین تمسون وحین تصبحون ولہ الحمد فی السّمٰوات والارض وعشیّا وحین تظہرون یخرج الحی من المیّت ویخرج المیّت من الحی ویحی الارض بعد موتہا وکذٰلک تخرجون۔" پھر دو رکعت نماز سنّت صبح ادا کرے پہلی رکعت میں الم نشرح پڑھے دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد الم ترکیف اس نماز سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھے۔ "اللّٰھم زدنا نوراً وزد سرورنا وحضورنا وزد طاعتنا وزد نعمتنا ومحبتنا وزد عشقنا وزد شوقنا وزد ذوقنا وزد معرفتنا وحالتنا وزد حولنا وزد السنا وزد علمنا وزد حلمنا وزد قوّتنا بحرمت جمیع حروف القرآن وبحرمۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم برحمتک یا ارحم الرّاحمین" اور طلوع آفتاب تک اسوقت کو غنیمت سمجھے۔ پھر نماز اشراق ادا کرے۔ اور یاد الٰہی میں مشغول رہے۔ پھر چاشت کے وقت بارہ رکعت تین سلاموں سے اِس طرح ادا کرے۔ کہ پہلی چار رکعتوں میں چاروں "انا" پڑھے۔ پہلی رکعت میں "انّا اوحینا" دوسری میں "انا ارسلنا" تیسری میں "انّا انزلنا" اور چوتھی میں "انّا اعطینا" پڑھے۔ دوسری چار رکعتوں میں سے پہلی میں والشمس۔ دوسری میں واللّیل۔ تیسری میں والضحیٰ۔ اور چوتھی میں الم نشرح پڑھے۔ اور باقی کی چار رکعتوں میں چاروں قل پڑھے۔ پھر جب سایہ ڈھلے۔ تو چار رکعت نماز

فی الزوال ادا کرے۔ اور ظہر کی چاروں سنتوں میں چاروں قل پڑھے +

پھر فرمایا۔ کہ تحیۃ الاسلام میں میں نے لکھا دیکھا ہے۔ کہ جو شخص عصر کی نماز کے بعد پانچ مرتبہ سورۂ عم پڑھتا ہے۔ وہ حق تعالے کی محبت کا اسیر ہو جاتا ہے +

پھر فرمایا۔ کہ شیخ الاسلام خواجہ محمد چشتی قدس اللہ سرہٗ العزیز سے منقول ہے کہ نماز شام کے بعد بیس رکعت نماز اوابین ادا کرے۔ اور اس میں جو کچھ جانتا ہو پڑھے۔ اور پھر سر بسجود ہو کر تین مرتبہ یہ کہے "اللّٰھم ارزقنی توبۃ توجب محبتک فی قلبی یا محبب التوابین"۔ پھر دو رکعت "حفظ الایمان" اس طرح ادا کرے۔ کہ پہلی رکعت میں سات مرتبہ سورہ اخلاص۔ اور ایک مرتبہ سورۃ الناس اور فلق۔ اور دوسری رکعت میں بھی سات مرتبہ سورہ اخلاص ایک مرتبہ سورہ الناس پڑھے۔ پھر سر بسجود ہو کر تین مرتبہ کہے "یا حیّ یا قیوم ثبّتنی علے الایمان"۔ امید ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ایمان اس کے نصیب کریگا۔ اور اسکا جو دم گزریگا کفائت سے گذریگا +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ میں نے اسرار الاولیاء میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ جو شخص عشاء کے بعد دو رکعت نماز روشنائی چشم کے لئے اس طرح ادا کرے۔ کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد انّا اعطینا تین مرتبہ پڑھے۔ اور پھر سر بسجود ہو کر یہ کہے "متعنی بسمعی وبصری واجعلھما الوارث"۔ تو اس کی بینائی ایسی تیز ہو جاتی ہے۔ کہ دن کو ستارے دیکھنے لگتا ہے +

پھر فرمایا۔ کہ میں نے سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کی زبان مبارک سے سُنا ہے۔ کہ جو شخص آدھی رات کو اٹھکر تازہ وضو کرے۔ اور پھر چار رکعت صلوٰۃ العاشقین اس طرح ادا کرے۔ کہ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد تین مرتبہ آیۃ الکرسی پڑھے۔ اور دوسری رکعت میں فاتحہ کے بعد پانچ مرتبہ اخلاص۔ تیسری رکعت میں آمن الرسول تین مرتبہ۔ اور چوتھی رکعت میں اخلاص تین مرتبہ۔ پھر سلام کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھے۔ بسم اللہ الرحمٰن الوحید یا مسبب الاسباب ویا مفتح الابواب یا مقلب القلوب والابصار یا دلیل المتحیرین ارشدنی ویا غیاث المستغیثین اغثنی توکلت علیک یا رب افوض امری الیک یا رب ارجوک ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وایاک نستعین برحمتک یا ارحم الراحمین

پھر فرمایا کہ بیداری شب میں اختلاف ہے۔ بعض مشائخ رات کے پہلے حصہ میں بیدار رہتے ہیں اور بعض پہلے حصے میں سو جاتے ہیں۔ اور آدھی رات کو اٹھکر یاد الٰہی میں مشغول ہوتے ہیں۔ لیکن عمدہ طریقہ یہی ہے۔ چنانچہ شیخ المشائخ شیخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کی یہ عادت تھی۔ کہ آدھی رات کو جاگتے۔ مؤذن موجود ہوتا تھا اسی وقت عشا کی نماز ادا کرتے۔ پھر صبح صادق تک بیدار رہتے۔ اور سارا وقت قرآن شریف کی تلاوت۔ نماز۔ ذکر اور فکر میں

بسر کرتے +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ پہلے مشائخ نے اسی طرح کام کیا ہے۔ تب کہیں قرب الٰہی حاصل کیا ہے اگرچہ فیض الٰہی نازل تو ہوتا ہے لیکن اپنی طرف سے کما حقہٗ کوشش کرنی چاہیئے ؎

گرچہ ایزد دہد ہدایت دین　　سالک را اجتہاد باید کرد

نامۂ کان بحشر خواہی خواند　　ہم ازینجا سواد باید کرد

جب خواجہ صاحب یہ فوائد ختم کر چکے۔ تو نماز میں مشغول ہو گئے۔ اور میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک +

مجلس ۶

قرآن شریف کی تلاوت کے بارے میں ذکر ہو رہا تھا۔ جب قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اُس وقت اور اہل سلوک بھی حاضر خدمت تھے۔ زبانِ مبارک سے فرمایا۔ کہ اے درویش! قرآن شریف کی تلاوت کرنا تمام عبادتوں سے افضل اور بہتر ہے۔ دُنیا و آخرت اور جو کچھ بھی اُن میں ہے۔ سب سے بہتر قرآنی تلاوت ہے۔ جب صورت یہ ہے۔ تو انسان کو ایسی نعمت سے غافل نہیں ہونا چاہیئے۔ اور اپنے تئیں محروم نہیں رکھنا چاہیئے +

پھر فرمایا۔ کہ میں نے حجۃ الاسلام میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ جس دل میں قرآن شریف آتا ہے۔ وہ گُناہ اور حرص سے پاک ہو جاتا ہے +

پھر فرمایا۔ کہ میں نے حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کی زبانِ مبارک سے سُنا ہے کہ قرآن شریف کی تلاوت میں دو فائدے ہیں۔ ایک حفظِ چشم یعنی آنکھ کی روشنائی کبھی کم نہیں ہوتی۔ اور نہ آنکھ درد کرتی ہے۔ دوسرے ہر وقت کی تلاوت سے ہزار سالہ عبادت کا ثواب اعمالنامے میں لکھا جاتا ہے۔ اور اسی قدر بدیاں دُور کی جاتی ہیں +

پھر فرمایا۔ کہ مصباح الارواح میں مَیں نے لکھا دیکھا ہے۔ کہ جب حافظ قرآن فوت ہو جاتا ہے۔ تو اُس کی جان نوری قندیل میں ڈال کر ہزار بار انوار تجلّیٰ سے قرب الٰہی میں نصیب کرتے ہیں +

پھر فرمایا۔ کہ قیامت کے دن حافظِ قرآن (آمنا و صدّقنا) بہشت میں جائینگے۔ اور ہر ایک کو الگ الگ تجلّی ہوگی۔ چنانچہ کہتے ہیں۔ کہ قیامت کے دن تمام انبیاء اور اولیاء کو یکبارگی تجلّیٰ ہوگی۔ میں نے عرض کی۔ کہ اگر یاد نہ ہو سکے۔ تو دیکھکر پڑھنے کی بابت کیا حکم ہے فرمایا۔

اچھا ہے۔ اس میں آنکھوں کو بھی حظ حاصل ہوتا ہے۔ اور ہر حرف کے بدلے سو سال کی عبادت کا ثواب اُس کے اعمال نامہ میں لکھا جاتا ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ میں نے دلیل السالکین میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ جو شخص یہ چاہے۔ کہ مجھے حفظ نصیب ہو۔ تو اُسے سورہ یوسف ہمیشہ پڑھنی چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ اُس کی برکت سے حفظ آساں کے نصیب کرتا ہے۔

پھر فرمایا۔ کہ شیخ الاسلام شیخ معین الحق والشرع والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز سے منقول ہے۔ کہ شیخ الاسلام خواجہ ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن مجید حفظ نہ تھا۔ اس وجہ سے متردد خاطر رہتے تھے۔ ایک رات خواب میں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلّم نے پوچھا۔ کہ متحیّر کیوں رہتے ہو؟ عرض کی۔ کہ قرآن شریف حفظ کرنے کی خاطر۔ فرمایا۔ سورہ یوسف پڑھا کرو۔ انشاء اللہ حفظ ہو جائیگا۔ اور آخری عمر میں ہر روز پانچ مرتبہ قرآن شریف پڑھکر پھر کسی کام میں مشغول ہوتے۔

پھر فرمایا۔ اے درویش! شیخ الاسلام قطب الحق والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کو ابتداء میں قرآن شریف حفظ نہ تھا۔ اسوجہ سے آپ متردد خاطر رہا کرتے۔ ایک رات خواب میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر پائے مبارک پر سر رکھدیا۔ اور عرض کی۔ کہ میں کچھ التماس کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا۔ کہو۔ میں نے عرض کی۔ کہ مجھے قرآن شریف حفظ ہو جائے۔ فرمایا۔ سورہ یوسف یاد کر کے پڑھا کرو۔ آپ نے سورہ یوسف کو پڑھنا شروع کیا۔ تو تھوڑے عرصے میں اِس کی برکت سے قرآن شریف حفظ ہو گیا۔

پھر فرمایا۔ کہ جو شخص قرآن شریف حفظ کرنا چاہئے۔ وہ سورہ یوسف یاد کر کے پڑھا کرے انشاء اللہ تعالےٰ اس کی برکت سے باقی قرآن شریف بھی حفظ ہو جائیگا۔ جب خواجہ صاحب یہ فوائد ختم کر چکے۔ تو حجرے میں جاکر یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ اور میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

مجلس

محبّت کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ جب قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اس وقت مولانا بدر الدین مولانا منہاج الدین۔ مولانا مسادی اور میران سید محمد وغیرہ سب حاضرِ خدمت تھے زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ جس کو اللہ تعالےٰ سے محبّت ہے اسے غیر کی محبّت سے کیا واسطہ اسواسطے کہ جس دل میں اللہ تعالےٰ کی محبّت ہوتی ہے اس میں غیر کی محبّت نہیں رہتی۔

بعد ازاں فرمایا۔ کہ میں نے انیس الارواح میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ ایک مرتبہ کوئی بزرگ عالم

سُکر میں تھا اسی حالت میں اُس نے یہ کہا "لیس لی سواک ولا قلبی بغیرک راغب" یعنی تیرے سوا مجھے کچھ نصیب نہیں۔ اور نہ میرا دل تیرے غیر کی طرف راغب ہے +

پھر فرمایا۔ کہ محبت کا مقام تمام مقامات سے برتر ہے۔ اس مقام کے لائق وہی شخص ہوتا ہے۔ جو تمام مرادات سے فارغ ہو۔ اور جسے اللہ تعالے کی طلب کے سواء اور کسی بات کا شعور ہی نہ ہو +

پھر فرمایا۔ کہ میں نے حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والشرع والدین قدس سرہ کی زبان مبارک سے سُنا ہے۔ کہ محبت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک محبتِ ذات۔ دوسری محبت صفات۔ محبت ذات مواہب سے ہے۔ اور محبت صفات حاصل کی جاتی ہے۔ جو مواہب کے متعلق ہے اسے کسب و عمل سے کچھ تعلق نہیں۔ اور جو کسب کے متعلق ہے۔ اس کے لئے محنت کی جاسکتی ہے +

پھر فرمایا۔ کہ میں نے اسرار العارفین میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ جب مبتدی محبت کی مشق کرتا ہے تو چار چیزیں اُسے پیش آتی ہیں۔ یعنی خلق۔ دُنیا۔ نفس۔ اور شیطان۔ پس خلقت کے دُور کرنے کا طریقہ گوشہ گیری ہے۔ اور دُنیا کو دور کرنے کے لئے قناعت۔ اور نفس اور شیطان کے دفعیے کے لئے دمبدم اللہ تعالے سے التجا کرنی چاہئے۔ چونکہ یہ دونوں قدیمی دشمن ہیں اسلئے طالب کو اللہ تعالے کی محبت سے ورغلا کر غیر کی محبت میں لا ڈالتے ہیں +

پھر فرمایا۔ کہ میں نے مونس الارواح میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ ایک بزرگ نے خواجہ حسن بصری علیہ الرحمۃ سے پوچھا کہ آپ کتنے عرصے میں مقام محبت پر پہنچے۔ فرمایا تین دن میں پہلے روز دنیا کو ترک کیا۔ دوسرے روز آخرت کو۔ اور تیسرے روز میں مقام محبت پر پہنچ گیا۔ جب یہ بات رابعہ بصری علیہا الرحمۃ نے سُنی۔ تو فرمایا پہنچ تو گیا۔ لیکن دیر بعد۔ جب میں نے حقتعالے کی محبت طلب کی۔ تو پہلے قدم میں اپنے تئیں گُم کیا۔ دوسرے قدم میں آخرت کو۔ اور تیسرے قدم میں مقام محبت پر پہنچ گئی +

پھر فرمایا۔ کہ خاص محبت اس کا نام ہے۔ کہ محبوب چیز کو دوست کی خاطر ایثار کر دے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالے کی محبت کی خاطر اپنے فرزند کو قربان کرنا چاہا۔ تو حکم ہوا۔ کہ اے ابراہیم! تو ہماری دوستی میں ثابت قدم ہے اپنے بیٹے کو قربان نہ کر۔ ہم اس کے عوض بہشت سے ایک دُنبہ بھیجتے ہیں۔ اُس کی قربانی کر۔ اور بیٹے کو چھوڑ دے +

پھر خواجہ صاحب زار زار روئے۔ اور بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے۔ تو فرمایا۔ کہ محبت میں صادق وہ ہے۔ کہ اگر اُسے ذرہ ذرہ کر دیا جائے۔ یا آگ میں جلایا جائے تو ثابت قدم رہے۔

اگر ان حالتوں میں ثابت قدم نہ ہوگا۔ تو وہ محبت میں بھی ثابت قدم نہ ہوگا ۔

پھر فرمایا۔ کہ میں نے دلیل العاشقین میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ جب خواجہ منصور حلاج کو بازار میں لا کر سولی چڑھانے کا حکم ہوا۔ تو آپ خوش خوشی سولی چڑھ گئے اور خلقت کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ محبت اور عشق بازی کی دو رکعتیں ہیں۔ جن کا وضو اپنے خون سے کیا جاتا ہے سو بھی سولی پر چڑھ کر۔ رکعتان فی العشق الوضوء لا بد منہ۔ پھر جب خواجہ شبلی علیہ الرحمۃ نے آپ سے پوچھا۔ کہ محبت میں کمالیت کس بات کا نام ہے؟ فرمایا۔ یہ کہ ہاتھ پاؤں کاٹ کر سولی چڑھا دیا جائے۔ تو صدق سے اپنے خون سے محبوب کے لئے چہرہ سرخ کرے۔ پہلے روز اسے قتل کریں۔ دوسرے روز جلائیں۔ اور تیسرے روز خاکستر کو بہتے پانی میں پراگندہ کریں جو شخص یہ سب کچھ برداشت کرے۔ اور دم نہ مارے۔ تو سمجھو کہ وہ مقام محبت کے لائق ہے۔

پھر خواجہ صاحب زار زار روئے۔ اور نعرہ مار کر بیہوش ہو گئے۔ ہوش میں آکر فرمایا۔ کہ خواجہ منصور حلاج پر ہزار رحمت کہ وہ اس دنیا سے عشق و محبت میں ثابت قدم گیا ۔

پھر فرمایا۔ کہ میں نے حسب ذیل رباعی سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سنی تھی۔ رباعی۔

آنروز مباد کز تو بیزار شوم | یا باد گرے دریں جہاں یار شوم
گر بر سر کوئے تو مرا دار کنند | خود رقص کناں بر سر آں دار شوم

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مصر میں ایک دیوانہ تھا۔ جس کی گردن میں طوق اور زنجیر تھی۔ اور بیڑیاں پاؤں میں اسی حالت میں وہ قبرستان میں بیٹھا تھا۔ کہ شیخ الاسلام ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ پاس سے گذرے۔ تو فرمایا۔ کہ مرد خدا ذرا ادھر آنا جب آگے بڑھا تو پاس آکر کہا۔ جب آج رات یاد الٰہی میں مشغول ہو۔ تو دوست کو میرا یہ پیغام دینا۔ کہ میرا گناہ صرف یہی تھا۔ کہ میں نے ایک مرتبہ کہا تھا۔ کہ میں تجھے دوست رکھتا ہوں سو اس کے عوض تو نے مجھے طوق اور زنجیر اور بیڑیاں پہنائیں۔ مجھے تیرے عز و جلال کی قسم کہ اگر تو ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں کی مصیبتوں کو طوق بنا کر میرے گلے میں ڈالدے اور تمام جہان کو بیڑیاں بنا کر میرے پاؤں میں پہنا دے۔ تو بھی تیری محبت میرے دل سے ذرہ بھر کم نہ ہوگی۔ خواجہ صاحب اس بات پر زار زار روئے ۔

پھر یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مرتبہ کوئی بزرگ بیابان میں سے جا رہا تھا وہاں پر گرمی کے موسم میں دوپہر کے وقت ایک شخص کو پتھر پر ننگے پاؤں کھڑا دیکھا۔ جو آسمان کی طرف ٹکٹکی لگائے ہوئے حیران تھا۔ اس بزرگ نے اپنے دل میں کہا۔ کہ یا استغراق کیا ہی اعلیٰ

درج کیا ہے۔ جب آگے بڑھکر اپنی آنکھیں اس مرد کے قدموں پر رکھیں۔ تو اس نے ہوش میں آکر اس بزرگ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ کہ اے عزیز! بس کر۔ اتنا ہی کافی ہے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ میں تجھ سے گفتگو کروں۔ اور دوست کو غیرت آئے۔ اور تجھے میرے پاس رہنے دے۔ یہ کہکر پھر عالم تحیر میں محو ہو گیا +

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ محبت اور عزت ایک ہی درخت کا پھل ہیں جتنی محبت زیادہ ہو گی۔ اتنی عزت زیادہ ہو گی +

پھر عالم تحیر کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ عالم تحیر بہت اعلےٰ ہے۔ اس میں وہی محو ہوتا ہے۔ جس کے نصیب میں ہوتا ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ جس شخص کو عالم تحیر میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ وہ ہر وقت متحیر، مدہوش، اور قدرت حق کی آفرینش میں ہوتا ہے۔ اگر کھڑا ہے تو بھی دوست کی یاد میں۔ اگر بیٹھا ہے تو بھی اسی کی یاد میں۔ اگر لیٹا ہوا ہے۔ تو بھی دوست کی قدرت و عظمت کا تماشا کر رہا ہے۔ اگر بیدار ہے تو بھی دوست کے حجاب عظمت کے گرد ہے۔ پھر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر یہ رباعی مناسب حال فرمائی۔ رباعی۔

عاشق بہوائے دوست مدہوش بود   وز یادِ محبت خویش بیہوش بود
فردا کہ بہ حشر حیران باشند   نامِ تو درونِ سینہ در جوش بود

بعد ازاں فرمایا۔ کہ جب اہل تحیر صبح کی نماز ادا کرتے ہیں۔ تو سورج نکلنے تک وہیں ٹھیرے رہتے ہیں۔ اس سے انکا مقصود یہ ہوتا ہے کہ دوست کی نظر میں قبول ہو جائیں +

پھر فرمایا۔ کہ دلیل العارفین میں لکھا ہے۔ کہ ایک مرتبہ کوئی بزرگ عالم سکر میں آسمان کی طرف آنکھیں جمائے عالم سکر میں کھڑا تھا۔ اس حالت میں کیا دیکھتا ہے۔ کہ عرش سے کرسی اور کرسی سے عرش تک پوچھ رہا ہے۔ کہ تیری کیا حالت ہے؟ بزرگ یہ دیکھکر نعرہ مار کر بیہوش گر پڑا۔ جب ہوش میں آیا۔ تو پاس کھڑے ہوئے ایک مرید نے پوچھا۔ یا شیخ! یہ کیا حالت ہے؟ اور اتنا خوف کس وجہ سے ہے؟ فرمایا۔ اے عزیز! حیرانی معاملہ تحیر میں ہے۔ اس وقت میں عالم سکر میں تھا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ عرش کرسی سے اور کرسی عرش سے یہ سوال کرتی ہے۔ کہ تیرا کیا حال ہے؟ پس مجھے معلوم ہو گیا۔ کہ عرش سے فرش تک جو چیز پیدا کی گئی ہے وہ سب اوصاف الٰہی میں متحیر ہے اور عالم تحیر میں ہے اسی واسطے میں ڈر کے مارے کانپ اٹھا جب خواجہ صاحب اس بات پر پہنچے۔ تو آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ کہ حیرانی معاملہ تحیر میں ہے۔ پھر نظامی گنجوی علیہ الرحمۃ کا حسب ذیل شعر زبان مبارک سے

فرمایا ؎

نظامی ایں چہ اسرار است کز خاطر عیاں کردی	کسے از رمز جنبا ند زبان در کش زبان در کش

جب خواجہ صاحب نے یہ شعر پڑھا۔ تو میں نے آداب بجا لا التماس کی۔ کہ مجھے شیخ الاسلام حضرت خواجہ معین الدّین قدس اللہ سرہٗ العزیز کا قول یاد آیا ہے۔ اگر حکم ہو تو پڑھوں۔ فرمایا۔ پڑھو۔ نظم۔

از مطلع دل علم یک لمحہ از رخسار او	ذرہ ذرہ ہستیم در پردۂ انوار او
با آنکہ ذرات تنم ہر یک ہزاراں دیدہ شد	یک ذرہ ہم دیدہ نشد از پرتو رخسار او
حسنش چو آید جلوہ گر طاقت ندارد چشم سر	از دیدۂ دل کن نظر تا بنگری دیدار او
بگذار کوئے آب و گل تا بقصر جان و دل	با سرے خود متصل سرے ہم از اسرار او
اظہار حسن و لیرے ہے ہیں زہر مہ بیکسے	پیداست در ہر مظہرے آن حسن آن اظہار او
خواجہ کند در خود نظر اندیشہ ساز دار بشر	با زش کند زیر و زبر حیرانم اندر کار او
پر شد جہاں یکسر از وش نیک و بد مظہر از و	مومن از و کافر از و در قید لوز و نار او
ترسا سوکش بشتافتہ لو از چلیپا یافتہ	زلف تو برہم تافتہ آن حلقۂ زنار او
مسکین معین در یک غزل ہم خواند اسرار ازل	بشنو کلام لایزل در کسوت گفتار او

جب میں نے (مصنف کتاب) یہ غزل پڑھی۔ تو خواجہ صاحب زار زار روئے۔ اور فرمایا۔ کہ اے درویش! تجھے اچھی طرح یاد ہے۔ پھر بہت تعریف کی۔ اور یادرانی جبہ اور چار ترکی کلاہ عنایت فرمائے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ؎

شکرانہ ہزار دینار دہند	با شیخ گلیم ہر کرا بار دہند

پھر زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ دلوں کو بخوبی دیکھتا اور جانتا ہے۔ جو کچھ تو دیکھ رہا ہے سب اسی کا ظہور ہے۔ جب خواجہ صاحب ان فوائد کو ختم کر چکے۔ تو نماز میں مشغول ہو گئے۔ اور لوگ واپس چلے آئے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ؛

مجلس ۸

سماع وغیرہ کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ جب پائبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ اسوقت مولانا محمد مساوی مولانا محمد قیام الدّین اور مولانا بدر الدّین صاحب حاضر خدمت تھے۔ زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ میں نے حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والشرع والدّین قدس اللہ سرہٗ العزیز کی زبان مبارک سے سُنا ہے۔ کہ سماع کی چار قسمیں ہیں ۱۔ ایک حلال ۲۔ دوسری حرام۔ تیسری مکروہ۔ چوتھی مباح۔ پھر ہر ایک کی شرح یوں بیان فرمائی۔ کہ اگر صاحب وجد کا دل

اللہ تعالےٰ کی طرف زیادہ ہو۔ تو مباح ہے۔ اگر مجاز کی طرف ہو۔ تو مکروہ ہے اگر دل بالکل اللہ تعالےٰ کیطرف ہو۔ تو حلال ہے۔ اگر بالکل مجاز کیطرف ہو۔ تو حرام ہے +

پھر فرمایا۔ کہ جو آواز موزون ہے وہ کس طرح حرام ہو سکتی ہے۔ شیخ الاسلام خواجہ معین الحق والشرع والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز سماع کے بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ سماع ایک سِرِّ حق ہے چنانچہ فرماتے ہیں:۔ الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئٰئک الذین ھدٰھم اللہ واولئٰک ھم اولوالالباب۔ جب حیوانی خصلتیں جو ذاتِ عالم میں ہیں۔ اس کی ذات سے مبدّل ہو جاتی ہیں۔ اور انسانی خصلتیں اُس کے دل پر غالب آتی ہیں۔ تو عشق کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ اور ہیبت سے جنبش شروع ہوتی ہے اسوقت باطنی اسرار کا کشف اسے حاصل ہوتا ہے۔ جس کے ذوق سے وہ رقص کرنے لگتا ہے چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں ؎

گر عروس سبز پوش مرا رُخ بنماید　　لاجرم طاؤس دِل در رقص آید

اِسی کے مناسب ہندی زبان میں فرمایا ؎

سہاگ سُنھا کی ساساجن پیون ہو پایا　　رہی تا جوں سور جوں جیسہ گھر آیا

بعد ازاں فرمایا۔ کہ صحیح بخاری میں لکھا ہے۔ کہ ایک لونڈی ام المؤمنین عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے روبرو دف بجارہی تھی۔ اور گا رہی تھی امیرالمؤمنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منع فرمایا۔ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ انہیں منع نہ کرو اسی حالت میں رہنے دو۔ کیونکہ ہر قوم کی عید ہوا کرتی ہے +

پھر فرمایا۔ کہ عوارف میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ ایک مرتبہ میرے روبرو سرود کیا جارہا تھا۔ کہ اتنے میں رسُولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بغیر منع فرمائے بیٹھ گئے۔ امیرالمؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے آکر دیکھا۔ کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سرود سُن رہے ہیں۔ اور رو رہے ہیں۔ تو آپ بھی رونے لگے پھر امیرالمؤمنین عثمان اور علی رضی اللہ عنہما آئے۔ جب سرود سُنا۔ تو وہ بھی رونے لگے۔ پھر جب نماز کا وقت ہوا۔ تو ظہر کی نماز وضو کرکے ادا کی +

بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ کسی عالم نے حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الحقّ والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کی خدمت میں آکر کہا۔ کہ یہ کب جائز ہے۔ کہ مجمع میں دف اور بانسریاں بجائی جائیں سماع سُنا جائے اور صوفی رقص کریں۔ آپ نے فرمایا کہ سماع نہ تو مطلق حرام ہے اور نہ مطلق حلال ہے۔ اللہ تعالےٰ نے بعض کے لئے حلال کیا ہے۔

اور بعض کے لئے حرام جن کے لئے حرام ہے اُنہیں نہیں سُننا چاہیئے لیکن جن کے لئے حلال ہے انہیں کوشش کرنی چاہیئے۔ پھر فرمایا۔ کہ مزامیر (بانسریاں) وغیرہ کے بارے میں احتیاط اور منع کا حکم بیشک ہے۔ لیکن جب کوئی شخص اپنے مقام سے گرے۔ تو شرع میں گرے۔ اگر شرع سے بھی گر جائیگا۔ تو پھر اسکا کہیں ٹھکانا نہیں ٭

پھر فرمایا۔ کہ سماع دردمندوں کے لئے بمنزلہ علاج ہے۔ جس طرح ظاہری درد کے لئے علاج ہوتا ہے۔ اسی طرح باطنی درد کے لئے سماع کے سوا اور کوئی علاج نہیں۔ امام اعظم کوفی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے موافق شرع میں نفس کے ہلاک کرنیکا حکم نہیں آیا۔ اور نہ ہی جائز ہے۔ پس اِس قسم کا سماع پرغم اور اہل درد کے لئے مباح ہے اور بے دردوں اور اہل نفس وغیرہ کے لئے شریعت اور طریقت دونوں میں حرام ہے۔ جیسا شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

جہاں بر سماع است مستی و شور ولیکن چہ بیند در آئینہ کور

پریشان شود گُل بباد سحر نہ ہیزم کہ نشگافدش جز تبر

بعد ازاں مناسب موقعہ یہ حکایت بیان فرمائی۔ کہ اصفہان کے بادشاہ کا صرف ایک ہی لڑکا تھا جس سے وہ بہت پیار کیا کرتا تھا۔ ہر وقت اس کو نظر کے سامنے رکھتا۔ ایک دم کے لئے بھی جدا نہ کرتا۔ اتفاقاً ایک روز بادشاہ محل میں گیا ہوا تھا۔ لڑکے نے فرصت پاکر سیر کی ٹھانی راہ میں سرود کی آواز جو سُنی۔ تو نعرہ مار کر گھوڑے سے گر پڑا۔ خدمتگار ہاتھوں ہاتھ اُسے گھر لے آئے اُسے بیماری لاحق ہوگئی۔ مُلک بھر کے حکیموں کو بُلاکر تشخیص کرائی گئی۔ لیکن کچھ معلوم نہ ہوا۔ کہ مرض کیا ہے۔ سب نے متفق ہوکر کہا۔ کہ اس کی بیماری کا پتہ نہیں لگتا۔ اس بیماری کا اثر شہزادے پر یہ ہوا۔ کہ نہ کچھ کھاتا۔ نہ پیتا۔ نہ بولتا۔ بیہوش اور متحیر رہتا۔ جب کبھی ہوش سنبھالتا۔ صرف اتنا کہتا۔ کہ اندر دنہ جلتا ہے۔ یہ کہکر پھر بیہوش ہو جاتا۔ آخر وہ اسی مرض سے فوت ہو گیا بادشاہ نے کہا۔ کہ اس کا پیٹ پھاڑ کر دیکھو۔ کہ اسے کیا بیماری تھی۔ کیونکہ وہ یہی کہا کرتا تھا۔ کہ میرا اندر جل گیا۔ آخر جب پیٹ پھاڑا گیا۔ تو اُس میں سے ایک سُرخ پتھر نکلا۔ جب حکیموں اور طبیبوں کو دکھلایا گیا۔ تو سب نے متفق ہو کر کہا۔ کہ ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آتا کیونکہ اس کا ذکر طب کی کتابوں میں کہیں نہیں آیا۔ چونکہ بادشاہ کو شہزادے سے بڑی الفت تھی۔ کہا۔ کہ اس پتھر کے دو نگینے بناؤ۔ ہوا کہ ایک پہن لیا۔ اور دوسرا رکھ چھوڑا۔ جب چند روز بعد ماتم سے فارغ ہوا۔ تو ایک روز سرود سُن رہا تھا۔ کہ وہ نگینہ پگھل کر خون بن گیا۔ یہ دیکھکر حیران رہ گیا۔ طبیبوں اور حکیموں کو بُلاکر وجہ دریافت کی انہوں نے کہا اے بادشاہ تیرا لڑکا عاشق تھا ہمیں یہ معلوم

نہ تھا۔ اور نہ ہم کہتے کہ اسے راگ سناؤ۔ اگر سرود سنایا جاتا۔ تو یہ پتھر اس کے شکم میں پگھل کر خون بنجاتا۔ اور اسے صحت ہو جاتی ؎

خرم تنے کہ جاں بدہد از برائے یار — اقبال آں سرے کہ شود پائمال دوست

بادشاہ نے حکم دیا۔ کہ دوسرا نگینہ خزانے سے لایا جائے۔ جب لایا گیا۔ تو ہاتھ میں پہنکر قوالوں کو سرود کا حکم دیا۔ جب سرود شروع ہوا۔ تو لوگوں کی نگاہیں اس نگینے پر جمی ہوئی تھیں۔ سرود کی آواز سے نگینہ پگھلنے لگا۔ اور دیکھتے دیکھتے خون بنگیا۔ بعد ازاں خواجہ صاحب نے فرمایا کہ اس حکایت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سماع دردمندوں کا علاج ہے ؛

پھر فرمایا۔ کہ اگر انسان صاحب ذوق و درد ہے۔ تو قوال کا ایک شعر ہی اس کے لئے کافی ہے۔ خواہ وہ بانسریاں وغیرہ ہوں یا نہ ہوں لیکن جسے ذوق و درد کی خبر ہی نہیں۔ اس کے روبرو خواہ کتنے چنگ۔ دف اور مزامیر بجائے جائیں اس پر کچھ اثر نہ ہوگا پس معلوم ہوا۔ کہ یہ کام درد کے متعلق ہے۔ نہ کہ ساز و سامان کے۔ جب خواجہ صاحب یہ بیان کر چکے۔ تو ایک آدمی نے قوال کی طرف اشارہ کیا۔ کہ عزیز حاضر ہیں۔ کچھ کہو۔ جب قوال نے سماع شروع کیا۔ تو مولانا محمد مسادی اور مولانا بدرالدین اُٹھ کر رقص کرنے لگے۔ ظہر کی نماز سے عصر کی نماز تک رقص کرتے رہے۔ قوالوں نے یہ قصیدہ گایا تھا ؎

عشق در پردہ مے نوازد ساز — عاشق کو کہ بشنود آواز

ہر نفس نغمۂ دیگر سازد — ہر زماں زخمۂ کند آغاز

ہمہ عالم صدائے نغمۂ اوست — کہ شنید ایں چنیں صدائے دراز

رازِ او از جہاں بروں افتاد — خود صدا کے نگاہ دارد راز

سرِّ او ہر زماں ھر روز — خود تو بشنو کہ من نیم غماز

جب سماع ختم ہوا۔ تو عصر کا وقت تھا۔ وضو کر کے نماز ادا کی گئی۔ پھر خواجہ صاحب جماعتخانہ کے صحن میں بیٹھے مولانا منہاج الدین۔ مولانا قیام الدین۔ اور اور عزیز حاضر خدمت تھے کمال نام قوال نے پھر سرود شروع کیا۔ خواجہ صاحب رقص کرنے لگے! اور رونے لگے۔ جس کا اثر حاضرین پر بھی ہوا۔ جب سماع ختم ہوا تو سارے عزیزوں نے خواجہ صاحب کی قدمبوسی کی۔ قوالوں نے یہ قصیدہ گایا تھا ؎

غم کہ تو دارم بہ پیش کہ گوئیم — دوائے دل دردمند از کہ جوئیم

اگر کشتہ گردم بشمشیر عشقت — بہ پیشِ کس ایں ماجرا را نگوئیم

طبیبم تو باشی علاج از کہ خواہم — اسیر تو باشم خلاص از کہ جوئیم

زسعدی چہ جویم کہ گویم چہ جویم غمے کز تو دارم بہ پیش کہ گویم

عصر کی نماز سے لیکر تہجد کی نماز تک خواجہ صاحب رقص کرتے رہے جب نماز کا وقت ہوتا تو وضوء کر کے ادا کر لیتے۔ اور پھر مشغول ہو جاتے۔ الحمد للہ علےٰ ذالک +

بعد ازاں ایام بیض کے بارے میں زبانِ مبارک سے فرمایا۔ کہ جب آدم علیہ السلام کو بہشت سے دنیا میں بھیجا گیا۔ تو جناب کا سارا وجود مبارک سیاہ ہو گیا۔ جب اللہ تعالےٰ نے آپ کی دعاء قبول نہ فرمائی۔ تو حکم ہوا کہ ہر مہینے کی تیرھویں چودھویں اور پندرھویں کو روزہ رکھا کرو پہلے روز جب روزہ رکھا۔ تو تیسرا حصہ وجود سفید ہو گیا۔ دوسرا روزہ رکھنے سے دوسری تہائی بھی سفید ہو گئی۔ اور تیسرے روز سارا وجود سفید ہو گیا +

بعد ازاں اس موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ میں نے دلیل العارفین میں لکھا دیکھا ہے۔ کہ ایک مرتبہ کسی آدمی نے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے ایام بیض کے بارے میں پوچھا۔ تو فرمایا کہ ہر مہینے کی تیرھویں۔ چودھویں اور پندرھویں کو روزہ رکھنا ایسا ہے کہ گویا وہ سارا سال روزہ رکھتا ہے +

پھر فرمایا۔ کہ میں نے حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والشرع والدین قدس اللہ سرہُ العزیز کی زبان مبارک سے سُنا ہے کہ شیخ الاسلام خواجہ محمد چشتی قدس اللہ سرہُ العزیز کے اوراد میں لکھا ہے۔ کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جو شخص ہر مہینے میں تین روزے رکھتا ہے۔ گویا وہ سال تمام روزے رکھتا ہے۔ اور قیامت کے دن (آمنا وصدقنا) ستر آدمی اُس کی خاطر بخشے جائینگے۔ اور جب قبر سے اسکا حشر ہو گا۔ تو اُسکا چہرہ چودھویں کے چاند کیطرح روشن ہو گا۔ جب خواجہ صاحب یہ فوائد ختم کر چکے۔ تو حجرے میں جا کر یادِ الٰہی میں مشغول ہوئے اور میں اور اور لوگ واپس چلے گئے۔ الحمد للہ علےٰ ذالک +

مجلس ۹

کھانا کھلانے کی فضیلت کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ جب قدمبوسی کا شرف حاصل ہوا تو اسوقت مولانا زین الدین۔ مولانا بدر الدین اور مولانا منہاج رحمۃ اللہ علیہم اور اور عزیز حاضرِ خدمت تھے۔ زبانِ مبارک سے فرمایا۔ کہ بھوکوں کو کھانا کھلانا ہر ایک مذہب میں پسندیدہ ہے۔ اور اس سے بڑھکر کوئی سعادت نہیں۔ کہ بھوکوں کو سیر کیا جائے۔ اور انہیں آرام دیکر اُن کے دل راضی کئے جائیں +

پھر فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے شیخ الاسلام ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا۔

کر مجھے دکھائیں۔ کہ حقتعالے کی کتنی راہیں ہیں۔ فرمایا موجودات کے ہر ذرہ کی تعداد کے برابر لیکن ان میں سب سے نزدیک کی راہ لوگوں کے دلوں کو آرام پہنچانا ہے +

پھر فرمایا۔ کہ دلیل السالکین میں لکھا ہے۔ کہ ایک مرتبہ خواجہ حسن بصریؒ اور رابعہ بصریؒ ایک ہی جگہ بیٹھے تھے۔ اور سلوک کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ رابعہ بصریؒ نے پوچھا۔ کہ اس راہ میں کمالیت کس بات کا نام ہے۔ خواجہ صاحب نے پانی پر مصلا بچھا نماز ادا کی۔ بعد ازاں خواجہ حسن بصریؒ نے فرمایا۔ رابعہ! یہ مثل ہے۔ کہ اگر تو پانی پر چلیگا۔ تو تنکا ہے۔ اگر ہوا میں اُڑیگا تو مکھی ہے۔ اگر کسی دل کو راضی کریگا۔ تو کچھ ہوگا +

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ ایک مرتبہ کچھ قلندر سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والشرع والدین قدس اللہ سرہٗ العزیز کی خدمت میں آئے۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ یا شیخ! براہِ مہربانی مجھے کوئی کرامت دکھائیگا۔ خواجہ صاحب نے خادم کو کھانا لانیکا حکم دیا جب کھانا لایا گیا۔ اور قلندروں کو دیا گیا۔ تو اس قلندر نے پھر کہا۔ کہ یا شیخ! میں کھانے کو کیا کروں۔ مجھے کوئی کرامت دکھائیں۔ خواجہ صاحب نے فرمایا۔ برخوردار! یہی کھانا ہی کرامت ہے سامنے کھالے۔ اس سے بڑھکر اور کوئی کرامت نہیں۔ جب قلندروں نے یہ بات سُنی۔ تو آداب بجالائے۔ اور کھانا کھا کر چلے گئے +

پھر فرمایا۔ کہ حجۃ الاسلام میں لکھا ہے۔ کہ جب صحابہ کرام رضٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ تو کچھ نہ کچھ کھا کر وہاں سے جاتے +

پھر فرمایا۔ کہ انس بن مالک روایت فرماتے ہیں۔ کہ کسی شخص نے جناب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ کہ خدا کی راہ میں روٹی دینا بہتر ہے یا سو رکعت نماز ادا کرنی۔ فرمایا روٹی دینا بہتر ہے۔ پھر پوچھا۔ کہ مسلمانوں کی حاجت پوری کرنا بہتر ہے۔ یا سو رکعت نماز ادا کرنی۔ فرمایا۔ مسلمان کی حاجت کو پورا کرنا بہتر ہے +

پھر فرمایا۔ کہ کوئی چیز افضل اور بڑھکر اس سے نہیں۔ کہ کسی کے دل کو راحت پہنچائی جائے یہ سب عبادتوں سے افضل ہے۔ جب خواجہ صاحب ان فوائد کو ختم کر چکے۔ تو نماز میں مشغول ہوگئے۔ اور میں اور اور لوگ واپس چلے آئے۔ الحمد للہ علے ذالک +

مجلس ۱۰

دُنیا کو ترک کرنے کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ جب پابوسی کا شرف حاصل ہوا تو اور عزیز بھی حاضر خدمت تھے مثلاً مولانا منہاج الدین۔ مولانا قیام الدین اور مولانا بدر الدین علیہم الرحمۃ زبانِ مبارک سے فرمایا۔ کہ اے درویش! اہل دنیا کے گھر میں کسی قسم کی راحت نہیں۔ اگر ہے

تو فقیر کے گھر میں ہے کیونکہ دُنیا پر اللہ تعالےٰ کی ناراضگی ہے +

پھر فرمایا کہ راہ سلوک میں جب تک درویش محبت کے صقلہ سے دُنیاوی زنگار دلی آئینے سے صاف نہ کریں اور ذکر الٰہی سے مانوس نہ ہو جائیں۔ اور غیر کی ہستی کو بیچ میں سے مٹا نہ دیں۔ وہ کبھی خدا رسیدہ نہیں ہو سکتے۔ اگر ایسا نہ کریں۔ تو حقتعالےٰ سے یگانہ نہیں ہو سکتے +

پھر فرمایا۔ کہ میں نے حضرت سلطان المشائخ شیخ نظام الحق والشرع والدین قدس اللہ سرہ العزیز کی زبان مبارک سے سُنا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ وَتَرْکُ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ عِبَادَۃٍ" یعنی دنیا کی دوستی تمام گناہوں کی جڑ ہے اور دُنیا کا ترک تمام عباد توں کا سر ہے +

بعد ازاں فرمایا۔ کہ زاد المحسنین میں لکھا ہے۔ کہ تمام بدیاں ایک مکان میں جمع کر کے اُس کی چابی دنیاوی محبت کو بنایا ہے اور تمام نیکیاں ایک مکان میں اکٹھی کر کے اُسکی چابی دُنیاوی ترک کو بنایا ہے +

پھر فرمایا۔ کہ شیخ الاسلام عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالے میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اور بندے کے درمیان دُنیا سے بڑھکر کوئی حجاب نہیں۔ اسواسطے کہ جسقدر دُنیا سے دل لگائیگا اُسی قدر حق تعالےٰ سے دُور رہیگا +

پھر فرمایا کہ ایک حکیم چند روز بھوکا رہا۔ کچھ نہ کھایا پیا۔ جب پانی کے کنارے پہنچا۔ تو وہاں انگور کے پتے توڑ توڑ کر کھانے شروع کئے اُسی وقت ایک اہل دُنیا نے گھوڑے سے اُتر کر اُسکی بڑی تعظیم و تکریم کی۔ اور کہا۔ کہ اگر آپ ہمارے بادشاہ کی ملازمت کریں۔ تو پتے کھانے سے بچ جائیں۔ حکیم نے کہا۔ کہ اگر تو پتوں پر قناعت کرے۔ تو بادشاہ کی صحبت اور دُنیاوی آرزوؤں سے تیری خلاصی ہو جائے +

پھر اسی موقعہ کے مناسب فرمایا۔ کہ راہ سلوک میں درویش وہی کہلا سکتا ہے جس کے دل میں یاد حق کے سواء اور کوئی خیال نہ آئے! اور نہ کسی اور چیز میں مشغول ہووے اور نہ ہی اہل دُنیا سے میل جول رکھے۔ میں نے التماس کی۔ کہ بندہ نے چند فوائد اپنے فائدے کے لئے لکھے ہیں۔ ورنہ اس بیچارے کی کیا مجال ہے۔ کہ کوئی کتاب تالیف کر سکے۔ فرمایا۔ اس سے بہتر اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ جو کچھ اپنے شیخ کی زبان سے سُنے اُسے قلمبند کرلے۔ خود بھی اس سے فائدہ اٹھائے! اور دوسروں کو بھی پہنچائے۔ اسواسطے کہ میں نے اپنے شیخ صاحب کی زبان مبارک سے سُنا ہے کہ رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ "اخیر الخیر الخیر المتعدی" یعنی سب سے عمدہ نیکی وہ ہے۔ جس سے خود بھی فایدہ اٹھائے اور دوسروں کو بھی پہنچائے + فقط۔

تمام شد

(حکیم محمد امین قریشی فاروقی از ساہو کے ضلع گوجرانوالہ)

کلید دانش

یہ کتاب تصنیف حضرت اشرف علی صاحب میں سے ہے۔ اس میں حضرت نے تصوف کے بعض مسائل سوال و جواب کے پیرایہ میں لکھے ہیں۔ جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ تصوف میں لاجواب کتاب ہے۔ قیمت ۴ر

مثنوی مُرادُالعاشقین

یہ مثنوی زلیخا ملّا جامی کے بحر میں حضرت قدوۃ السالکین سید مراد علی شاہ صاحب کی اعلیٰ تصنیفات میں سے ہے۔ یہ ایسی دلچسپ اور مقبول موثر نظم ہے کہ اگر خوش الحان شخص پڑھے تو سامعین فوراً وجد میں آجاتے ہیں اور جوش محبت سے اُن پر رقت طاری ہو جاتی ہے۔ درد مند دل اور عاشقان الٰہی کے لئے تو گویا خدا سے ملنے کا زینہ ہے۔ قیمت ۔۔۔۔۔۔ ۶ر

مقاصد السالکین

یہ کتاب جو طالب مولیٰ کے لئے بے نظیر رہنما ہے حضرت خواجہ ضیاء اللہ علیہ الرحمۃ نقشبندی کی تصنیف لطیف میں سے ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ اخلاق محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور شریعت کی تابعداری سے پُر ہے۔ یہ کتاب فارسی زبان عجب دلکش پیرایہ میں لکھی گئی ہے۔ اور یہ وہی کتاب ہے۔ جس کو جناب خواجہ خواجگان حضرت نور محمد صاحب تیراہی نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ ہر وقت اپنے مطالعہ میں رکھتے تھے۔ یہاں تک بلکہ جناب کو اس کتاب سے محبت تھی۔ کہ حضور علیہ الرحمۃ رات کو بوقت خواب اپنے سینہ مبارک پر رکھ کر آرام فرمایا کرتے تھے۔ چونکہ نیاز مند کو حضور علیہ الرحمۃ کے سلسلہ سے دعویٰ غلامی ہے اور یہ نعمت عظمیٰ نہایت تلاش اور تجسس سے ملی اللہذا فائدہ عوام کے لئے عام فہم اُردو میں ترجمہ کر دیا ہے۔ قیمت ۔۔۔۔۔۔ ۹ر

لکچر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

یعنی امام غزالی صاحب علیہ الرحمۃ کے خیلالات و تحقیق مذہب کی دلچسپ اور تقریباً ۵۰۰ھ کی تصنیف ہے۔ نہایت خوبی سے اُردو زبان ترجمہ کیا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی اس کے اصل کتاب بھی چھپی ہے۔ تاکہ جس شخص کو اُردو میں مغالطہ پڑے۔ وہ اصل کتاب عربی سے مقابلہ کر کے تصحیح کر لے۔ قیمت دس آنے ۔۔۔۔۔۔ ۱۰ر

سلسلہ تصوف نمبر ۲۷

اردو ترجمہ رسالہ نقشبندیہ

مسمّٰی بہ

مفتاح اللطائف

از تصنیف لطیف

قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین جناب فیضمآب خواجہ محمد اسلم بن خواجہ جلال الدین

قدس سرہٗ

جسے

اللہ والے کی قومی دکان ملک چنن الدین ملک فضل الدین ملک گمنی

تاجر کتب قومی

منزل نقشبندیہ کوچہ گلے زئیاں

بازار کشمیری لاہور نے

بصرفِ زرِ کثیر نہایت محنت سے ترجمہ کرا کر شائقین علم تصوف کے لئے

تعلیمی پرنٹنگ پریس لاہور میں چھپوا کر شایع کیا

بار چہارم

فہرست مضامین رسالہ نقشبندیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا علیٰ سواء الطریق والصلوٰۃ والسلام
علیٰ رسولنا بالصدق والتحقیق وعلیٰ اصحابہ العظام واٰلہ
الکرام والتابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین ۔

تمام ستائشوں کے لائق تو وہی ذات ہے جس نے ہم کو سیدھی راہ بتائی
اور رحمت اور سلام ہو ہمارے رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر جو سچے اور صادق ہیں اور
آپ کے بزرگ دوستوں اور آل و تابعین پر خوشی ہو خداوند تعالیٰ کی۔ بعد اس کے
کہتا ہے فقیر حقیر پر تقصیر محمد اسلم بن شاہ جلال خاں مؤلف اس رسالہ
نقشبندیہ کا جو مسمّٰی مفتاح اللطائف ہے کہ یہ رسالہ چند فصلوں میں
ہے جن میں بیان وظیفوں اور ذکر و لطیفوں و مقامات عالیہ نقشبندیہ کا ہے۔
اور خاتمہ میں شجرہ طیبہ متبرکہ لکھا گیا ہے تاکہ صادق الیقین اور سچے طالب و مضبوط
سالک بہرہ مند ہوں وباللہ التوفیق وعلیہ التکلان اللھم ارنا الحق حقا و
ارزقنا اتباعہ و ارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ (اور اللہ ہی کے ساتھ
توفیق ہے اور اسی پر توکل ہے اے اللہ دکھلا ہم کو حق ٹھیک ٹھیک اور روزی کر
ہم کو اسکی اطاعت کی اور دکھا ہم کو جھوٹھ کو جھوٹھ اور روزی کر ہمارے بچنا اس سے

اے بیچی فاطمہ پہلی منزل شریعت اور اس میں مرتبہ عبودیت کا ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ اور نہیں پیدا کیا ہم نے جنوں اور انسانوں کو مگر واسطے عبادت کے پس پیدائش انسان کی تو عبادت کے لئے ہی ہے تاکہ میری عبادت کرے اور میری طرف توجہ لائے۔ اور سیدھا راستہ پائے جس نے عبادت کی نعمت سے حصہ نہ پایا خسارہ اور ٹوٹا حاصل کیا۔ وَمَنْ كَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِیْلًا اور جو آدمی اندھا ہے دنیا میں معرفت خدا سے وہ اندھا ہوگا قیامت کے دن دیدار خدا سے اور وہ بہت بھولا ہوا ہے سیدھے راستہ سے۔

وَجَاءَ فِی حَدِیْثِ النَّبِیِّ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَمَا تَعِیْشُوْنَ تَمُوْتُوْنَ وَكَمَا تَمُوْتُوْنَ تُبْعَثُوْنَ وَكَمَا تُبْعَثُوْنَ تُحْشَرُوْنَ (فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ جس حال میں تم ہو گے اسی میں مرو گے جس حال میں تم مرو گے اسی حال میں اٹھائے جاؤ گے اور جس حال میں اٹھائے جاؤ گے اسی حال میں تمہارا حشر ہوگا)۔

پس شریعت کے لغوی معنی شروع کرنے کے ہیں یعنی رجوع کرنا بوسیلہ عبادت کے حق تعالیٰ کی طرف جیسا کہ صاحب شرع رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسَةِ اَشْیَاءَ (پانچ چیزوں پر اسلام کی بنا ہے) اول کلمہ شریف پڑھنا۔ دوم نماز کا ادا کرنا۔ سوم روزے رمضان شریف کے رکھنے چہارم اگر صاحب نصاب ہو تو زکوٰۃ دینی۔ پنجم اگر طاقت حج کی رکھتا ہے تو حج کرنا۔ اور ہمیشہ احکام شرعیہ پر محکم و مضبوط رہنا۔ ایک بال بھر ایک ذرہ کے مقدار تجاوز و تفاوت نہ کرنا۔ فرض و واجبات اور سنن و مستحبات کو بجالانا۔

پس جو کام موافق شرع کے ہے اُس کو اختیار کرنا اور جو مخالف شرع ہے اُس کو ترک کرنا راہ مستقیم یہی ہے ؂

پس اے سچے طالب جان کہ سرورِ کائنات خلاصۂ موجودات نے فرمایا ہے الدنیا مزرعۃ الآخرۃ ؂

همچنین گفته است پیر معنوی | اے برادر آنچه کاری بدروی
از مکافات عمل غافل مشو | گندم از گندم بروید جو ز جو

دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ مولانا مولوی رُوم علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے برادر جو کچھ تو بوئیگا سو کاٹیگا۔ مکافات عمل سے غافل مت ہو گیہوں سے گیہوں اور جو سے جو اُگتے ہیں ؂

پس اے طالب جان تو کہ شریعت مثل کشتی اور طریقت مانند دریا کے اور حقیقت مثل سیپ کے اور معرفت مانند موتی کے ہے۔ کما قال علیہ السلام الشریعۃ کالسفینۃ والطریقۃ کالبحر والحقیقۃ کالصدف والمعرفۃ کالدر فمن اراد الدر یرکب السفینۃ ثم شرع فی البحر یصل الی الدر ومن ترک ھذہ الترتیب لم یصل الی الدر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شریعت مثل کشتی کے ہے اور طریقت مثل دریا کے اور حقیقت مثل سیپ کے و معرفت مانند موتی کے پس جو شخص موتی لینے کا ارادہ رکھتا ہے سوار ہو کے کشتی پر اور پیچ دریا میں حاصل کریگا موتی کو اور جس نے چھوڑ دیا اس ترتیب کو ہرگز موتی نہ پائیگا ؂

کشتی نشستگانیم اے بادِ شرطہ برخیز
باشد کہ باز بینیم آں یارِ آشنا را

ے شریعت را مقدم دار اکنوں | طریقت از شریعت نیست بیروں
کسے کو در شریعت راسخ آید | طریقت راہ بر بے خود کشاید

ے چونکہ از سیل فنا بنیاد ہستی برکند
چوں ترا نوح است کشتیبان ز طوفاں غم مخور

قال علیہ السلام الشریعت اقوالی و الطریقۃ افعالی والحقیقۃ احوالی والمعرفۃ اسراری ے

احکام شریعت ہمہ اقوال من است | اسرار طریقت ہمہ احوال من است
بیروں ز من حقیقتے دیگر نیست | عالم تفصیل و آدم اجمال من است

اے طالب جان کہ شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت چار مرتبہ ہوئے اور طریقت، حقیقت، معرفت، شریعت سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔

شریعت مانند دودھ کے اور طریقت مثل دہی اور حقیقت مثل مکھن کے اور معرفت مانند روغن (گھی) خالص کے ہے اگر دودھ نہ ہو تو یہ تینوں کہاں سے بن سکیں۔

معرفت میں تین مرتبے پیدا ہوتے ہیں وہ احدیت، وحدت، احدیت اور واحدیت واحدیت کی دونوں سے مشتق ہیں۔ فی الحقیقت مرتبہ احدیت تمام مراتب کی جائے صدر رہنے کی نشا ہے پس تمام سات مرتبے ہوئے اور سالک کی بھی سات ہی منزلیں ہیں۔ اول ناسوت، دوسری ملکوت، تیسری جبروت، چوتھی لاہوت، پانچویں ہاہوت، چھٹی یاہوت، ساتویں ذات البحت اور امہات صفات باری تعالےٰ عزوجل بھی سات ہیں۔ الحی، القدیر، المرید، السمیع، البصیر، العلیم

الکمیلیہ اور ارواح بھی سات ہیں اور وجود آدمی میں نفس بھی سات ہیں اور جوہر بھی انسان میں سات ہیں۔ افلاک بھی سات ہیں، فلک قمر، فلک عطارد، فلک زہرہ، فلک شمس، فلک مریخ، فلک مشتری، فلک زحل۔ اور زمین کے طبقہ بھی سات ہیں، اقالیم بھی سات ہیں صفت ایمان بھی سات۔ شرط ایمان سات، اندام سجدہ سات، واجبات شریعت سات اور طواف بیت اللہ سات۔ لطائف نقشبندیہ عالیہ بھی سات ہیں ۔

لطیفہ اول قلب۔ لطیفہ دوم روحی۔ لطیفہ سوم سری لطیفہ چہارم سر السری۔ لطیفہ پنجم خفی۔ لطیفہ ششم اخفی لطیفہ ہفتم قدسی۔ انشاء اللہ آگے ہم ہر ایک کی شرح کرینگے ۔

فصل اول۔ دربیان طلب مرشد

پس جان اے طالب صادق۔ اول طالب کو مرشد کامل طلب کرنا چاہیے۔ جو پیشوا شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت کا رکھتا ہو تاکہ وہ تجھ کو راستہ دکھلائے کہ اول الطلب الرفیق ثم الطریق اور مرشد کامل کے وسیلہ سے اس راہ میں قدم رکھے۔ کما قال اللہ تعالیٰ عزوجل یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلة (جیسا کہ خداوند کریم نے فرمایا ہے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو ڈرو اللہ سے اور اس کی طرف وسیلہ پکڑو ۔

بڑا وسیلہ اور بزرگ دوست اس راہ میں فرمان جمیل ہے اور وسیلہ حقیقی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو شفیع المذنبین ہیں اور چھوٹا وسیلہ

مرشد کامل ہے جو تجھ کو راہ راست پر چلاتا ہے ؎

نباشد مبتدی را ہیچ بہ زیں
کہ پیرے را بجوید رہبر دیں

کما قال علیہ السلام من لا شیخ لہ فشیخہ شیطان ؎

ہر آں کارے کہ بے استاد باشد
یقین است او کہ بے بنیاد باشد

؎ اے بیخبر بکوش کہ صاحب خبر شوی
تا راہ رو نباشی کے راہبر شوی

پس طالب کو چاہیے بلکہ لازم ہے کہ اول علم ظاہری حاصل کرے ؎

قرآں بخواں تفسیر ہم آموز خط صرف و لغت
نحو و معانی با بیاں کلام و ہم فقہ و خبر

قال علیہ السلام کن عالماً او متعلماً ولا تکن ثالثاً بعدہٗ علم باطن

فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ ہو تو عالم یا طالب العلم اور نہ ہو تیسرا بعد اس

کے علم باطن ہے ؎

علم باطن ہم چو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر
کے شود بے شیر مسکہ کے بود بے پیر پیر

قال اللہ تعالیٰ والراسخون فی العلم یقولون امنا بہ کل من عند

ربنا وما یذکر الا اولوا الالباب کہتے ہیں پختہ علم والے ہم تصدیق کرتے

ہیں اس تمام کی جو حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں اللہ کے پاس سے ہے

اور نہیں یاد کرتے اس کو مگر صاحب عقل پس مرشد کامل جو کچھ فرمائے اس کو

اختیار کرے اور اس کے حکم سے باہر ایک قدم نہ رکھے نافرمانی نہ کرے سوئے

استاد ہوگا اور تعظیم مرشد کی بجا لائے۔ اور بے ادب نہ ہو ؎

از خدا جوئیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از لطف رب

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد
بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

بے ادبی مثل بیہودہ باتیں کرنی یا کھیلنا سامنے مرشد کے اور کھانا پینا اور اپنا سایہ مرشد پر ڈالنا، اُس کی طرف پیٹھ کرنا، تھوکنا اور مثل اس کے جو کام بے ادبی کے ہوں نہ کرے۔ بلکہ مرشد کے سامنے خاک ہو کر خاک میں ملے ۞

در بہاراں کے شود سرسبز سنگ
خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ

چند سالے سنگ بودی دلخراش
آزموں را یک زمانے خاک باش

گر تو سنگ خارہ مرمر شوی
چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

یک زمانہ صحبت با اولیا
بہتر از صد سالہ زہد بے ریا

اور ہمیشہ مرشد کے آستانے پر عاجز اور خاکسار بنا رہے قال علیہ السلام کن فی الدنیا کانک غریب او کعابری سبیل وعد نفسک من اصحاب القبور فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا میں مانند مسافر راستہ چلنے والے رہو اور خیال کر جان اپنی کو اہل مقابر سے ۞

مرید کو چاہیئے کہ اپنے اوپر بغیر اذن پیر کے کوئی چیز لازم نہ کرے۔ اگر کوئی چیز لازم کر لیگا، تو وہ خواہش نفسانی ہوگی ۞

اگر خواہی کہ خلوت را گزینی
پس آں بہتر کہ پیش شیخ شینی

اگر بے پیر کارے پیش گیری
ہلاکت را از بہر خویش گیری

بلکہ اپنے آپ کو ایسا پیر کے حوالے کرے جیسے میت غسال کے ہاتھ میں کالمیت بید الغاسل مثل مشہور ہے مردہ بدست زندہ۔ اور پیر کو چاہیئے کہ اچھی طرح

توجہ کرے ؂

چوں از طرف معشوق نباشد کششے
کوشش عاشق بیچارہ بجائے نرسد

گردوا طلبی درد پے باید
ہر کہ را درد نباشد بدوائے نرسد

؂ عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نکرد
اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

پس طالب کو چاہئے کہ حقیقی طبیبوں کی خاک پا ہو تا کہ باطنی آنکھوں کا اندھا پن دور ہووے

رفع ایں کوری بدست خلق نیست
لیک اکرام طبیب از زہد نیست

ایں طبیباں را بجاں بندہ شوید
تا بمشک و عنبر آگندہ شوید

میں جو کچھ خدمت کرتا ہوں بلا عوض ہے۔ ع

یا رب مباد کس را مخدوم بے عنایت

اور اپنے پیر کو ہمیشہ حاضر جانے اور مرشد کے خیال سے غافل نہ ہو اور یقین کامل رکھے۔ اور جب پیر کے روبرو آئے پہلے سلام کرے اِدھر اُدھر نہ دیکھے جبتک سامنے پیر کے ہے مرید کو کوئی شغل مفید اور بہتر دیدار پیر سے نہیں اور جب چلاجائے پیر سے رخصت ہو۔ جہاں تک پیر کی نظر ہو اُلٹے پاؤں چلے اور شیخ کی طرف پیٹھ نہ کرے۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الارادۃ ان لا یغادق المرید شیخہ عن القلب ساعۃ ویری ولایت الشیخ محیطا فی کل زمان و امکان فرمایا نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارادہ یہ ہے کہ مرید خیال شیخ کو دل سے نہ بھلائے اور خیال کرے ولایت مرشد کو محیط ہر وقت ہر جگہ میں اور مرشد کو بھی چاہئے کہ پہلے مرید کو شریعت کے ساتھ درست و پختہ کرے تا کہ وہ سیدھی راہ چلے +

فصل دوم - در بیان اوراد

قال علیہ السلام من لا ورد لہ لا وارد لہ تارک الورد ملعون فرمایا نبی علیہ السلام نے جس کا کوئی ورد نہیں اُس کا کوئی وارد نہیں۔ اور ورد کا تارک لعنتی ہے اے طالب جان کہ اورادِ نقشبندیہ طریق کے یہ ہیں۔ صبح کے وقت جب اُٹھو تو سب سے پہلے دعائے ماثورہ اللھم بک اصبحنا وبک امسینا وبک نبعث وبک نشور و نموت وبک نحیا ہمیشہ پڑھا کرے جیسا کہ فرمایا نبی علیہ السلام افضل الاعمال ادوامھا۔ اور نماز صبح پڑھے۔ اور بعد اس کے سو مرتبہ لا الہ الا اللہ الملک الحق المبین اور ایک مرتبہ سورۂ یٰس اور ایک مرتبہ واسطے کھلنے باطن کے سورۂ یوسف پڑھے۔ اور ایک مرتبہ درود ظاہری یعنی درود مستغاث و درود اکبر پڑھے۔ اور واسطے معاش ظاہری کے سورۂ الم ترکیف اکیس بار پڑھے۔ پھر نماز اشراق پڑھے۔ بعدہٗ ایک ہزار بار کلمہ طیبہ کو زبان سے پڑھے پھر نماز چاشت پڑھے اور بعد نماز ظہر کے سورۂ انا فتحنا ایک مرتبہ اور سو مرتبہ استغفار سو مرتبہ درود شریف سو مرتبہ کلمہ تمجید پڑھ کر قرآن شریف کی تلاوت میں مشغول ہو۔ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے افضل العبادۃ تلاوۃ القرآن بڑی افضل عبادت تلاوت قرآن شریف کی ہے۔

طریقہ نقشبندیہ میں اگر طاقت ہو تو ہفتہ وار نہایت شوق اور باقاعدہ قرآن شریف ختم کرے اور اگر وقت نہ ملے یعنی صاحب کسب ہو تو سوا پارہ روزانہ ورد رکھے۔ بعد نماز عصر کے سورۂ عم ایک بار پڑھے۔ روشنائی ظاہر و باطن کی حاصل ہوگی۔ پھر

مراقبہ اسم ذات یا نفی و اثبات کا مغرب تک کرے۔ بعد نماز مغرب ایک مرتبہ سورۃ واقعہ پڑھے اور واسطے جمعیت ظاہری و باطنی کے یَا اَللّٰہُ یَا جَامِعُ ایک سو چودہ مرتبہ پڑھے۔ فوائد اس کے تحریر تقریر سے باہر ہیں ٭

بعد نماز عشا کے ایک بار سورۃ الملک سات مرتبہ سورۃ فاتحہ سات بار معوذتین، سات بار سورۃ اخلاص، سات مرتبہ کلمہ تمجید پڑھے۔ تاکہ شیطانی وسوسوں اور نفسانی خطروں اور رحمانی آفتوں سے محفوظ رہے۔ اور اگر توفیق یاری کرے تو ایک بار سونے کے وقت درود حاضری پڑھے۔ شاید کہ وقت پڑھنے کے جمال پاک نبی صلے اللہ سے مشرف ہو ٭

بعدہٗ وقت تہجد کے اٹھے۔ بعدہ نماز تہجد تین بار سورۃ یٰس گیارہ بار سورۃ مزمل پڑھے۔ یہ وقت عجیب اثر رکھتا ہے پھر ایک ہزار بار اسم اعظم یَا اَللّٰہُ یَا ھُوْ پڑھے کہ تمام مخلوقات پرندوں و درندوں تک اس کے ساتھ انس یعنی الفت پکڑیں یہ وقت صبح کا عجیب اور عمدہ وقت ہو جو کچھ کوئی مانگے سو وہی پاوے ٥

چہ خوش ملکی ست ملکے سحرگاہی دراں کشور بیابی ہرچہ خواہی

خوش آں باد نسیم صبحگاہی

کہ درد شب نشیناں را دوا کرد

طالب کو چاہئے کہ اپنے اوپر روزے ایام بیض و یوم قمر و یوم خمیس کے لازم کرے۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام لکل شئ زکوٰۃ و زکوٰۃ الجسد الصوم فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر شئے کی زکوٰۃ ہے اور زکوٰۃ بدن کی روزہ

ہے ؎

فائدہ۔ واسطے رفع حاجات ومہمات کلی وجزئی کے لئے اور واسطے دفع کرنے دشمن وبلا وقحط ووبا وظالم اور واسطے کشائش باطنی کے طالب کو ختم خواجگان طریقہ عالیہ کا بہت موثر ہے پڑھا کرے۔ ہر انشاء اللہ حاجت پوری ہوگی ؎

طریقہ پڑھنے کا یہ ہے پہلے الحمد شریف ۷ بار۔ درود شریف سو بار سورۃ الم نشرح ۷۹ بار۔ قُلْ هُوَ اللّٰه ایک ہزار ایک مرتبہ مع بسم اللہ پھر درود شریف سو بار اور اخیر میں الحمد شریف سات بار پڑھے۔ ثواب اس ختم شریف کا خواجگان کی روحوں کو بخشے۔ اور امداد طلب کرے تین دن کے اندر مدعا بر آمد ہو ؎

نام مبارک خواجگان کے یہ ہیں۔ خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ۔ خواجہ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ خواجہ ابو علی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ محمد ابو الخیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ سید میر کلال رحمۃ اللہ علیہ، خواجہ بہاء الحق والدین نقشبند۔ قدس سرہ العزیز ؎

دیگر واسطے ہر حاجت دینی ودنیوی کے تین ہزار بار یا حی یا قیوم لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ پڑھے انشاء اللہ حاجت پوری ہو ؎

فائدہ۔ استخارہ ہر کام کے لئے سنت ہے اور استخارہ کی چند قسمیں ہیں

اور عمدہ تر یہ ہے کہ پہلے دو رکعت نفل بہ نیت استخارہ اس طور پڑھے۔ کہ ہر رکعت میں بعد الحمد شریف کے پچیس مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے بعد تشہد کے سلام پھیر کر جلد سیدھا کھڑا ہو جائے۔ اور الحمد شریف کو شروع کرے۔ جب اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ پر پہنچے۔ تو اس آیت کریمہ کو اتنی دیر پڑھتا رہے کہ ایک طرف کو خود بخود منہ پھر جائے۔ اگر دائیں طرف پھرا تو جان لے کہ یہ کام ہو جائیگا۔ اُس کا کرنا مفید ہے۔ اور اگر بائیں جانب پھرا تو خیال کرے کہ یہ کام نہ ہو گا۔ اُس کا کرنا مفید نہیں۔ اس سے بچے اور حقیقت حال اللہ خوب جانتا ہے ؀

فصل سوم در بیان راہ حق تعالیٰ

خداوند تعالےٰ کی راہ جانب شرق یا غرب جنوب یا شمال میں نہیں اور نہ زمین و آسمان میں بلکہ اُس کی راہ مومن کے دل میں ہے۔ فرمایا خدائے بزرگ و برتر نے وَفِیْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ اور فرمایا نبی علیہ السلام نے مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ ۵

در ہر دلے کہ ز آتش عشق تو داغ نیست
تاریک خانہ ایست کہ در وے چراغ نیست

قطعہ

مشو بینا بچشم سر کہ نا دید خود راہم
بدل بیں تا ببینی ہر چہ خواہی بیا بانش

بقرب و بعد بحر و بر غلط زاں کرد چشم سر
کہ ایں خانہ خراب است آب سیل حیرانش

اور یہی کہا ہے عارف نے مشاهدة القلوب ايصالها بالمحبوب دل کا مشاہدہ محبوب سے

وکم کلام کرنا، ملاقات عوام کی نہ کرنی، کثرت روزوں کی، کم سونا، ہمیشہ خدا کا ذکر کرنا وغیرہ لازم پکڑے۔ قال علیہ السلام رجعنا من جہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر فرمایا نبی علیہ السلام نے رجوع کیا ہم نے جہاد اصغر (چھوٹے) سے جہاد اکبر (بڑے) کی طرف۔ مثل کم کھانے اور کم سونے اور کم بولنے اور لوگوں کے ساتھ کم ملنے کے۔ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ومن مات من العشق فقد مات شہیداً جو نفس کی لڑائی میں مرے وہ شہید ہے ؎

درخت نفس را از بیخ برکن ۔۔۔ بدہ مرنفس خود را گوشمالی

تاکہ دشمن کسی طرح سے راہ نہ پاوے۔ اور مجملہ خصلتیں نفس امارہ کی اوصاف حمیدہ سے بدل جاویں۔ اوصاف ذمیمہ جیسے کبر، غصہ، شر، نفاق، سمعت، شہرت، عجلت، بخل، کینہ، شہوت، حرام، حرص و ہوا، حسد، حقارت غیر، بغض، غیبت، حب جاہ، حب دنیا، جیسا کہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام حب الدنیا راس کل خطیئۃ محبت دنیا کی سر ہے ہر گناہ کا، وغیرہ۔ ان تمام کو چھوڑ کر اوصاف محمودہ کو اختیار کرے:۔

اوصاف محمودہ مثل حلم، علم، تواضع، اخلاص، شکر، سخا، قناعت، صبر، تحمل، آہستگی، کم آزادی وغیرہ۔ جب یہ خصلتیں پیدا ہو جاویں تو جانے کہ تزکیہ نفس حاصل ہوا۔ فرمایا خدائے برتر نے ونفس وما سوّٰھا فالھمھا فجورھا وتقوٰھا قد افلح من زکّٰھا پس امارہ لوامہ ہو جائے، نفس لوامہ ملہمہ بن جائے اور نفس ملہمہ مطمئنہ ہو جائے، مطمئنہ راضیہ، نفس راضیہ مرضیہ، نفس مرضیہ کاملہ ہو۔ پس تمام نفوس سات ہوئے۔ واللّٰہ اعلم بالصواب ۔

فصل پنجم در بیان تصفیہ قلب و فضیلت ذکر

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَسَلَّمَ الشیطانُ جاءٌ ثم علی قلب ابن ادم فاذا ذکراللہ جلس واذا غفل وسوس (رواہ البخاری) ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ شیطان لپٹا ہوا ہے آدمیوں کے دلوں پر جب آدمی ذکر کرتا ہے تو الگ ہو جاتا ہے۔ اور جب غافل ہوتا ہے تو وسوسہ ڈالتا ہے۔ پس نفس اور شیطان کا خلاف کرنا چاہیئے ؎

درخت دوستی بنشاں کہ کام دل ببار آرد
نہال دشمنی برکن کہ رنج بے شمار آرد

خالف النفس و الشیطان و اخصہما انہما لک النصح فاتہم۔ پس جان اے طالب صادق لطیفہ قلب بغیر مصقلہ کے صفائی نہیں پاتا۔ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ فرماتے تھے واسطے ہر شے کے صقالہ ہے اور واسطے دل کے صقالہ ذکر اللہ تعالےٰ کا ہے بیہقی نے اس کو روایت کیا۔ نقل ہے مشکوٰۃ شریف سے پس دل طالب کا ہرگز کدورت شیطانی و خطرات نفسانی سے صاف نہیں ہوتا تاوقتیکہ خدا کی یاد نہ کرے ؎

سعدی حجاب نیست تو آئینہ پاک دار
زنگار خوردہ کے بنماید جمال دوست

فرمایا نبی علیہ السلام نے اِنَّ اللہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا اَفْعَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ تحقیق اللہ تعالےٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے افعال کی طرف نہیں دیکھتا لیکن تمہارے دلوں اور تمہاری نیتوں کی طرف دیکھتا ہے۔

دل یک منظر است ربانی خانہ دیوار اچہ دل خوانی

دل کے ہر دو منہ ہیں اور ہر دو منہ کو خناس مثل جالے مکڑی کے گھیرے ہوئے اور اپنا ٹھکانا بنائے ہوئے ہیں اور صورت خناس مثل صورت خنزیر کے۔ اور بعض تفسیروں میں مثل صورت کتے کے اور صاحب تفسیر مغنی لکھتے ہیں کہ اُس کی صورت مثل ہاتھی کے ہے۔ اور وہ اپنی سونڈ زہر آلودہ کو دل کے گرد اگرد پھیرتا رہتا ہے جس سے خیالاتِ بد پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ اور دل کو ہلاک کرتے ہیں۔ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَا تُمِیْتُوْا قلوبکم الا بکثرۃ الطعام فرمایا نبی علیہ السلام نے نہیں مرتے دل تمہارے مگر کثرت طعام سے جب حرام کا لقمہ کھایا وسوسے بہت پیدا ہوئے خیالات شیطانی دکھلائی دینے لگے۔ فرمایا خدائے برتر نے قرآن مجید میں مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۙ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۙ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ؕ پس طالب بالیقین جانے کہ دل ہرگز پاک ہوگا مگر بہت فکر و مجاہدہ کرنے سے کہ سبب قوۃ اور چربی و خون کم ہو جائے اور قوت ذکر سے آتش عشق کی بھڑک کر شعلے مارے اور مغز و ہڈیوں تک پہنچ جائے۔ اور چربی کو گلا دے دل خطرات شیطانی سے پاک ہو۔ اثر سیاہی خناس کا دل سے دور ہو۔

واضح ہو کہ دل سات پردے رکھتا ہے۔ اور ہر پردہ میں ایک گوہر ہے جب تصفیہ دل حاصل ہو تو وہ گوہر ظہور میں آئیں اول گوہر عشق، دوسرا فقر

تیسرا روح چوتھا معرفت پانچواں عقل چھٹا ذکر ساتواں گوہر حلم
پس زندگانی دل کی ہمیشہ ذکر کرنا خدائے تعالیٰ کا ہے جب آدمی غافل ہوتا ہے
دل مردہ ہو جاتا ہے۔ پھر ذکر حق سے زندہ ہوتا ہے اور صفائی حاصل کرتا اور
ترقی پکڑتا ہے ؎

صوفی بیا کہ آئینہ صاف است جام را
تابنگری صفائی مے لعل فام را

دربیان فضیلت ذکر

فرمایا خدائے بزرگ نے فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ
یاد کرو تم مجھ کو میں یاد کرتا ہوں تم کو اور شکر کرو تم میرا اور کفران نہ کرو۔ وَقَالَ
اللّٰهُ تَعَالٰى عَزَّ وَجَلَّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا۔ اور
فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے لوگو جو ایمان لائے ہو یاد کرو تم مجھے بہت ✦

روایت ہے ابو ہریرہ و ابو سعید رضی اللہ عنہما سے کہا انہوں نے کہ
فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لَا يَقْعُدُ وْنَ قَوْمٌ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ
نہیں بیٹھتی کوئی قوم کہ یاد کرے اللہ تعالیٰ کو اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلٰئِكَةُ مگر
گھیر لیتے ہیں ان کو فرشتے وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ اور ڈھانک لیتی ہے ان کو
رحمت وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ اور اترتی ہے ان پر تسلی اور آرام اور حضور
اور جو کچھ حاصل ہوتا ہے اس وقت نورانیت و اطمینان و جمعیت و ذوق و شوق
اور اس کا اثر وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ اور ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ ان کا ان

لوگوں میں جو اُس کے پاس ہیں مقربین سے واسطے فخر کرنے کے اُن پر اور واسطے ظاہر کرنے بزرگی و کرامت آدمیوں کے فرشتوں پر کہ دعوے کیا تھا انہوں نے تسبیح و پاکی بیان کرنے اپنی کا کے اور فساد و خونریزی کا ساتھ آدمیوں کے ۰

روایت ہے ابو موسے رضی سے کہا انہوں نے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل الذی یذکر ربہ والذی لا یذکر ربہ مثل الحی والمیت فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مثال اُس آدمی کی کہ یاد کرتا ہے پروردگار اپنے کو اور اُس شخص کی جو نہیں یاد کرتا ہے مثل زندہ اور مردہ کی ہے ۰

ذاکر بمنزلہ زندہ کے ہے ظہور علامات روحانیت معرفت و شوق و ذوق سے مانند ظاہر ہونے نشان و افعال جسمانیت و زندگی کے اور غیر ذاکر اُس کے برعکس ہے ؎

زندگانی نتوان گفت حیاتی کہ مراست
زندہ آنست کہ با دوست وصالے دارد

وعن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الا انبئکم بخیر اعمالکم روایت ہے ابو الدرداء سے کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کیا نہ خبر دوں میں تم کو تمہارے اچھے اعمال سے وازکیھا عند ملیککم اور بہت ستھرا تمہارے عملوں سے بادشاہ تمہارے کے نزدیک وارفعھا فی درجاتکم اور بہت بڑھانے والا اُن سے شرافت میں وخیر لکم من انفاق الذھب والفضۃ اور اچھا ہے تمہارے لئے خرچ کرنے سونے اور چاندی سے وخیر لکم

من ان تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقھم ویضربون اعناقکم
اور بہتر ہے تمہارے لئے اس سے کہ ملاقات کرو تم دشمن سے پس مارو تم اُن کی
گردنیں اور وہ ماریں تمہاری گردنیں یعنی لڑنے سے کافروں کے ساتھ قالوا بلیٰ
عرض کیا صحابہؓ نے فرمائیے آپؐ نے فرمایا، ایسا عمل ذکر خدا ہے۔ روایت
کیا اس کو مالک رضؓ نے پس جان اے طالب کہ بہتر اور بزرگ تر اعمال سے ذکر
خداوند تعالےٰ کا ہے ⁂

فرمایا خداوند تعالیٰ نے اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ
عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ
فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ اور وہ شخص کہ کھول دیا اللہ نے سینہ اس کے کو واسطے
اسلام کے پس وہ اوپر روشنی کے ہے رب اپنے کی طرف سے اور ہلاکی ہے واسطے
اُن لوگوں کے جو سخت ہو رہے ہیں ذکر اللہ سے یعنی غافل ہیں وہی لوگ جو
گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں ⁂

اور دوسری جگہ فرمایا ہے وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ
مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ
اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا اور وہ شخص کہ منہ پھیرا اس نے
یاد ہماری سے پس واسطے اس کے زندگی تنگ ہے اور اٹھائینگے ہم اس کو قیامت
کے دن اندھا اور وہ شخص جو اندھا ہے دنیا میں وہ اندھا ہے آخرت میں
اور بہت بھولا ہوا ہے راہ مستقیم سے ⁂

فصل ششم در بیان طریقہ محققیہ نقشبندیہ رضی اللہ عنہ

جو اصول طریقہ نقشبندیہ عالیہ کا ہے امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہے اور شغل اشغال اس طریقہ عالیہ کے قرآن و حدیث سے ثابت ہیں۔ فرمایا خدائے تعالےٰ بزرگ و برتر نے وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيفَةً وَّدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِينَ یاد کر تو اپنے پروردگار کی دل میں زاری کرتا ہوا اور ڈرتا ہوا بغیر بلند کرنے آواز کے یاد کر تو صبح اور شام کو اور نہ ہو غفلت کرنے والوں سے ؛

اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ یاد کرو تم رب اپنے کی اس حال میں کہ تم زاری کرنے والے ہو تحقیق وہ نہیں دوست رکھتا حد سے بڑھنے والوں کو ؛

اور فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خیر الذکر الخفی روایت کیا اُس کو عبد الحق رحمہ نے اور فرمایا علیہ السلام نے قلب المؤمن خاص من ذکر الخفی فہو حی و قلب المؤمن غافل من ذکر الخفی فہو میت ؎

ہر آں دلے کہ دریں حلقہ زندہ نیست بذکر
بروچو مردہ بفتوائے من نماز کنید

اور بھی صحیح حدیثوں میں نبی ملیح صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کیا ابو یعلیٰ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا انہوں نے کہ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے بزرگی اس ذکر کی کہ جس کو کراماً کاتبین نہ سنتے مرتبہ زیادہ ہے اور جب ہوگا دن

قیامت کا جمع ہوگی خلقت واسطے حساب کے لاوینگے فرشتے جو کچھ اُنھوں نے یاد رکھا اور لکھا فرمائیگا اللہ تعالےٰ فرشتوں کو دیکھو کیا باقی رہا ہے اُس کے لئے کچھ وہ عرض کرینگے نہیں چھوڑا ہم نے جو کچھ ہم جانتے ہیں اور یاد کیا ہم نے لیکن احاطہ کیا ہم نے اُس کا اور لکھا ہم نے اُس کو پس فرمائیگا اللہ تبارک و تعالیٰ بے شک تیرے واسطے میرے پاس نیکی ہے کہ نہیں جانتا تو اُس کو میں تجھ کو خبر دیتا ہوں اُس کی وہ ذکر خفی ہے روایت کیا اس کو شیخ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے وَھُوَ علیمٌ بذات الصدور ؎

از دروں شو آشنا و زبروں بیگانہ شو
اینچنیں زیبا روش کمتر بود اندر جہاں

خلوت در انجمن اسی کا نام ہے ؎

دل ہمہ جا با ہمہ کس در ہمہ کار | بیدار نہفتہ چشم دل جانب یار

اللّٰھم ارزقنا ۔

فصل ہفتم در بیان ہفت لطائف نقشبندیہ

سات لطائف نقشبندیہ عالیہ طریقہ کے جو کہ مراد اشغال سبعہ ہے کہ اصول ذکر اور سلوک کے ہیں۔ اور ہر طریقہ کے شغل مختلف ہیں لیکن تمام طریقوں میں اول دل کو حاصل کرتے ہیں۔ بعد اس کے ہر شخص اپنے ایک طریقہ پر چلا ہے فرمایا پروردگار نے وَلِکُلِّ اُمَّۃٍ جَعَلْنَا مِنْکُمْ شِرْعَۃً وَّمِنْھَاجًا اور واسطے ہر گروہ کے کیا ہم نے ایک طریقہ اور راستہ ۔ اور یہ راستہ مضبوط و صراط مستقیم ہے ۔

طریقہ شغل سلسلہ متبرکہ عالیہ نقشبندیہ میں ذکر حق کے مراتب ہیں پس سالک کو چاہیئے کہ ایسی طرح نفس کا تزکیہ اور دل کا تصفیہ حاصل کرے جو آفتاب احوال اذکار اس طائفہ سنیہ شریفہ کا پرتو ڈال کر مسرور کرے سالک طالب و عاشق مطالب کو اس طور پر غیر اللہ کو ترک کرنا چاہیئے کہ سوائے ذکر اللہ کے ظاہر دل جان کا رونق جسم اور بدن کی نہ بنائے تا کہ چمکائے اور شعلے قریب قرب کے سے مشرف ہو کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں وارد ہے۔ یقول اللہ تعالیٰ انا عند ظن عبدی وانا معه اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسی فرماتا ہے حدائے برتر میں قریب ظن بندہ اپنے کے ہوں اور میں اس کے ہمراہ ہوں جب وہ یاد کرتا ہے مجھ کو اگر میرا بندہ اپنے دل میں تو میں بھی اس کو پوشیدہ یاد کرتا ہوں۔ پس سالک کو چاہیئے کہ یکسو ہو کر پوری توجہ اور کوشش بے زوال سے کمر ہمت باندھ کر کوشش کا ہاتھ سلوک کے دامن میں مارے اور ارادہ رکھے کہ نور حدیث من تقرب منی شبرا تقربت منه ذراعا ومن تقرب منی ذراعا تقربت منه باعا ومن اتانی یمشی اتیته هرولة ومن لقینی بقراب الارض خطیئة لا یشرك بی شیئا لقیته بمثلها مغفرة کا روشن ہو وهو قریب مجیب وهو علی کل شیء شهید ؛

اور طریقہ نقشبندیہ عالیہ میں پہلے شغل لطیفہ قلبی ہے کہ ذکر قلبی طالب صادق کے لیے راحت جان ہے پس طالب صادق کو چاہیئے کہ بحکم آیہ کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ کے اول بیعت کرے مرشد کے آگے چار زانو بیٹھے اور زبان تالوے سے لگائے دل پر خیال اسم اعظم

یعنی اللہ کا کرے آنکھ کو بند کرے اور خیال پر رکھے ؛

لطیفہ قلب نیچے پستان کے بائیں جانب ہے۔ اور دل کو صنوبری شکل کہتے ہیں یعنی مانند ثمر صنوبر کے اُلٹا ہے اور مرشد توجہ کرے۔ اللہ کی عنایت اور مرشد کی توجہ سے دل حرکت میں آوے آہستہ آہستہ جاری ہوگا۔ اور ایسی قوت پکڑے گا گویا دوسرا دل میں اسم اعظم کہتا ہے ؎

ہیں کہ اسرافیل وقت اند اولیا | مردہ را زایشان حیات است و نما
جانہائے مردہ اندر گور تن | بر جہد ز آواز شان اندر کفن
گوید ایں آواز آوازِ خداست | زندہ کردن کار الطاف خداست

پھر مولنا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

بر لبش قفل است و در دل رازہا | لب خموش و دل پر از آوازہا

پس جس وقت طالب کو ذکر قلبی حاصل ہو جماعت اولیاء اللہ میں داخل ہوا۔ پس شب و روز حرکات و سکنات میں ہو کو دل پر رکھے اور کلام آدمیوں سے کم کرے مگر ضروری ؎

سخن با کس مکن الا ضرورت | نیفتد تا خلل اندر حضورت

پس زمانہ حیات وقت مرنے کے قیامت تک تمام حال میں ذکر اسم ذات کا نہ رُکے گا ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

چند روز تک کمال کوشش اور نہایت جد و جہد اس لطیفہ میں کرے تا کہ آفتاب لا صلوٰۃ

الّا بحضور القلب کا جلوہ دکھلائے +

بعد اس کے دوسرے لطیفہ یعنی روحی میں مشغول ہو۔ کہ ذکر روحی محبت ہے، لطیفہ روحی لطیفہ قلب سے بہت لطیف ہے۔ دائیں جانب نیچے پستان دائیں کے جگہ رکھتا ہے اسے اسم اعظم کا لطیفہ روحی میں تصوّر کرے۔ مرشد کی توجہ اور خداوند کریم کی عنایت سے اس جگہ بھی اسم ذات کی حرکت ہو گی چند دن اس لطیفہ میں کوشش کرے۔ یہاں تک کہ حال محبت حق تعالیٰ کا جلوہ دکھلاوے +

بعد اس کے شغل لطیفہ تیسرے کا کہ سرّی ہے کرے۔ اور ذکر سرّی مکاشفہ ہے اور لطیفہ سرّی لطیفہ روحی سے لطیف ہے۔ اور اس کی دائیں طرف نیچے پہلو کے جگہ مقرر کرتے ہیں۔ اس جگہ بھی اسم اعظم کو مرشد کی توجہ سے کر تصوّر کرے۔ مرشد کی توجہ اور اللہ تعالےٰ کی بخشش سے اس جگہ بھی حرکت اسم ذات کی پیدا ہو گی۔ چند روز اس شغل میں رہے۔ تاکہ آفتاب کعبہ حقیقی ظاہر ہو +

بعد اس کے شغل لطیفہ چہارم میں مشغول ہو کہ ذکر سرالسرّی کا مشاہدہ ہے۔ کہ لطیفہ سرّی سے الطف ہے اور اوپر ناف کے اس کی جگہ مقرر کرتے ہیں۔ اس جگہ بھی تصوّر اسم اعظم کا کرے۔ مرشد کی توجہ اور اللہ تعالےٰ کی بخشش سے اس جگہ بھی حرکت اسم ذات کی پیدا ہو گی۔ چند روز اسی شغل میں رہے تاکہ انوار حقانی کا مشاہدہ ہو +

اس کے بعد پانچویں لطیفہ کے شغل میں مشغول ہو جو کہ خفی ہے ذکر خفی کا معائنہ ہے۔ اس کی جگہ بائیں جانب پہلو کے نیچے مقرر ہے۔ اور لطیفہ سرالسرّی سے الطف ہے۔ اس جگہ بھی اسم ذات کا تصوّر کرے۔ مرشد کی توجہ اور اللہ تعالےٰ

کی عنایت سے یہ جگہ حرکت میں آئے چند روز اسی شغل میں رہے تا کہ خزانہ مخفیات کا ظاہر ہو ٭

ازاں بعد شغل لطیفہ چھٹے کا شروع کرے کہ اخفی ہے لطیفہ خفی سے الطف ہے اور اسکی درمیان سینہ کے جو مرکز محرابی ہے، جگہ مقرر کرتے ہیں اس جگہ بھی خیال اسم اعظم یعنی اللہ کا کرے۔ یہ لطیفہ بھی انشاء اللہ تعالےٰ حرکت میں آئے۔ کچھ دن اس شغل میں رہے۔ تا کہ مرتبہ جمع الجمع کا معائنہ ہو کر ذکر اخفےٰ کا معائنہ جمع الجمع ہے٭ بعدہٗ شغل لطیفہ ساتویں کا شروع کرے جو لطیفہ قدسیہ نورانیہ مخفی ہے اس لطیفہ کی جگہ اوپر لطیفہ اخفی کے ہے یہ لطیفہ اخفی سے شروع ہو کر حبل الورید اور اس سے سر اسہرام الدماغ تک کہ جگہ عقل کی ہے پہنچتا ہے اور یہ لطیفہ تمام لطائف سے اکمل و الطف و بلند ہے۔ اس جگہ تصور اسم ذات کا کرے۔ یہ لطیفہ بھی مرشد کی توجہ اور اللہ تعالےٰ کی عنایت سے جاری ہو ٭

یہ تمام سات لطیفہ ہیں تمام جاری ہو جائینگے چند دن ان ساتوں لطیفوں میں مراقبہ تمام اور کامل کرے جو جاری ہوا اُن کا بغیر اور مراقبہ کے حاصل ہو۔ بعد مراقبہ اسم ذات کے ہاتھوں، بازو، پنڈلیاں و پاؤں۔ بلکہ تمام اعضاؤں و سارا بدن میں حرکت اسم ذات کی پائے۔ یہاں تک کہ چمڑے اور گوشت و ہڈی اور ہر رگ و پٹھے اور بال بال میں حرکت اسم ذات کی ہو ٭

جب سالک کو یہ مقام حاصل ہو اس مرتبہ کو سلطانی۔ وجودی اور ذکر سلطانی کہتے ہیں پس اس وقت سالک اسم ذات کی آواز شجر و حجر اور برگ و بار و در و دیوار سے سنتا ہے۔ اور فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ کا جلوہ ہر سو دیکھتا ہے ٥

ہر سو کہ روے کردم من بہ رخ دوست دیدم
ہر جا نظر فگندم آں دوست را بدیدم

اور جلوہ وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ کا ہر طرف نظر آتا ہے ❖

فصل ہشتم در بیان نفی و اثبات

طریقۂ نقشبندیہ عالیہ میں جب کہ طالب صادق اسم ذات سے فارغ ہو۔ پھر مرشد تلقین نفی و اثبات شروع کرے ❖

طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں نفی و اثبات اس طور سے ہے کہ کلمہ لا کو ناف سے کھینچے اور سر تک پہنچائے اور کلمہ الٰہ کو لطیفہ روحی پر تصور کرے اور کلمہ اِلَّا اللّٰہ کو لطیفہ قلبی پر خیال کرے اور محمد رسول اللہ کو اوپر لطیفہ اخفیٰ کے تصور کرے۔ اس طور پر نفی و اثبات جاری کرے اور معانی کا بھی ساتھ ذکر کے لحاظ رکھے۔ کہ بہت بڑا اثر رکھتا ہے ❖

لا نہیں ہے کوئی اِلٰہ معبود و مقصود میرا اِلَّا اللّٰہ سوائے ذات پاک خدا کے محمد رسول اللہ صلعم اس کے بھیجے ہوئے ہیں ❖

اسی طور پر اگر حبس دم کرے تو طالب کو بہت فائدہ حاصل ہو اور صفائی دل کی جلد حاصل ہو بعد اس کے مراقبہ نفی و اثبات کا تمام لطائف و اعضا میں کرے جیسے اسم ذات کا کیا اور ذات ان مراقبہ میں ہے۔ جیسے کہ خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

بہ مژگان سیہ کردی ہزاراں رخنہ در دینم
بیا کز چشم بیمارت ہزاراں درد برچینم

شربت با داکہ من بسوئیت نگراں | باشم تو نہی چشم بسوئے دگراں

اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی اپنا جلوہ دکھائے۔ جب کہ نفی واثبات جاری ہو۔ تو پھر جس اسم کو اسمائے الٰہی سے اور ہر آیت آیات سے مراقبہ کرے جاری ہوگا بطفیل کلمہ طیبہ۔ اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَی اسرار الاذکار بحرمت النبی المختار آمین ثم رب آمین ؛

فصل ہر در بیان لطیفہ اوّل

لطیفہ اوّل کہ لطائف ساتوں میں سے پہلا لطیفہ قلب ہے جو منسوب ہے فلک القمر کی طرف اور تمام بدن حتی کہ دل کی طرف۔ یہی مقام ناسوت در عالم سفلی ہے اور ایک منزل ہے منازل سات سے پہلی منزل سالک کی ناسوت ہے۔ جیسے کہ شمس الدین تبریزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

یکے منزل کہ آں ناسوت نام است | درو اوصاف حیوانی تمام است

ازاں منزل اگر خود بگذرد کس | رسد در منزل دوم ملک بس

اور جگہ اس لطیفہ کی نیچے بائیں پستان کے ہے اور اس منزل میں ارادات شریعت کے اور جو کچھ کہ عالم سفلی میں مثل نباتات حیوانات جمادات جبال و تالاب وغیرہ اس لطیفہ میں منکشف و عیاں ہوتے ہیں۔ اور اس مقام میں انوار طرح طرح کے سفید۔ زرد۔ سرخ سیاہ ظہور میں آئینگے کہ کبھی نہ دیکھے ہونگے۔ کثرت مراقبہ اسم ذات جیسی نفی واثبات سی اور کعبہ ناسوتی اس لطیفہ میں عیاں و ایمان حقیقی اور روح حیوانی منکشف ہوتے ہیں اور وصل ازل الآزال اس لطیفہ کی اضافت حق ہے

کہ مراد فعل و تکوین سے ہے کمال اس لطیفہ کا یہ ہے کہ فعل حق جل علاء میں فانی ہو اور ساتھ افعال خداوندی کے بقا پائے حالات عشق کے ظاہر ہوں اور نور اس لطیفہ کو چاند کے نور سے تشبیہ دیتے ہیں یعنی سفید تھوڑا سا زردی مائل ہے اور ولایت لطیفہ کی نیچے قدموں آدم علیہ السلام کے ہے اور جو آدمی صوفی المشرب ہے وصول اُن کا طرف جناب قدس کے اسی لطیفہ کی راہ سے ہوگا اور صاحب اس شرف کو استعداد حصول ایک درجہ کی سات درجوں ولایت میں ہوگی اور کلید (چابی) اس لطیفہ کی کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اٰدَمُ صَفِیُّ اللّٰہِ ہے اس کلمہ شریف کے بہت مراقبہ کرنے سے یہ مقام طے ہوتا ہے اور خزانہ اس لطیفہ کا اللّٰہ اکبر اس کو مکشوف ہوتا ہے اور عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا سے واقف ہو اور اس لطیفہ میں سیر الی اللہ حاصل ہوتی ہے اور مکان اسرافیل علیہ السلام ہے اور مقام کن فیکون ظاہر ہوتا ہے اور نفس امارہ نفس لوامہ کی وصف کے ساتھ عیاں ہوتا ہے۔ جیسے کہ حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں قسم کھائی ہے لَآ اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَ لَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَۃِ یعنی البتہ قسم کھاتا ہوں دن قیامت کی اور قسم کھاتا ہوں نفس ملامت کرنے والے کی۔ مراد اس سے تزکیہ نفس حاصل کیا ہوا ہے اور جاننا الہام کا خداوند تعالیٰ کی طرف سے وصف ملکیت کے ساتھ پیدا ہوتا ہے سالک جب اس مقام پر پہنچتا ہے تو نام اُس کا بدرالدین اور ایک فرد اولیاء اللہ سے ہوتا ہے اور جو کچھ اقلیم اول اور آسمان اول میں ہے منکشف ہوتا ہے۔

العلم عند اللہ ۵

نیو ذکر باید در گذشتن

بآب توبہ باید دل بشستن

فصل سوم در بیان لطیفہ دوم

لطیفہ دوم بیان لطیفوں میں سے کہ نام اس کا لطیفہ روحی ہے۔ یہ لطیفہ لطیفہ قلبی سے بہت لطیف فلک عطارد سے منسوب ہے اور جگہ اس لطیفہ کی دائیں پستان کے نیچے اور دوسری منزل منازل سالک سے ہے۔ اور مقام ملکوت یعنی انبوہ فرشتوں کا مکشوف ہوتا ہے ؎

دراں عالم چرا معروف گردد ملائک آسماں مکشوف گردد

اس منزل میں واردات طریقت کے پیدا ہوتے ہیں سالک کو فرشتے اس مقام میں مختلف صورتوں میں دکھائی دیتے ہیں۔ کوئی نورانی صورت اور کوئی پرندوں کی شکل جیسے مور یا طوطا یا شکل لڑکوں کی غرض تمام مختلف صورتوں میں نمایاں ہوتے ہیں۔ سالک اس منزل میں پہنچکر فرشتوں کی صفت ہو جاتا ہے کہ ایکدم خدا کی یاد سے غافل نہیں ہوتا جیسے فرشتے کسی وقت ذکر سبحانی اور یاد خداوندی سے ایک لحظہ ایک لمحہ غافل نہیں ہوتے جیسا کہ اُن کے حق میں خداوند تعالےٰ نے فرمایا ہے یُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ سالک کو بھی یہ مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔

؎ در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست
بر صراط مستقیم اے دل کسے گمراہ نیست

اور کعبہ آسمان دوم کا عیاں ہو جاتا ہے بوذرہ کی حقیقت اور روح نورانی سے واقف ہوتا ہے اور اصل الاصول اس لطیفہ کے صفات ثبوتیہ حق ہیں۔ اور ایک قدم درگاہ حق تعالےٰ میں قریب ہوتا ہے سالک بعد حاصل کرنے فنا کے اس لطیفہ میں جو کہ وابستہ ہے

تجلیات سے اپنے آپ کو منسوب پاتا ہے۔ بلکہ جناب قدس کی طرف منسوب پائے گا اور
رنگ اس لطیفہ کا سفید کہتے ہیں ولایت اس لطیفہ کی نیچے قدم حضرت نوح علیہ السلام
کے ہے اور جو نوحی المشرب ہوتا ہے راہ اس کی طرف جانب قدس کے اسی لطیفہ سے
ہوگی اور کلید اس لطیفہ کی لا الٰہ الا اللہ نوح نبی اللہ ہے کثرت سے مراقبہ کرنے
نفی اثبات کے مقام طے ہوتا ہے اور خزائن اس لطیفہ کی اللہ قدیر اس پر
کشف ہوتا ہے اور آیت قَالَ ارْکَبُوْا فِیْھَا بِسْمِ اللّٰہِ مَجْرٖھَا وَمُرْسٰھَا
اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اس کو مکشوف ہو ے

تا توانی جدا باش کہ در کشتیٔ نوح ہست خاکے کہ بآبے نخرد طوفان را

ے
چونکہ از سیل فنا بنیاد ہستی بر کند
چوں ترا نوح است کشتیبان ز طوفان غم مخور

اس لطیفہ میں سیر من اللہ حاصل ہوتی ہے اور امکان حضرت جبرئیل علیہ السلام سالک کو
اس منزل میں ہر شب شب قدر ہے اور نفس مطمئنہ ظاہر ہوتا ہے ضعف تواضع و توبہ و
طلب مولا کی پیدا ہوتی ہے اور سالک اس مقام مشہور بہ نجم الدین و ایک نقباء
اولیا سے ہوتا ہے اور جو کچھ ولایت دوسری اور آسمان دوسرے میں ہے عیاں ہوتا
ہے اس منزل میں قرار نہ پکڑے بلکہ مسافر ہو۔ آگے منزل حقیقت کی آئے گی۔
جیسا کہ حافظ غیب اللسان فرماتے ہیں ے

تکیہ بر تقویٰ و دانش در طریقت کافری ست
راہرو گر صد ہنر دارد توکل بایدش

جو کچھ آسمان دوم میں ہے تمام منکشف ہوتا ہے ؛

فصل یازدہم در بیان لطیفہ سوم

تیسرا لطیفہ کہ سات لطائف میں سے ہے۔ اور لطیفہ روحی سے بہشت لطیف ہے منسوب ہے۔ یعنی رنگ زہرا جگہ اس لطیفہ کی دائیں طرف نیچے پہلو دائیں کے ہے۔ اور منزل تیسری سالک کی جبروت ہے۔ اس منزل میں واردات حقیقت کے پیدا ہوتے ہیں۔ ملکوت سے قدم اٹھاتے ہی تیسری منزل جبروت میں پہنچتا ہے منزل جبروت میں عالم مثال و عالم ارواح ہے اور چشمہ ہائے روشن اور سنگ ریزے تمام یاقوت و لعل و زمرد مروارید کے ہیں۔ اور ہر دم ہر ساعت تجلیات ربانی، واردات سبحانی وارد ہوں اور اس مقام میں بزرگی و سلطنت ظاہر اور اس میں تصرف بھی ہو۔ وجود مثالی اس منزل میں ساکن ہیں ؎

جان بغیر حقیقت تن پوست بہ ہیں | در کسوت روح صورت دوست بہ ہیں
ہر ذرہ کہ او نشان ہستی دارد | با پرتو نور اوست یا اوست بہ ہیں

اس منزل میں کشف کرامت بنظیر حاصل ہوتے ہیں ؎

دریں منزل بود کشف و کرامات | مے باید گذشتن زیں مقامات
اگر دنیا و عقبے پیش آید | نظر کردن براں ہرگز نشاید
بخاصاں توجہ کردن از مقامات | بہر دم نیض بلکہ شرار کرامات

حسنات الابرار سیئات المقربین ابرار کی نیکیاں مقربین کے لئے گناہ ہیں یہ مثل اس امر کی مخبر ہے اور مقام خلت ہے۔ اور تیسرے ایمان کے کعبہ سے اور حقیقت حج سے واقف ہو جاتا ہے ؎

از فضل تست در دل حاجی ہوائے حج
ورنہ کرا مجال کہ رنج سفر کند

اور روح ملکی اس لطیفہ میں معائنہ ہوتا ہے ؎

مقام روح بر من حیرت آمد — نشان از وے بگفتن غیرت آمد

اور اصل الاصول اس لطیفہ کی شیونات ذات اقدس کے ہیں جو ایک طرح صفات ثبوتیہ درگاہ حضرت اقدس میں نزدیک ہیں اور فنا سے اس لطیفہ میں تجلی شیونات ذاتیہ کی حاصل ہوگی۔ اور نور اس لطیفہ کا سرخ کہتے ہیں۔ ولایت اس لطیفہ کی نیچے قدم حضرت ابراہیم خلیل اللہ علٰے نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہے اور جو شخص ابراہیمی مشرب ہے۔ وصول اس کا درگاہ باری میں اسی لطیفہ کے راستہ سے ہوگا لیکن بعد طے کرنے پہلے لطیفوں کے، اور صاحب اس منزل کو استعداد تین مرتبوں کی سات مراتب لایت سے حاصل ہوتی ہے اور مفتاح اس لطیفہ کی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ ابراھیم خلیل اللہ کثرت سے مراقبہ کرنا اس کلمہ کا ہے اور خزانے اس لطیفہ کے اللہ ھو بیدا اس پر ظاہر ہوں اور جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے تو آیہ شریفہ اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا اس کو ظاہر ہو اور اس لطیفہ میں سیر عن اللہ حاصل ہوتی ہے اور مکان میکائیل علیہ السلام اور نفس مطمئنہ معلوم ہوجاتا ہے۔ فرمایا خدائے تعالٰی نے یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّۃُ ارْجِعِیْ الخ اور اوصاف نفس مطمئنہ کے جیسا سخاوت شب بیداری اور خلق اللہ کو دوست رکھنا ہے ایک اس مقام میں سے نور الدین اور اولیائے نجبا سے ہوتا ہے اور جو کچھ ولایت تیسری تیسرے آسمان میں ہے۔ تمام مکشوف ہوتا

ہے۔ وَالعِلمُ عِندَ اللّٰہ ؎

فصل دوازدہم در بیان لطیفہ چہارم

لطائف ستّہ سے وہ لطیفہ سرّ السّری منسوب ہے طرف فلک الشمس کے اور جگہ اس لطیفہ کی زیر ناف اور منزل لاہوت ہے واردات معرفت وعالم احدیہ کے ہوتے ہیں۔ اس عالم میں تجلیات جلالی وجمالی ہیں۔ اور نور طرح طرح کے اس میں ہیں۔ اور اسرار الٰہیہ اس مقام میں ہیں۔ شعلے نورانی اور انوار یزدانی معائنہ ہوتے بلکہ سالک ان شغلوں میں ایسا غرق ہوگا۔ کہ اپنے آپ کو نہ پائیگا۔ اور اس لطیفہ میں واردات الٰہیہ وارد ہوتے ہیں۔ یہ مقام بہت نازک ہے۔ کہنا اور ظاہر کرنا لائق نہیں کہ حق تعالیٰ اپنے بھیدوں کو آپ ہی جانتا ہے۔ اور جو شخص اس مقام میں پہنچتا ہے۔ اُس کو معرفت الٰہی اسرار کی حاصل ہوتی ہے ؎

میانِ عاشق ومعشوق رمزیست کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

اور کعبہ آسمان چوتھے کا بیت المعمور ہے جہاں اور روح انسانی اس میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور اصل الاصول اس لطیفہ کی صفات ارادیہ خداوند تعالیٰ کی ہیں کہ صفات ثبوتات سے درگاہ ذات اقدس میں کسی قدر نزدیک ہیں۔ اس لطیفہ میں فنا ہونے سے بھید اسرار ذاتیہ حاصل ہوتے ہیں۔ اور نور اس لطیفہ کا زرد کہتے ہیں۔ ولایت اس لطیفہ کی نیچے قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہے۔ اور جو کوئی عیسوی المشرب ہوگا۔ وصول اس کا درگاہ باری میں اسی لطیفہ کی راہ سے ہوگا۔ لیکن ابعد طے کرنے پہلے لطیفوں کے اور صاحب اس مشرب کو استعداد چہار مرتبوں کی سات مراتب

ولایت سے ہوتی ہے اور مفتاح اس لطیفہ کا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُوسٰی کَلِیْمُ اللّٰہِ ہے
اکثر مراقبہ کرنے نفی اثبات اس کلمہ کے یہ لطیفہ مفتوح ہوتا ہے۔ اور خزانہ اس لطیفہ کا
اَللّٰہُ سَمِیْعٌ اس پر کشف ہوگا سینکڑوں مثل موسٰے علیہ السلام کے مست ہر گوشہ
سے رَبِّ اَرِنِیْ کہتے ہوئے طالب دیدار نظر آویں۔ اور آیہ رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ
اِلَیْکَ، قَالَ لَنْ تَرَانِیْ وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَکَانَہٗ فَسَوْفَ
تَرَانِیْ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا فَلَمَّا
اَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَکَ تُبْتُ اِلَیْکَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ اور اُس کے ظاہر ہوئے

جسم خاک از عشق بر افلاک شد کوہ در رقص آمد و چالاک شد
عشق جان طور آمد عاشقا طور مست و خر موسٰے صعقا

نماز کی حقیقت اس مقام پر معلوم ہوتی ہے۔ اس لطیفہ میں سیر باللہ اور مکان
حضرت عزرائیل علیہ السلام کا حاصل ہوتا ہے۔ اور سالک کا اس مقام میں نام شمس الدین
ہوتا ہے نفس راضیہ پیدا ہوتا ہے یعنی ہر حال میں راضی رہتا ہے۔ رَضِیْنَا
بِقَضَائِکَ وَصَابِرِیْنَ عَلٰی بَلَائِکَ یعنی راضی ہیں ہم تیری قضا پر اور صابر ہیں
تیری بلا پر۔ خداوند کریم فرماتا ہے۔ اِلٰی رَبِّکَ رَاضِیَۃً الخ اور سالک ایک دنیا
ند ملے سے ہوتا ہے۔ جو کچھ آسمان چہارم اور ولایت چہارم میں ہے۔ کشف ہوتا
ہے اور حقیقت حال خدا جانتا ہے۔

فصل سیزدہم در بیان لطیفہ پنجم

پانچواں لطیفہ سات لطائف میں سے جو نام اس کا لطیفہ خفی ہے اور مسمّٰی السرّی ہے

لطیف اور منسوب بفلک مریخ ہے اور اُس کی جگہ بائیں طرف نیچے پہلو بائیں کے ہے۔
منزل باہوت۔ اور وار دات واحدیّت کے ظاہر ہوتے ہیں یعنی عالم تفصیل و عالم نور
و عالم شہود ہے۔ جو اس عالم میں عجائبات و غرائبات ظاہر ہوتے ہیں۔ اور جو تجلیات
واحدیّت و اسرار الہیت کے اس مقام میں پوشیدہ ہیں عیاں ہوتے ہیں۔ انکی
وصف کوئی نہیں کر سکتا۔ کعبہ آسمان پانچویں کا عیاں ہوتا ہے حقیقت زکوٰۃ سے
واقف ہوتا ہے۔ روح امین سے خبردار ہوتا ہے۔ اصل الاصول اس لطیفہ کی صفات
سلبیّہ ہیں۔ کہ کسی قدر جناب باری میں صفات اسراریہ سے نزدیک ہیں اور اس لطیفہ
میں فنا ہونے سے ان صفات کا ظہور ہوتا ہے۔ اور نور اس لطیفہ کا سیاہ بہ سرخی مائل
مقرر کرتے ہیں۔ اور ولایت اس لطیفہ کی نیچے قدم حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ہے۔
جو کوئی عیسٰی المشرب ہے راہ اُس کا جناب قدس میں اسی لطیفہ کی راہ سے ہوگا۔ اور
حصول فنا اس لطیفہ کا بھی ساتھ صفات سلبیّہ کے ہوگا لیکن بعد قطع پہلے لطیفوں کے
ہو۔ صاحب اس مشرب کو استعداد پانچ مراتب کی سات مراتب ولایت سے حاصل ہوتی
ہے۔ اور کلید اس لطیف کی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عِیْسٰی رُوْحُ اللّٰهِ ہے۔ کثرت مراقبہ
اس کلمہ شریف کے یہ لطیفہ کھلتا ہے۔ خزانہ اس لطیفہ کا اللّٰهُ الْبَصِیْرُ اس کو
منکشف ہوتا ہے۔ اور یہ مکان حضرت جبرائیل علیہ السلام کا ہے۔ اور سالک جب اس
مکان پر پہنچتا ہے۔ تو اِنِّیْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ
فَیَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰى اس کو منکشف ہوتا ہے

جان رفت و در صراحی حافظ ز عشق سوخت
عیسٰی دمے کجا است کہ احیا ما کند

اور سالک کو اس منزل میں سیر الی اللہ حاصل ہوتی ہے۔ اس مقام میں سالک کا نام حسام الدین ہوتا ہے اور نفس راضیہ مرضیہ ہوتا ہے۔ سالک اس مقام میں ایک اولیائے ابدال سے ہوتا ہے اور جو کچھ عالم علوی و آسمان پانچویں میں اور جو کچھ عالم سفلی و اقلیم پانچویں میں ہے معائنہ کرتا ہے۔ والعلم عند اللہ ؎

فصل چہاردہم در بیان لطیفہ ششم

چھٹا لطیفہ سات لطیفوں میں سے لطیفہ اخفا ہے جو لطیفوں سے بہت لطیف اور احسن و اجمل لطائف عالم سے ہے اور بہت قریب ہے درگاہ پروردگار میں کہ منسوب بفلک مشتری ہے جگہ اس لطیفہ کی درمیان سینہ کے جو مرکز محرابی ہے مقرر کرتے ہیں اس لطیفہ میں واردات وحدت کے ہیں۔ منزل چھٹی ھاھوت کی ہے اور اصل الاصول اس لطیفہ کی ایک مرتبہ مثل برزخ درمیان احدیت اور واحدیت کے وحدت برزخ ہے۔ کیونکہ وحدت کا منشا احدیت اور واحدیت ہوتی ہے۔ مراتب ازلیت وابدیت کے مکشوف بطہ اولیت و آخریت کا اور وسطہ باطنیت و ظاہریت کا پیدا ہوتا ہے حد فاصل سے اشارہ طرف اسی کے ہے۔ برزخ جامع مراد اسی سے ہے۔ حقیقت محمدی بھی یہی ہے۔ یعنی وحدت جو اصل قابل جمیع اشیا ہے احدیت و واحدیت سے پیدا ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ احدیت مرتبہ تفصیل ہے اور احدیت مرتبہ اجمال لیکن انتہا احدیت کا اس مرتبہ میں ہے۔ جو مراد مرتبہ اطلاق کا ہے اس بنا پر کہ دریافت احدیت کی اس مرتبہ میں ہے۔ ورنہ درحقیقت مراتب احدیت کا منشا کل ہے۔ اور آیہ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ اسکی خبر دیتی ہے اور جا عشق

ہے۔ جو کہ غلبہ عشق سے بیقرار ہو کر نہایت بیقراری سے عین حضوری بے صبری سے
شور ھل من مزید کا اٹھاتا ہے اور کہتا ہے یا لیت رب محمد لم یخلق محمداً
کاش کہ رب محمدؐ کا نہ پیدا کرتا محمدؐ کو، اور آنکھ کے جھپکانے میں اس حال سے گذر جاتا ہے
اور مقام فاوحی الی عبدہٖ ما اوحی۔ وما زاغ البصر وما طغی اور مقام
قاب قوسین او ادنی میں پہنچ جاتا ہے۔ اس جگہ پر قیام کرکے کہتا ہے۔ لی
مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل مجھ کو پروردگار کے
ساتھ ایسا وقت ہے کہ نہیں پہنچتا فرشتہ مقرب اور نہ نبی مرسل۔ مگر اس مقام پر کوئی
نہیں پہنچا سوائے ذات پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ہزاروں نے ایک ایک طناب
خیمہ حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا ہوگا۔ بہت سے میدان لا الٰہ میں رہ گئے۔
اور بعضے دائرہ میں پہنچے اور بعضے تھوڑی سی حقیقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہٖ وسلم کو پہنچے لیکن محمد رسول اللہ اس جگہ پر ہیں کہ فرماتے ہیں من رآنی
فقد رأی الحق جس نے دیکھا مجھ کو پس تحقیق دیکھا اس نے حق کو۔ قدم اس جگہ پر ہے
ایسا کہ عوام کے لئے اسم مع جسم ہے۔ اور خواص کے واسطے اسم بلا جسم۔ اس واسطے
کہ وہ محو ہیں جسم حقیقی میں۔ پس بالضرور اسم سے زیادہ اور نہیں۔ اُن کی خودی ذات
خدا میں فنا ہو گئی۔ سوائے خدا کے کچھ نہیں رہا۔ سالک ہاہوت میں معشوق اور یاہوت
میں عشق اور لاہوت میں عاشق و جبروت میں عارف و صف ملکوت میں واقف
ناسوت میں ہوتا ہے جب اس جگہ پر نزول ہوا اور پھر خبر پائی طرف وصف کے دوڑا
اور وصف نے عرفان میں ڈالا تو معارف کے ساتھ مشغول ہوا۔ اور معرفت عارف نے
عاشق اپنا بنا لیا۔ جب اپنا عاشق ہوا تو معشوق کو ملا۔ پہلے نزول تھا اب یہ عروج ہوا

اور حقیقت محمدی معلوم کی کلمہ طیبہ کی حقیقت اس مقام میں منکشف ہوتی ہے۔
کعبہ آسمان چھٹے کا دکھائی دیتا ہے سالک جب اس مقام پر پہنچتا ہے۔ ہمیشہ ہر وقت
ہر زمانہ میں جمال محمدی دیکھتا ہے اور فنا اس لطیفہ کی وہی مرتبہ مقدس جناب علی الاطلاق کا
ہے اور نور اس لطیفہ کا سفید سبزی مائل ہے ولایت اس لطیفہ کی نیچے قدم حضرت محمد مصطفے
صلے اللہ علیہ وسلم کے ہے اور صاحب اس مشرب عالی کو بذات خود لیاقت حاصل
کرنی تمام وکمال چھ مرتبوں کی سات مراتب ولایت ہوتی ہے۔ اور کثرت سے
مراقبہ کرنا لا الہ الا اللہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اس لطیفہ کی مفتاح ہے اور خزانہ
اللہ علیم کا اس پر واضح ہوتا ہے۔ جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے۔ تو
قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ اس پر عیاں ہوتا ہے ؛

فرمایا خداوند تعالیٰ نے یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ
رَبِّیْ وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا کا مقصد مکشوف ہوتا ہے ۵

مقام روح برمن حیرت آمد   نشاں از وے بگفتن غیبت آمد

فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اول ما خلق اللہ نوری وروحی انا من نور اللہ
والمؤمنون من نوری اول وہ شے جو پیدا کی خداوند تعالیٰ نے میرا نور ہے اور
بعضے روایت میں میری روح میری پیدائش حق سے ہے اور تمام مومنین میرے نور سے
پیدا ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ کی طرف سے خطاب مستطاب لولاک لما خلقت
الافلاک اور دوسرا خطاب لولاک لما اظہرت الربوبیۃ کے مخاطب ہیں۔
یعنی اے محبوب اگر نہ ہوتے تم تو نہ پیدا کرتا میں آسمان دوسرے اگر نہ ہوتے تم تو البتہ
نہ ظاہر ہوتی ربوبیت اول اور آخر تمام اسی سے ہے اور حقیقت محمد خود وہ ہے

غزل

گفتا بصوت ارچہ اولاد آدمم — از روئے مرتبہ بہمہ حال برترم
چوں بنگرم در آئینۂ عکسِ جمالِ خویش — گردد ہمہ جہان بحقیقت مصورم
خورشید آسمانِ ظہورم عجب مدار — ذراتِ کائنات اگر گشت مظہرم
ارواح قدس چیست نمودار معنیم — اشباح انس چیست نمودار پیکرم
بحر محیط رشحۂ از فیض فائضم — نور بسیط لمعۂ از نور ازہرم
از عرش تا بفرش ہمہ ذرۂ وجود — در نورِ آفتابِ ضمیر منورم
روشن شود ز روشنیِ ذاتِ من جہاں — گر پردۂ صفاتِ خود را فرو درم
آبی از و کہ خضر ازو جاوداں بماند — آں آب چیست قطرۂ از حوضِ کوثرم
واں دم کہ زو مسیح ہمے مردہ زندہ کرد — یک نفحہ از نفس روح پرورم

فی الجملہ مظہر ہمہ اشیاست ذاتِ من
بل اسم اعظمی بحقیقت چو بنگرم

اور اس لطیفہ میں سیر مع اللہ حاصل ہوتا ہے سالک جب اس مقام پر پہنچتا ہے نام اس کا جمال الدین ہوتا ہے اور نفس کاملہ کا معائنہ ہوتا ہے سالک ایک اولیا اوتاد سے ہوتا ہے اور جو کچھ آسمان چھٹے اور اقلیم چھٹی میں ہوتا ہے تمام عیاں ہوتا ہے۔ العلم عند اللہ وعند الرسول ؐ

فصل پانزدہم در بیان لطیفہ ہفتم

ساتواں لطیفہ تمام لطیفوں سے قدس ہے۔ کہ مخفی سے بہت لطیف اور اتم و اکمل

ودواثق ہے منسوب ہے بطرف فلک زحل و فلک منازل و فلک البروج اور آسمان عرش اور کرسی اور جسم کل و شکل کل و جوہر ہا و طبیب کل نفس و عقل کل کی ہے۔ اور زیادہ اس سے علم خداوند تعالےٰ کو ہے ستر ہزار حجاب نورانی و ظلمانی ہیں اور جگہ اس لطیفہ کی شروعِ لطیفہ اخفیٰ کی بلندی سے ملی ہوئی سینہ اور سینہ سے بلند ہو کر حبل الورید تک اور حبل الورید سے گردن اور گردن سے سر اور سر سے اُمّ الدماغ جو مقام عقل معاد کا ہے اس لطیفہ میں واردات تجلی ذات احد کی ہے اور فنا فی اللہ اس مقام میں حاصل ہوتی ہے اگر تو نے توحید حاصل کی اور ہمیشہ کی زندگی تو نے خدا سے پائی۔ فناہ ترک خواہش کا نام ہے۔ بقا تمام اُس کی صفات سے شمار کرتے ہیں۔ اولیا و اصفیا میں سے کسی کیلئے ہرگز موت نہیں جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے تمام بدن زبان ہو جاتا ہے ؎

بدریاے فتادہ ام کہ پایانش نمے بینم
بدردے مبتلا گشتم کہ درمانش نمے بینم
دریں دریاے یک دُرّ ہست من عشاق آں دُرّم
ولیکن کو دُرہ جویدہ بہ سر مانش نمے بینم

فرمایا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فاشدد والسفینۃ فانہ بحر عمیق مضبوط کرو کشتی کو کیونکہ دریا بہت گہرا ہے ؎

بحریست بحر عشق کہ ہیچش کنارہ نیست
آنجا جز آنکہ جان بسپارند چارہ نیست

اور نور اس لطیفہ کا نور بے نشان جیسے کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ ہے۔
اور مفتاح اس لطیفہ کی لا الٰہ الا اللہ الواحد القہار ہے۔ کثرت سے مراقبہ

کرنے اس کلمہ شریف کے یہ لطیفہ مفتوح ہوتا ہے اور خزانہ اس لطیفہ کا اللہ کلیمہ سالک کو مکشوف ہوتا ہے ؎

محبت گر شود ظاہر بصورت	ہماں صورت شود عاشق ضرورت
بخواہد چشم سر معشوق دیدن	کلامش را بگوش خود شنیدن
ما بساماں کار وانم اے رفیق	عزم کردہ پا نہادہ در طریق
احمدِ مختار اندر راہ راست	درمیانِ قافلہ سالار ماست

جب سالک اس مقام پر بوسیلہ برزخ کامل اور جامع جمیع صفات شامل کے پہنچتا ہے۔ اُس وقت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سالک کو اپنی رکاب میں پکڑ کر بحر احدیت میں غوطہ دیتے ہیں اور سالک گم ہو جاتا ہے اور حالت گم گشتگی میں جو کچھ دیکھتا ہے۔ وہ وصال ہے اور یہ حالت گم گشتگی کی ہمیشہ نہیں رہتی۔ بلکہ کسی کو ایک ہفتہ کسی کو تین روز کسی کو ایک دن کسی کو ایک پہر کسی کو لمحہ کی قدر ہوتی ہے اور اس حالت کا حال کہا نہیں جا سکتا ؎

حافظ مدام وصل میسر نمے شود
شاہاں کم التفات بحالِ گدا شود

اور محبت کی باتیں سنے مثل یا عبادی انت عشیقی و محبی وانا عشقلک محبتلک یعنی اے بندے میرے تو میرا عاشق و محب ہے۔ اور میں تیرا عاشق و محب ہوں۔ فرمایا پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے من احب لقاء اللہ احب اللہ لقائہ جو شخص دوست رکھتا ہے دیدار خدا کو۔ تو خداوند تعالےٰ دوست رکھتا ہے اُس کے دیدار کو۔ اور فاذکرونی اذکرکم اُس پر مکشوف ہوتا ہے۔ اور آیۃ وجوہ

یَوْمَئِذٍ نَّاظِرَۃٌ اِلٰی رَبِّہَا نَاظِرَۃٌ اور وَسَقٰہُمْ رَبُّہُمْ شَرَابًا طَہُوْرًا اور
اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ کے اسرار ظاہر ہوں ۵

ہر کہ راہست از ہوس ہا جان پاک — زود بیند حضرت ایوان پاک
چوں محمد پاک شد از نار و دود — ہر کجا رو کرد وجہ اللہ بود
ہر کرا باشد زسینہ فتح باب — آں زذرہ مہر بیند آفتاب

اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ سترون ربکم کما ترون القمر لیلۃ البدر یعنی قریب ہے کہ دیکھو گے تم اپنے پروردگار کو جیسا کہ دیکھتے ہو تم چودہویں رات کے چاند کو ۵

اگر خواہی سخن با حق بگوئی — نماز ے از حضور دل بجوئی

فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الصلوٰۃ معراج المؤمنین سالک کو جلوہ دکھلائے اور فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رأیت ربی لیلۃ المعراج فی احسن صورۃ فوضع انامل کفہ علی کتفی فوجدت بردھا فی صدری یعنی دیکھا میں نے پروردگار اپنے کو معراج کی رات میں بہت اچھی صورت میں پس رکھا حق تعالیٰ نے انگلیوں اپنی کو درمیان کندھوں میرے کے معلوم کی میں نے سردی اس کی سینہ اپنے میں یقین ہے کہ سالک یکتا اور حبیب فرزانہ ہو کہ بہت سادہ صورت مثل آئینہ کے جو عکس جمال قدرت حق تعالیٰ کا اور وجہ ذوالجلال کا اس آئینہ میں دیکھے۔ حق یہ ہے۔ کہ تو جب آئینہ میں صورت دیکھتا ہے تو صورت تیری آئینہ میں نہیں آجاتی مگر ہاں عکس اس کا بیشک آئینہ میں آجاتا ہے ۵

ما در پیالہ عکس رخ یار دیدہ ایم — اے بیخبر ز لذت شرب مدام ما

ایسا ہی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے ذات پروردگار کو بہت اچھی صورت میں دیکھا۔ اور اس کے چہرے کے عکس کو میں نے مطالعہ کیا۔ اور میں اس پر مطلع ہوا۔ کہ ان تشابہات کے ساتھ دکھائی دیتا ہے۔ چنانچہ جبرائیل علیہ السلام رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر صورت دحیہ کلبی میں آتے تھے، نہ یہ تھا۔ کہ جبرائیل علیہ السلام صورت دحیہ کلبی کی رکھتے تھے یا صورت اپنی نہیں بدلتے لیکن ایسے معلوم ہوتے تھے۔ اسی مثال پر اس کلام کو قیاس کرو۔ اور انہیں معنی پر خیال کرو، رکھنے انگلیوں ہاتھ کو اوپر کاندھوں کے اور اُن سے معلوم کرنی ٹھنڈک سینہ میں شعور جو مجھ کو اس وضع انامل سے ہوا۔ وہ میرے دل کی ٹھنڈک تھی۔ جو اس سے شعور معرفت مطلق کا روشن ہوا۔ اللّٰھم احسن بعمال الاحدیۃ والواحدیۃ بحرمۃ النبی العربی واذا تم الفقر فھو اللہ یہی ہے۔ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید مقام قرب اور منزل بے نشان ہے، سوائے کون مکان کے دوسرا کیا ہے! اس منزل میں سوائے جستجو کے کچھ نہیں ہوتا خداوند کریم کی مدد سے بغیر گفتگو کے پہنچے اس جگہ سالک ہر ایک چیز کا مالک ہوتا ہے +

فرمایا نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اتصفوا بصفات اللہ وتخلقوا باخلاق اللہ متصف ہوتا ہے۔ مثال اس کی اس طور پر سمجھنی چاہیئے۔ کہ کوئی شخص لوہے کو آگ میں کرے آگ سُرخ اور لوہا بھی سُرخ ہوتا ہے۔ لوہا آگ ہے، جب تک سُرخی باقی ہے! اور جب سُرخی زائل ہو جائے۔ لوہا لوہا ہے اور آگ آگ ہے۔ اس وقت کہ سالک عشق حق تعالےٰ میں فانی ہو جاتا ہے قیمت اس کے خون

کی دیدار الٰہی ہے جیسا کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا من مات من العشق فقد مات شہیداً یعنی جو مر گیا عشق میں تحقیق وہ شہید ہے اور شہید اکبر کو دیدار اسی وقت حاصل ہوتا ہے ؎

خدایا سخت مشتاقم زبہر شوقِ دیدارت
بفضل خود مرا یا رب نما دیدار یا اللہ

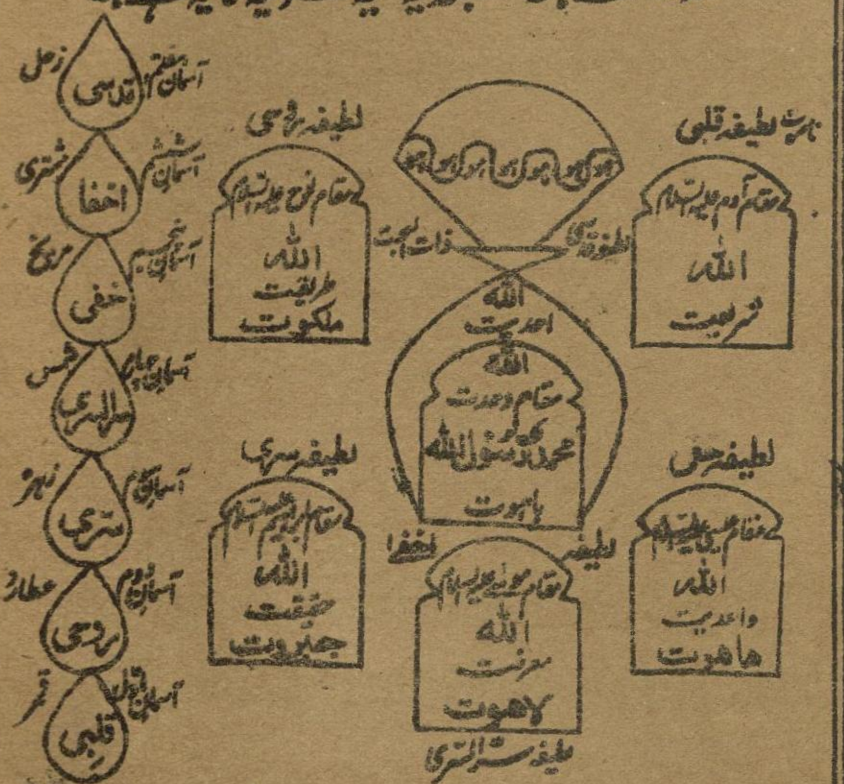
اللّٰھم ارزقنا لقائک بحرمت النبی العربی کیا اچھے ہیں نیک نصیب سالکان عاشق اور عاشقان صادق کہ جو فی الفور اس مرتبہ عظیم کو پہنچتے ہیں ؎

دیگراں را وعدۂ فردا بود ۔ سالکاں را دید ہم اینجا بود

جب کہ دریائے وحدت سے غوطہ مار کر باہر آتا ہے رجوع حالت اصلی کی طرف کرتا ہے کہا ہے ما النہایت ھو الرجوع الی البدایت یعنی سائل نے پوچھا کہ نہایت کیا ہے کہا وہ لوٹنا ہے طرف ابتدا کی۔ فرمایا رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کل شیٔ یرجع الی اصلہ یعنی ہر شے رجوع کرتی ہے طرف اصل اپنے کے اور اس لطیفہ میں سیر فی اللہ حاصل ہوتی ہے اور روح قدسی عیاں ہوتا ہے نفس نیک ہو جاتا ہے سالک کا نام کمال الدین ہوتا ہے اور ایک مرتبہ کا قطب اور غوث زمانہ ہوتا ہے اور جو کچھ منبع نو آسمانوں اور سات زمینوں اور تحت الثرے اور سات ولایت کے ہے مکشوف ہوتا ہے یعنی خداوند تعالےٰ کے حکم سے واضح ہوتا ہے واللّٰہ العلم عند اللہ ۔

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا بحرمت النبی سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ۔

نقشہ لطائف سبعہ نقشبندیہ سعیدیہ شریفیہ کا یہ ہے:-



اور خاتمہ بالخیر بیان میں سلسلہ نقشبندیہ شریفیہ عالیہ و شجرہ طیبہ کے ہمیشہ نازل ہو اس پر برکت اور رحمت بحرمت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

سلسلۃ متواترۃ انتسابی الطریقۃ النقشبندیۃ قدس اللہ اسرارہم

اس فقیر حقیر کثیر التقصیر محمد اسلم نقشبندی نے اپنے باپ شیخ جلال الدین نقشبندی رح سے فیض پایا اور انہوں نے شیخ المشائخ میاں فتح اللہ نقشبندی رح سے اور مولانا محقق میاں محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے اپنے والد شیخ قطب ربانی حبیب سبحانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سے

اور انہوں نے خواجہ محمد الباقی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے خواجہ
امکنی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ اور انہوں نے قطب ربانی خواجہ درویش علی نقشبندی
رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے قطب ربانی خواجہ زاہد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سے
اور انہوں نے قطب ربانی خواجہ عبید اللہ الاحرار نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سے اور
انہوں نے قطب ربانی خواجہ یعقوب رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے خلیفہ
الرحمانی السر السبحانی عاشق ربانی حضرت خواجہ بہاؤ الحق والدین نقشبندی قدس اللہ
سرہ العزیز سے اور انہوں نے قطب ربانی خواجہ میر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے اور
انہوں نے قطب ربانی محمد السماسی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ اور انہوں نے قطب ربانی
خواجہ علی رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے قطب ربانی خواجہ محمود انجیر الفغنوی
رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے قطب ربانی خواجہ عارف ریوگری سے اور انہوں نے
قطب ربانی خواجہ عبد الخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے قطب ربانی
خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے قطب ربانی خواجہ علی الفارمدی
رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے قطب ربانی خواجہ ابو الحسن الخرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے
اور انہوں نے قطب ربانی خواجہ بایزید البسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ اور
انہوں نے امام الہمام حضرت امام جعفر الصادق سبط حبیب اللہ رضی اللہ عنہ
سے اور انہوں نے اپنے نانا قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے اور
انہوں نے حضرت سلمان الفارسی صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
اور انہوں نے شیخ المہاجرین الانصار ثانی اثنین اذ ہما فی الغار ابی بکر الصدیق
خیر الاخیار رضی اللہ تعالے عنہ سے اور انہوں نے حضرت سید المرسلین

خاتم النبیین محمدن المصطفےٰ و رسول المجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات سے اور انہوں نے جبرائیل علیہ السلام سے اور انہوں نے تمام رب العزت جل جلالہ العظیم الکریم الرحیم سے ٭

تمت بالخیر

غزل حقیر

خانۂ خود اے صنم اندر دل ما کردہ   بند ویرانہ مگر عرش معلیٰ کردہ
عاشقِ جانباز کردہ ہلاک از تیغِ ناز   بر سرِ لاشش فگندی تماشا کردہ
من گرفتارِ بلا تنہا نیم اے جانِ جاں   ہر کسے را عاشقِ زلفِ چلیپا کردہ
ابروئیت تیغ و سلاسل زلف مژگانت سناں   بہرِ قتلِ عاشقاں ساماں مہیا کردہ
ساختی مومن کسے را کردہ کافر کسے   رخنہ ہا انداختی خود فتنہ برپا کردہ
جلوہ خود برفگندی کردہ روشن طور را   زاں کلیمے با صفا را مست شیدا کردہ
خود لوائی احمد شدی خود حامد و محمود شد   وز برائے دیدنِ خود را افشا کردہ
گہ شدی یعقوب گاہے یوسفِ کنعاں شدی   ہر دو عالم را بعشق خود زلیخا کردہ
خود شدی فرہاد و شیریں وامق و عذرا ست خود   لیلیٰ و مجنوں شدی خود عزمِ صحرا کردہ
آسیٔ برگشتہ خود قسم باز نی گفتہ   اے شوم قربانت اعجاز مسیحا کردہ

خود عیاں کردی تو اسرارِ نہانِ خویش را
پس حبیب را سوا عقل و بینوا را کردہ

────

سلسلہ تصوف نمبر ۶۲

اُردو ترجمہ کتاب

مقصد الاقصیٰ

مُصنّفہ

جناب زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضرت خواجہ عزیز ابن نسفی رحمۃ اللہ علیہ

جسے

ملک فضل الدین ملک چنن الدین ملک تاج الدین کیے زئی تاجران کتب قومی نقشبندیہ منزل کوچہ ککے زئیاں

بازار کشمیری لاہور

نے

بصرف زر کثیر بامحاورہ اُردو ترجمہ کرا کر

نولکشور پریس لاہور مین مینیجر کے اہتمام سے چھپوایا

تصوّف کی سراپا رحمت کتابیں

مثنوی تحفۃ العاشقین معہ تحفۃ العارفین

یہ دونوں کتابیں سالک حق پرست مست بادۂ الست مقبول بارگاہ احد حضرت شاہ عبد الصمّد قدس سرہٗ نقشبندی مجددی کی تصنیف لطیف میں سے ہے۔ اردو زبان میں سراپا برکت اور رحمت ہیں چنانچہ مشہور ہے کہ حضرت مصنف کو ان کتب کی تصنیف کیلئے خواب میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا تھا اور یہی وجہ ان کے مقبول عام اور فائدہ مند ہونیکی ہے۔ یہ دونوں کتابیں نہایت اعلےٰ درجہ کے کاغذ پر خوشخط چھاپی گئی ہیں۔ قیمت ۱۲/

تحفۂ قادریہ بزبان اُردو

اس رسالہ بابرکت میں حضرت شاہ ابو المعالی رحمۃ اللہ علیہ لاہوری نے جو عاشق جناب سید عبد القادر جیلانی کے ہیں۔ جناب غوث پاک کے مناقب اور کرامات کو نہایت معتبر روایات سے عجیب دلکش اور پُر اثر طریق سے قلمبند فرمایا ہے اور تحریر عبارت میں جناب علیہ الرحمۃ نے اپنے سچے عشق اور بیتابی کا نہایت پر درد الفاظ میں ثبوت دیا ہے جس کے مطالعہ سے انسان پر فوری اثر نمودار ہوتا ہے۔ اس کتاب کو طالبان مولےٰ کی خاطر نہایت عام فہم اردو میں ترجمہ کیا گیا ہے اور بہت بڑی کوشش سے چھاپا گیا ہے۔ قیمت ۸/

قانون عشق ہر دو حصّہ

یعنی شرح کافیائے توحید معرفت حضرت بلھے شاہ صاحب قصوری شطاری قدس سرہٗ آشنایان دریائے حقیقت اور واقفان رموز طریقت اور اہل تصوّف کے جاں نثاروں کیلئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ یعنی اول سے آخیر تک اس میں جمیع منازل و مراتب تصوف کو نہایت شرح وبسط کیساتھ لکھا گیا ہے۔ اس کے پڑھنے سے اچھی طرح معلوم ہو جاتا ہے کہ تصوّف کیا کچھ ہے۔ گویا یہ کتاب مبتدی تصوّف کیلئے اوّل سے آخیر تک ایک کورس ہے۔ یہ کتاب ۳۵۲ صفحہ پر ختم ہوگئی ہے۔ اس کی خوبی اور برکت پڑھنے سے معلوم ہوتی ہے۔ قیمت ۱۲/

لکچر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

یعنی امام غزالی صاحب علیہ الرحمۃ کے خیالات وتحقیق مذہب کی دلچسپ تاریخ اور قریباً ۵۰۰ھ کی تصنیف ہے نہایت خوبی سے اُردو زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی اس کے اصل کتاب بھی چھپی ہے تاکہ جس شخص کو اُردو میں مغالطہ پڑے وہ اصل کتاب عربی سے مقابلہ کر کے تصحیح کرلے۔ قیمت ۶/

اُردو ترجمہ مکتوبات میر سید علی ہمدانی علیہ الرحمۃ

حضرت میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کا اُردو ترجمہ طالبان راہ حقیقت کے لئے اس کا مطالعہ نہایت مفید ہے۔ حضرت موصوف نے دنیا کی بے ثباتی اور ذات باری تعالےٰ کی محبت کو اس طریق سے بیان فرمایا ہے۔ کہ پڑھتے وقت طبیعت ممتاز ہو جاتی ہے۔ قیمت ۶/

اُردو ترجمہ ہشت شرائط حضرات خواجگان نقشبندیہ

یعنی بزرگان سرکار عالیہ نقشبندیہ کے ہشت شرائط۔ قابل دید نسخہ ہے۔ اور خوش قلم اعلےٰ درجہ کے کاغذ پر طبع ہوگیا ہے۔ بد

اردو ترجمہ کتاب

مقصد الاقصےٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ اجمعین الطیبین الطاہرین
بعدازاں بندہ اضعف الضعفاء۔ خادم الفقراء عزیز الدین محمد نسفی عرض پرداز ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے بہت سے درویشوں نے مجھ عاجز سے درخواست کی۔ کہ اللہ تعالےٰ کی معرفت۔ صفات اور افعال نبوت۔ ولایت کی معرفت۔ اور ظاہر و باطن کی معرفت میں ایک کتاب لکھو۔ اور کتاب کے شروع میں بیان کرو۔ کہ چلنے والا کون ہے؟ اور راہ کیا ہے؟ اور منزلیں کتنی ہیں؟ اور مقصد کیا ہے؟ نیز بیان کرو۔ کہ شریعت کیا ہے؟ اور طریقت کیا؟ اور حقیقت کیا؟ اور انسان کامل کون ہے؟ نیز یہ بھی کہ صحبت کیا ہے؟ اور ترک کیا؟ اور سلوک کیا ہے؟ میں نے ان کی درخواست قبول کی۔ اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی۔ تاکہ خطا و لغزش سے محفوظ رکھے۔" اور وہ جو چاہے اس پر قادر ہے۔" اور قبول کرنے کے لائق ہے۔ اس کتاب کا نام "مقصد الاقصےٰ" رکھا۔ اسمیں آٹھ فصلوں کے اندر اہل تصوف و اہل وحدت کی باتیں بھی لکھی گئی ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کی راہ طے کرنے والے ہیں +

فصل اوّل

اس بارے میں کہ چلنے والا کون ہے؟ راہ کیا ہے؟ منزلیں کتنی ہیں؟ اور مقصد کون

ہے! اللہ تعالےٰ تجھے دونوں جہان میں آبرو بخشے۔ سمجھ لے کہ چلنے والا شروع میں کیا ہی
کچھ مدت بعد چلنے والا وہ عقل ہو جاتا ہے۔ جس کی بابت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے۔ "العقل نورٌ فی القلب یعرف بہ بین الحق والباطل" (عقل اُس دلی نور کو کہتے ہیں
جس سے حق و باطل کی تمیز ہوتی ہے) نہ وہ عقل جسے عقل معاش کہتے ہیں۔ پھر کچھ
مدت بعد چلنے والا نور اللہ ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کئی ہزار سالک اس راہ میں آتے
ہیں۔ لیکن آخر کار صرف ایک آدھ نور اللہ کے درجے پر پہنچتا ہے۔ اب تجھے یہ تو سمجھ
آگئی۔ کہ چلنے والا کون ہے۔ اب واضح رہے کہ تمام چلنے والوں کا اصلی مقصد اور
مقصود اللہ تعالےٰ کی معرفت ہے۔ اور معرفت الٰہی نور اللہ سے ہے۔ معاشی حس و
عقل اللہ تعالےٰ کی معرفت سے بے بہرہ ہیں۔ عقل معاش روئے زمین کی بادشاہ
ہے۔ اور روئے زمین عقل معاش ہی سے آباد ہے۔ قولہٗ تعالےٰ "واذ قال ربُّکَ
للملٰئکۃ انی جاعلٌ فی الارض خلیفۃ قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء
ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک قال انی اعلم مالا تعلمون" جب پروردگار نے
فرشتوں سے کہا۔ کہ میں زمین پر اپنا خلیفہ بنایا چاہتا ہوں۔ تو اُنہوں نے کہا۔ کیا تو ایسے
شخص کو بنانا چاہتا ہے جو اس میں فساد بپا کرے گا۔ اور خون کرائیگا۔ اور ہم تجھے تعریف
اور پاکیزگی سے یاد کرتے ہیں۔ اور تجھے پاک جانتے ہیں۔ فرمایا جو کچھ تمہیں معلوم ہی نہیں
میں اُسے اچھی طرح جانتا ہوں) یعنی میں ایسی چیز جانتا ہوں۔ جو تمہیں معلوم نہیں۔ وہ
کیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اگرچہ بعض آدمی ایسے ہونگے جیسا تم نے بیان کیا ہے۔ لیکن ایسے
بھی آدمی ہی ہونگے جو نور الٰہی تک پہنچیں گے۔ اور مجھے پہچانیں گے۔ تمام پیدائیش کا
اصلی مقصود انسان ہے۔ اور انسان کی پیدایش سے یہ مطلب ہے۔ کہ میں پہچانا جاؤں
حضرت داؤد علیہ السلام نے سوال کیا۔ کہ پروردگار! تو نے خلقت کو کیوں پیدا کیا۔ فرمایا
میں مخفی خزانہ تھا۔ چاہتا تھا کہ میں پہچانا جاؤں۔ اس لئے میں نے خلقت کو پیدا کیا۔
تاکہ میں پہچانا جاؤں، پس سالک کا یہ کام ہے۔ کہ کوشش کرے۔ اور دانا کی صحبت
حاصل کرے۔ تاکہ وہ نور الٰہی کو پہنچ سکے۔ اور اللہ تعالےٰ کو پہچانے۔ اے درویش جب
تو نے چلنے والے کو جان لیا۔ اور چلنے والوں کا اصلی مقصود بھی تجھے معلوم ہو گیا۔
اب سمجھ۔ کہ اگر سالک سیر الی اللہ منزل بمنزل کرے۔ تو سیر الی اللہ میں منازل ہیں نہیں

منزل کیا خود راہ ہی نہیں۔ اس بات پر کہ تجھ سے خدا کی طرف کوئی راہ ہی نہیں دوگروہ ہیں۔ اہل تصوف اور اہل وحدت۔ اب میں ان ہر دو فریق کے سخن مختصر طور پر بیان کروں گا۔ واضح رہے۔ کہ اہلِ تصوف کہتے ہیں۔ کہ خدا کی طرف کوئی راہ نہیں۔ اس واسطے کہ اللہ تعالےٰ کی ذات نامحدود اور نامتناہی ہے۔ اس کا اول و آخر نہیں۔ اور نہ اوپر اور نیچے ہے۔ اور نہ دایاں اور بایاں۔ اور نہ پس و پیش۔ یعنی اس کی کوئی طرف نہیں۔ وہ ایک نامحدود اور نامتناہی نور ہے۔ اور بے کنارہ سمندر ہے۔ موجودات کا کوئی ذرہ ایسا نہیں۔ جس میں اللہ تعالےٰ کی ذات نہ پائی جاتی ہو۔ اور اس پر محیط نہ ہو۔ اور اس سے واقف نہ ہو۔ وہ تمام اشیاء پر محیط بالذات ہے۔ "ان اللہ الا انہم فی مریۃ من لقائہم الا انہ بکل شیئ علیم"۔ خبردار وہ لوگ دیدار الٰہی کا شک کرتے ہیں۔ لیکن یاد رہے۔ کہ اللہ تعالےٰ چیز کو جانتا ہے۔ اور ہر ایک چیز کا اسے علم ہے +

اے درویش! جب تک سالک اس قرب تک نہیں پہنچتا۔ اور اس سے باخبر نہیں ہوتا۔ وہ اللہ تعالےٰ سے بے بہرہ اور بے نصیب رہتا ہے۔ جو لوگ اس قرب پر پہنچے ہیں۔ اور اس سے باخبر ہیں۔ وہ سارا دن اللہ تعالےٰ کے مشاہدہ میں رہتے ہیں۔ خدا ہی سے کہتے ہیں۔ اور خدا ہی سے سنتے ہیں۔ دن رات خلوت و جلوت میں باادب زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور پہلو زمین پر نہیں لگاتے۔ انہیں پہلو کے بل لیٹنے سے شرم آتی ہے۔ انہیں کامل یقین ہے کہ اللہ تعالےٰ حاضر ہے۔ اور یہ کہ تمام جہان ذات خدا کے مقابلے میں ایسے ہیں جیسے سمندر کے مقابلے میں قطرہ بلکہ قطرے سے بھی بہت کم +

اے درویش! حس و عقل کو اس قرب کی راہ نہیں ملتی۔ اور نہ ہی مل سکتی ہے۔ اس قرب کا پانے والا نور اللہ ہے۔ مقام احسان کی حقیقت اس قرب کی معرفت ہے۔ یہ تھی اہل تصوف کی بات اس بارے میں کہ اللہ تعالےٰ کی طرف کوئی راہ نہیں اب میں اہل وحدت کی بات بیان کرتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ اس واسطے اللہ تعالےٰ کی طرف راہ نہیں۔ کہ وجود ایک سے زیادہ نہیں۔ اور وہ خدا کا وجود ہے۔ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کا وجود نہیں۔ نہ ہی ہونا ممکن ہے۔ اہل وحدت کہتے ہیں۔ جو نہیں ہے

وہ خود نہیں ہے۔ اور جو ہے وہ اللہ تعالےٰ کی ہستی ہے +

اے درویش! کیا تیرا خیال ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے علاوہ تیرا بھی وجود ہے۔ یہ تیری سخت غلطی ہے۔ اور تیرا خیال بالکل غلط ہے۔ یہ راہ اللہ تعالےٰ اور بندے کے مابین غلط راہ ہے۔ سالک جب تک اس خیال سے درگذر نہیں کرتا ہرگز خدا رسیدہ نہیں ہوتا۔ خود بین کبھی خدا بین نہیں ہو سکتا +

اے درویش! جب تک تو اپنے تئیں دیکھیگا۔ خدا کو نہیں دیکھیگا۔ جب تو اپنے تئیں نہیں دیکھیگا۔ خدا کو دیکھیگا۔ یہ مخفی بات اہل وحدت کی۔ کہ تجھ سے اللہ تعالےٰ کی طرف راہ نہیں۔ اگر سیر فی اللہ کی منازل کی بابت بات کریں۔ تو منزلیں بے شمار ہیں۔ اور مقامات لاتعداد بلکہ بعض تو کہتے ہیں۔ کہ سیر فی اللہ کی انتہا ہی نہیں +

فصل دوم

اس بارے میں کہ شریعت کیا ہے۔ اور طریقت و حقیقت کیا +

اللہ تعالےٰ تجھے دونوں جہان میں آبرو بخشے۔ جان لے۔ کہ شریعت پیغمبر خدا کا فرمان۔ طریقت پیغمبر خدا کا کیا ہؤا کام۔ اور حقیقت پیغمبر خدا کی دید ہے۔ "الشریعت اقوالی والطریقت افعالی والحقیقت حالی"۔ شریعت میرے اقوال۔ طریقت میرے افعال۔ اور حقیقت میرے احوال ہیں۔ سالک کے لئے ضروری ہے۔ کہ شرع کے ضروری مسائل سے واقف ہو۔ اور علم طریقت کی بابت جو کچھ ضروری ہے سیکھے اور بجالائے۔ تاکہ اس کی سعی و کوشش کے مطابق اس پر نور حقیقت ظاہر ہو +

اے درویش! جس نے فرمودۂ پیغمبر خدا کو قبول کیا۔ وہ اہل شریعت ہے جس نے کردۂ پیغمبر کو کیا۔ وہ اہل طریقت ہے۔ اور جس نے وہ کچھ دیکھا۔ جو پیغمبر خدا نے دیکھا۔ وہ اہل حقیقت ہے۔ جس میں تین چیزیں پائی جاتی ہیں۔ اس میں سب کچھ ہے۔ جس میں دو ہیں اس میں دو ہیں۔ جس میں ایک ہے اُس میں ایک ہے۔ جس میں کچھ نہیں اُس میں کچھ بھی نہیں +

اے درویش! وہ گروہ جس میں سب کچھ ہے۔ وہ کامل ہیں۔ ایسے لوگ

خلقت کی پیشوائی کے لائق ہیں - اور جن میں کچھ نہیں پایا جاتا وہ ناقص ہیں - وہ از روئے حساب ڈھور ڈانگر ہیں - بلکہ ان سے بھی بدتر "اولئِکَ کالانعام بل ھم اضل و اولئِکَ ھم الغافلون" (یہ لوگ ڈھور ڈانگروں کی طرح ہیں - بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ) ایسے لوگ غافل ہیں +

اے درویش! صورت کا کوئی اعتبار نہیں - معنی کا اعتبار ہے - اگر صورت بامعنی ہو - تو دونوں کا اعتبار ہے - لیکن بے معنی صورت ناقابل اعتبار ہے - اگر اس میں آدمیوں کے معنے پائے جاتے ہیں - تو آدمی ہے - اگر حیوانوں کے معنے پائے جاتے ہیں - تو حیوان ہے - دانا سب کو دیکھتا ہے - اور سب کو پہچانتا ہے - اور سب سے موافقت کرتا ہے - لیکن اہل قدرت موافقت نہیں کرتے - اور کیوں کریں - اگر کرتے ہیں تو جہان کا کام نہیں نکلتا - مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ تو ابھی تک سمجھا نہیں - میں اسے ذرا واضح طور پر بیان کرتا ہوں - کیونکہ اس کا سمجھنا آسان کام نہیں +

واضح رہے - کہ شریعت - طریقت اور حقیقت کی غرض یہ ہے - کہ آدمی سچ بولیں - نیک عمل کریں - اور دانا اور نیک اخلاق بن جائیں - ابھی تک تو اس مطلب کو نہیں سمجھا - اب میں اور عبارت میں بیان کرتا ہوں - اس سے تین اغراض ہیں - پہلے یہ کہ لوگ دوسرے حیوانات کی طرح نہ ہوں - امر و نہی کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے قبول کریں - اور ان پر عمل کریں - اور جو کچھ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے - زبان سے اس کا اقرار کریں اور دل سے تصدیق - یہاں تک کہ عمل اور تقوے سے آراستہ ہوں - اور کوشش کر کے دانا کی صحبت اختیار کریں - اور یقین جانیں کہ خدا ایک ہے - تیسرے یہ کہ اللہ تعالے کی شناخت کے بعد سارے جواہر اشیاء اور جواہر اشیا کی ساری حکمتوں کو جانیں - اور سمجھیں اور دیکھیں کہ جب تمام مراتب کو طے کر لیا - تو کامل ہو گئے - اور شریعت - طریقت اور حقیقت سے آراستہ ہو گئے +

اے درویش! جب تجھے معلوم ہو گیا - کہ شریعت - طریقت اور حقیقت کی غرض کیا ہے - تو تجھے گفتگو چھوڑ کر کوئی کام کرنا چاہئے - تاکہ تو کہیں پہنچ سکے - کیونکہ عمل کا حرف کہنا - اور بے معنی صورت کسی کام نہیں آتی - یہ عمل ہی ہے جو سالکوں کو مقامات عالی پر پہنچاتا ہے - عمل صالح درجے کو بلند کر دیتا ہے - اہل طریقت کا عمل دس چیزیں ہیں

پہلے اللہ تعالےٰ کی طلب۔ کہ سب ریاضتیں اور مجاہدے اللہ تعالےٰ کے پالینے کے لئے ہیں۔ دوسرے طلب دانا۔ کیونکہ بغیر رہنما رستہ ہاتھ نہیں آتا۔ تیسرے دانا کا مرید ہونا۔ سالک کو چاہیئے۔ کہ کسی نہایت دانا کا مرید ہو۔ اور اس کا محب ہو۔ کیونکہ ارادت سالک کے لئے بمنزلہ سواری ہے۔ جس قدر ارادت قوی ہوگی۔ اسی قدر اس کی سواری زیادہ قوی ہوگی۔ چوتھے فرمانبرداری۔ سالک کو مرشد کا مطیع و فرمانبردار ہونا چاہیئے۔ دینی و دنیوی جو کام کرے۔ مرشد کی اجازت اور رہنمائی سے کرے۔ پانچویں ترک۔ مرشد کے اشارے سے تمام فضولیات کو چھوڑدے۔ اگر شیخ مسکن۔ لباس اور فتوت کے چھوڑنیکا حکم دے تو بجالائے۔ جو کچھ رکھتا ہو۔ سب چھوڑدے۔ اگر شیخ نہ مانے تو فضولات کے چھوڑنے کو فضول جانے۔ ضروری ضروری نگاہ رکھے۔ چھٹے تقوےٰ۔ سالک متقی پرہیزگار۔ سچ بولنے والا اور راست کردار ہو۔ حلال کھائے۔ شریعت کی عزت کرے۔ اور اس کا یقین کرے۔ کہ سالک کو جو کشائش حاصل ہوتی ہے۔ وہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے ہوتی ہے۔ ساتویں کم بولنا۔ آٹھویں کم سونا۔ نویں کم کھانا۔ دسویں گوشہ گیری۔ یہ اہل طریقت کے عمل تھے۔ اب اہل طریقت کی علامات بھی دس ہیں۔ جو نہایت قوی اثر رکھتی ہیں۔ سالک جب مرشد کی خدمت میں ان دس چیزوں پر قائم رہیگا۔ تو آخرکار کسی جگہ پہنچ ہی جائیگا۔ اور حقیقت اس پر ظاہر ہوجائے گی۔ اگر ان دس میں سے ایک بھی کم ہوجائے۔ تو سلوک حاصل نہ ہوگا۔ اور نہ ہی سالک کسی مقام پر پہنچ سکیگا +

اے درویش! اہل حقیقت کا عمل دس چیزوں پر موقوف ہے۔ پہلے یہ کہ خدارسیدہ ہو۔ اور اسے پہچانتا ہو۔ اللہ تعالےٰ کی شناخت کے بعد تمام جواہر اشیاء اور انکی تمام حکمتوں کو کماحقہ پہچانے اور دیکھے۔ دوسرے صلح کل ہو۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ خدارسیدہ ہوگیا ہے۔ جو خلق اللہ سے یکساں برتاؤ کرتا ہے۔ اور اعتراض اور انکار سے آزاد ہے۔ اور کسی سے دشمنی نہیں کرتا۔ بلکہ سب کو دوست سمجھتا ہے۔ اے درویش ہر شخص جب پیدا ہوتا ہے۔ تو کسی خاص مقام پر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ کسی کو حنفی۔ کسی کو شافعی۔ کسی کو بت پرست۔ کسی کو یہودی اور کسی کو مسلمان کہتے ہیں ان سب کو اپنی طرح بے بس خیال کرنا چاہیئے۔ اور خداشناس طالب بننا چاہیئے۔ تیسرے سب کے ساتھ شفقت سے پیش آنا۔ شفقت کے یہ معنے ہیں۔ کہ لوگوں سے ایسی بات کہے

جس پر وہ عمل کریں۔ اور جس کے کرنے سے دین و دنیا میں انہیں فائدہ حاصل ہو۔ اہل شفقت نصیحت اور ادب کرتے ہیں۔ اہل علم نصیحت کرتے ہیں۔ اور اہل فتوت ادب۔ تاکہ لوگ ایک دوسرے سے امن میں رہیں۔ چوتھے تواضع۔ سب کو عزیز جانے اور عزت و حرمت کی نگاہ سے دیکھے۔ پانچویں رضا و تسلیم۔ اور آزادی و فراغت چھٹے توکل۔ صبر اور تحمل۔ ساتویں بے طمع۔ کیونکہ طمع ام الخبائث ہے۔ آٹھویں قناعت و فراغت۔ جو سالکوں کو کسی مقام پر پہنچائے دیتی ہے۔ نویں کسی کو نہ ستانا۔ اور سب کو راحت پہنچانا ہے۔ دسویں تمکین۔ اے درویش اصلی کام ثبات و تمکین اور استقامت ہے۔ یہ تین علامتیں اہل حقیقت کی۔ جس میں یہ پائی جاتی ہیں۔ وہ اہل حقیقت ہے۔ سالک جب تک علم و حکمت میں کمال کو نہیں پہنچتا۔ اور سیر الی اللہ و سیر فی اللہ کو پورا نہیں کرتا یہ علامتیں اس میں پیدا ہی نہیں ہوتیں +

فصل سوم

انسان کامل کے بیان میں

واضح رہے۔ کہ انسان کامل وہ ہے۔ جو شریعت۔ طریقت اور حقیقت میں کامل ہو۔ اگر تم ان معنوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ تو میں دوسری عبارت میں ادا کرتا ہوں۔ سنو! کامل انسان وہ ہے۔ جس میں چار چیزیں بدرجہ کمال پائی جائیں۔ **نیک اقوال**۔ **نیک افعال**۔ **نیک اخلاق**۔ اور **نیک معارف**۔ سالکوں کے تمام معارف اس میں آجاتے ہیں۔ سالک کا یہ کام ہے۔ کہ ان چار چیزوں کو کمال پر پہنچائے۔ جو ان کو کمال پر پہنچاتا ہے۔ خود کمال پر پہنچ جاتا ہے۔ جب کامل انسان کو تو نے پہچان لیا۔ اب سمجھ کہ کامل انسان کے بلحاظ اعتبارات و اضافات مختلف نام ہیں۔ اور سب سچ ہیں۔ اس کو شیخ۔ ہادی۔ مہدی اور پیشوا کہتے ہیں۔ نیز بالغ کامل اور مکمل بھی۔ نیز جام جہاں نما آئینہ گیتی۔ تریاق بزرگ اور اکبر اعظم بھی اور عین بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور خضر بھی کیونکہ اس نے آب حیات پیا ہے۔ سلیمان بھی کہتے ہیں کیونکہ جانوروں کی زبان سمجھتا ہے +

اے درویش! تمام موجودات ایک وجود کی طرح ہے۔ اور اس وجود کا

دل انسانِ کامل ہے ۔ بعض کہتے ہیں ۔ کہ تمام موجودات بمنزلہ درخت ہے ۔ اور آدمی اس کے پھل ہیں ۔ اور کامل انسان اس کا خلاصہ ہے ۔ اور انسان کامل کو اس درخت کا سارا علم حاصل ہے +

اے درویش! کامل پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہوتی ۔ وہ خدا رسیدہ اور عارف باللہ ہوتا ہے ۔ اور خدا شناسی کے بعد جواہر اشیاء اور ان کی حقیقت سے واقف ہوتا ہے جب کامل انسان خدا رسیدہ اور خدا شناس ہو جاتا ہے ۔ اور جواہر اشیاء سے بخوبی واقف ہو جاتا ہے ۔ تو پھر اس کے لئے کوئی کام اور کوئی طاعت اس سے بڑھکر نہیں ہوتی ۔ کہ وہ خلق خدا کو آرام پہنچائے ۔ اور کوئی آرام اس سے بڑھکر نہیں ہوتا ۔ کہ دوسروں کی تکمیل میں مشغول ہو ۔ اور لوگوں سے ایسی بات کرے اور کہے ۔ کہ جس پر عمل کر کے دین و دنیا میں فائدہ اٹھائیں ۔ اور عذاب آخرت سے خلاصی پائیں ۔ یہی راحت ہے ۔ جس کی وجہ سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت اللعالمین کہتے ہیں ۔ مختصر یہ کہ کامل انسان دوسروں کی تکمیل ۔ تربیت اور پرورش میں مشغول رہتا ہے +

فصل چہارم

کامل انسان اور آزادی کے بیان میں

اے درویش! تو نے کامل انسان کی بزرگی اور کمال کی بابت تو سن لیا ۔ اب سُن ۔ کہ کامل انسان باوجود اس کمال اور بزرگی سے حصول مرادات پر قادر نہیں ۔ نامرادی سے زندگی بسر کرتا ہے ۔ اور زمانے سے موافقت کرتا ہے ۔ ازروئے اخلاق تو کامل ہے ۔ لیکن ازروئے قدرت ناقص ہے +

اے درویش! ایسا بھی وقت ہو سکتا ہے ۔ کہ کامل انسان صاحب قدرت بادشاہ یا حاکم ہو ۔ لیکن ظاہر ہے ۔ کہ آدمی کی قدرت و طاقت کس قدر ہے ۔ جب تو حقیقت کی طرف نگاہ کرے گا ۔ تو قدرت کی نسبت اس کی عاجزی تجھے زیادہ معلوم ہوگی ۔ اور اس کی نامرادی اس کی مراد سے زیادہ دکھائی دے گی ۔ انبیاء اور اولیاء نے ایسی بہت سی چیزوں کی بابت خواہش کی ۔ کہ وہ نہ ہوں ۔ لیکن ہوئیں ۔ اور

بہت سی ایسی چیزیں جن کا ہونا وہ چاہتے تھے۔ لیکن نہ ہوئیں۔ اس سے معلوم ہوُا کہ کامل۔ ناقص۔ دانا۔ نادان۔ بادشاہ اور رعیّت سبھی قسم کے لوگ عاجز اور بیچارے ہیں۔ اور نامرادی سے زندگی بسر کر رہے ہیں +

اے درویش! بعض کامل اس بھید سے واقف ہیں۔ کہ حصول مرادات پر وہ قادر نہیں ہیں۔ اور یہ کہ سعی و کوشش سے قدرت حاصل نہیں ہوتی۔ اور نامرادی سے زندگی بسر کرنی چاہیئے۔ انہیں اچھی طرح معلوم ہوگیا۔ کہ انسان کے لئے ترک مراد سے بہتر اور کچھ نہیں۔ سو انہوں نے ترک کی۔ اور آزاد اور فارغ ہو بیٹھے۔ یعنی اس سے پہلے تو صرف مال وجاہ کو ترک کیا تھا۔ اب شیخی اور پیشوائی بھی چھوڑ بیٹھے۔ تربیت اور پرورش کی ترک کو آزادی اور فراغت سے بھی بڑھکر جانا +

اے درویش! اس بات کی حقیقت یہ ہے۔ کہ جنہوں نے دوسروں کی تربیت اور پرورش کی۔ ان کی نظر رحمت پر پڑی۔ اور جنہوں نے ترک کی اور دوسروں کی تربیت نہ کی۔ اُن کی نظر آزادی اور فراغت پر پڑی۔ اگرچہ عزّت و حرمت کے لئے انہوں نے ایسا کیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ جن بزرگوں نے شیخی اور پیشوائی کو اختیار کیا۔ ان میں سے اکثر نے مال و مرتبہ کی خاطر کیا۔ جیسا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "مایخرج من راس الصدیقین حب الجاہ" صدیقوں کے سر سے حب جاہ نہیں نکلتی' +

اے درویش! کہتے ہیں۔ کہ کامل انسان وہ ہے۔ جس میں چار چیزیں بدرجہ کمال پائی جائیں۔ نیک اقوال۔ نیک افعال۔ نیک اخلاق اور نیک معارف۔ لیکن آزاد کامل وہ ہے جس میں آٹھ چیزیں پائی جائیں۔ نیک اقوال۔ نیک افعال۔ نیک اخلاق۔ نیک معارف۔ ترک۔ عزلت۔ قناعت اور فراغت۔ جو ان آٹھوں کو بدرجہ کمال پہنچاتا ہے۔ وہ آزاد کامل ہے۔ جس میں پہلی چار ہیں وہ بالغ ہے۔ لیکن آزاد نہیں۔ جس میں آٹھوں ہیں۔ وہ کامل۔ آزاد۔ بالغ اور حر ہے۔ اب تمہیں یہ تو معلوم ہوگیا۔ کہ کامل اور آزاد کون ہے۔ اب سمجھو کہ کامل آزاد کے دو فریق ہیں۔ جب اُنہوں نے مال وجاہ اور شیخی و پیشوائی کو ترک کیا۔ تو ان کے دو گروہ بن گئے۔ بعض نے ترک کے بعد گوشہ گیری۔ قناعت اور گمنامی اختیار کی۔ اور بعض نے ترک کے بعد رضا و تسلیم۔

لیکن سب کا مقصود آزادی اور فراغت ہی ہے۔ بعض نے کہا ہے۔ کہ آزادی۔ ترک قناعت۔ گمنامی اور فراغت میں ہے۔ اور بعض نے کہا ہے۔ کہ ترک۔ رضا اور تسلیم میں ہے۔ یہ دونوں فریق اس وقت جہان میں موجود ہیں۔ اور ہر ایک اپنے کام میں مشغول ہے۔ جنہوں نے ترک کے بعد تنہائی۔ گوشہ نشینی اور گمنامی اختیار کی۔ تو اس وجہ سے کی۔ کہ انہیں کامل یقین ہو گیا۔ کہ شہد میں گرمی ہے۔ اور کافور میں سردی۔ یعنی اہل دنیا کی صحبت سے تفرقہ اور پراگندگی حاصل ہوتی ہے۔ اس سبب سے اُنہوں نے ترک کی۔ اگر ایسا اتفاق ہو جائے۔ کہ اہل دنیا ان کی زیارت کی خواہش کریں۔ اور ایسی چیزیں ان کی خدمت میں بطور ہدیہ نذر بھیجیں۔ جو خواہ حلال ہو یا حرام وہ ہرگز قبول نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ اہل دنیا کی صحبت سے ڈرتے ہیں۔ اور ان سے دور بھاگتے ہیں۔ جیسا کہ عام لوگ شیر۔ چیتے۔ سانپ اور بچھو سے ڈرتے اور بھاگتے ہیں۔ لیکن جنہوں نے ترک کے بعد رضا اور تسلیم پر نگاہ کی۔ اُنہوں نے اس واسطے کی۔ کہ انہیں یقین ہو گیا۔ کہ آدمیوں کو بہت سے کاموں کی نسبت معلوم نہیں ہوتا۔ کہ آیا وہ ان کے حق میں نیک ہیں یا بد۔ بعض وقت جن کو وہ اپنے حق میں نیک خیال کرتے ہیں۔ بُرے ہوتے ہیں۔ اور جن کو برا خیال کرتے ہیں۔ وہ ان کے حق میں نیک ہوتے ہیں۔ جب یہ لوگ اس بات سے واقف ہوئے۔ تو اُنہوں نے اپنی تدبیر و تصرف کو بیچ سے نکال دیا۔ اور رضا و تسلیم اختیار کی۔ اگر اہل دنیا ان کی زیارت کے لئے آتے ہیں۔ تو وہ انہیں منع نہیں کرتے۔ اگر نہ آئیں تو غم بھی نہیں کرتے۔ انکے نزدیک رد و قبول خلق یکساں ہے۔ اگر اہل دنیا کوئی حلال چیز ان کی خدمت میں بھیجتے ہیں۔ تو قبول کر لیتے ہیں۔ غرض یہ کہ انہوں نے اپنی تدبیر و تصرف کو بیچ سے ہٹا دیا۔ اور رضا اور تسلیم اختیار کی۔ اس بیچارے نے مدت تک ترک۔ گوشہ نشینی۔ قناعت اور گمنامی اختیار کی۔ اور مدت تک رضا و تسلیم اختیار کی۔ لیکن معلوم نہ ہوا۔ کہ کون بہتر ہے۔ کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ کیونکہ ہر پہلو میں فائدے بھی بہت ہیں اور نقصان بھی بہت ؛

فصل پنجم

صحبت کے بیان میں

واضح رہے۔ کہ صحبت میں بڑے اثر اور بڑی خاصیتیں ہیں۔ نیکی بھی ہے اور

بدی بھی۔ جو سالک مقصد و مقصود حاصل نہیں کر سکتا۔ اس کا سبب یہ ہوتا۔ کہ وہ مرشد کی صحبت میں نہیں رہتا۔ مرشد کی صحبت کچھ کام رکھتی ہے۔ اس میں ریاضت۔ مجاہدہ کرنا پڑتا ہے۔ اور آداب و شرائط کو ملحوظ رکھنا پڑتا ہے۔ اس واسطے کہ اگر لائق سالک مرشد کی صحبت میں رہے۔ تو اس کا کام بن جاتا ہے +

اے درویش ! سو سال بلکہ ہزار سال کی عبادت سے بڑھکر ایک دم یا ایک روز مرشد لایق کی صحبت میں رہنا بہتر ہے۔ "وان یوما دبلٖ کالف سنة مما تعدون" یہ ممکن ہی نہیں۔ کہ مرشد کی صحبت کے بغیر کوئی شخص مقصود حاصل کرے۔ اگرچہ اُس میں استعداد ہو بھی۔ اور ریاضات اور مجاہدات میں بھی مشغول ہو۔ ہاں جسے اللہ تعالےٰ چاہے۔ تو اپنے فضل و کرم سے بغیر مرشد واسنا دراہ دکھا سکتا ہے +

اے درویش ! بہت لوگ مرشد کی صحبت میں رہکر بھی فائدہ نہیں اُٹھاتے اس کے دو سبب ہیں۔ یا تو ان میں قابیت نہیں ہوتی۔ یا وہ طالب ہی نہیں ہوتے +

اے درویش ! جب تو درویشوں کی صحبت میں جائے۔ تو تجھے بات کم کرنی چاہیئے۔ ان کی باتیں سننی چاہئیں۔ اور جب تک تجھ سے نہ پوچھیں۔ نہ کہے۔ جب تک تجھ سے سوال نہ کریں۔ جواب نہ دے۔ اگر ایسا سوال کریں۔ جس کا جواب نہ تجھے یاد نہیں تو جلدی کہدے۔ کہ میں اسے نہیں جانتا۔ اس میں شرم نہ کرنا۔ اگر اس کا جواب تجھے معلوم ہے۔ تو مختصر اور باقاعدہ کہدے۔ درویشوں سے بطور امتحان سوال نہ کر۔ اور نہ ہی ان سے مجادلہ اور بحث کر۔ ان میں بیٹھکر تکبر مت کر۔ اور نہ اونچی جگہ بیٹھنے کی کوشش کر جب اصحاب حاضر ہوں اور خلوت ہو۔ تو تکلف نہ کر۔ کیونکہ بے تکلف ہونا بھی ادب اور محبت کی علامت ہے +

اے درویش ! بے ادبی ہر مقام پر حرام ہے۔ اپنے اپنے موقع کے آداب کو ملحوظ رکھ۔ آداب کا ملحوظ نہ رکھنا بے ادبی ہے۔ خلوت میں بے تکلف ہونا چاہیئے۔ اگر تو تکلف کرے گا۔ تو دوسروں کو بھی تکلف کرنا پڑے گا۔ لیکن درویش اس بات سے ناراض ہوتے ہیں۔ اس صورت میں اگر تو تکلف کرے گا۔ تو تو ہی ان کی ناراضگی کا باعث ہوگا۔ اصحاب میں تجھے بت پرست نہیں بننا چاہیئے۔ اور نہ ہی کسی چیز کو اپنا بت بنانا چاہیئے

جو کچھ اصحاب کرتے ہیں۔ تو بھی کر +

اے درویش! جو کام مباح ہے۔ اور اس کا نہ کرنا ضروری نہیں۔ اس میں اصحاب سے موافقت کرنا کرم و مروت ہے۔ اگر تو موافقت نہ کرے گا۔ تو بے مروت ٹھیرے گا۔ جو کام نہ فرض ہے۔ نہ ضروری اور نہ آرام کا باعث اس میں اصحاب سے متفق نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر تو ہوگا۔ تو گویا بت پرست ہو جائیگا۔ عادت کو ترک کرنا اور بتوں کو توڑنا مردوں کا کام ہے +

فصل ششم

دربیان ترک

واضح رہے۔ کہ ترک کے معنے ہیں قطع تعلق کرنا۔ قطع تعلق ظاہری بھی ہوتا ہے اور باطنی بھی۔ باطنی تو یہ ہے۔ کہ دنیاوی محبت دل سے نکال دی جائے۔ اور ظاہری یہ ہے کہ جو کچھ تیرے پاس ہے اسے ترک کردے +

اے درویش! ایک ایک چیز سالک کی راہ میں ایک ایک حجاب ہے۔ جو راہ روی کی مانع ہے۔ خواہ دنیاوی یا اخروی ترک کرنی چاہیئے۔ یعنی جس طرح مال وجاہ سالک کی راہ کا مانع ہے۔ اسی طرح بہت نماز و روزہ بھی راہ کا مانع ہے۔ بعض ظلمانی حجاب ہیں اور بعض نورانی +

اے درویش! بہت لوگ بت پرست ہیں۔ تجھے اس میں شک نہیں کرنا چاہیئے۔ ترک عادات سے مراد ترک بت پرستی ہے۔ کیونکہ بت پرستی سے سالک کسی مقام پر نہیں پہنچتا۔ جس چیز میں سالک مشغول ہوگا۔ وہی اس کی ترقی کی مانع ہوگی۔ اور وہی اس کا بت ہوگی۔ اب تجھے بت کے معنے تو معلوم ہو گئے۔ سنو! کسی کے لئے مال۔ کسی کے لئے مرتبہ۔ کسی کے لئے کثرت نماز و روزہ بھی بت ہے۔ اگر کوئی ہمیشہ سجادے پر بیٹھنا چاہتا ہے۔ تو سجادہ ہی اس کا بت ہے۔ اس قسم کی کئی ایک مثالیں ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بزرگوں نے کہا ہے۔ کہ جس کی ترک کی بابت شیخ کہے اُسے ترک کرنا چاہیئے۔ خواہ وہ چیز دنیوی ہو یا اخروی۔ اس واسطے کہ کوئی شخص اپنے بت کو نہیں پہچانتا۔ کسی کو معلوم نہیں ہوتا۔ کہ میں بت پرست ہوں

ہر ایک شخص اس سے اپنے تئیں فارغ جانتا ہے۔ اور موحد و بت شکن خیال کرتا ہے۔ مختصر یہ کہ ترک سے مراد فضولات کو ترک کرنا ہے۔ نہ کہ ضروریات کو۔ اس واسطے کہ مال بہت ناپسندیدہ اور مانع راہ ہے۔ آدمی کے لئے خوراک۔ مکان اور لباس حسب ضرورت کافی ہے۔ اگر سب کو چھوڑ دے۔ تو دوسروں کا محتاج ہو جاتا ہے۔ اور طمع پیدا ہوتی ہے۔ اور طمع ام الخبائث ہے۔ جس طرح مال کی زیادتی فساد کا باعث ہے۔ اسی طرح کمی بھی موجب فتنہ ہے۔ جس کے پاس ضروریات کے لئے کافی ہے۔ اسے بہت نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ جس کے پاس ضروریات کے لئے کافی نہیں۔ وہ بہت تکلیف اُٹھاتا ہے۔ اگر ضرورت سے زیادہ طلب کرے گا۔ تو خواہ مخواہ تکلیف اُٹھائے گا +

اے درویش! اہل معرفت کے عمل کی ترک دانا کی علامت ہے۔ یعنی تمام آدمی یہی دعوے کرتے ہیں۔ بلکہ تمام مذاہب اور ہر فرد بشر کا یہ دعوے ہے۔ کہ دنیا۔ آخرت اور اللہ تعالےٰ کی معرفت ہمیں حاصل ہے۔ اور دوسروں کو نہیں۔ معرفت ایک صفت ہے۔ اور حس کو صفات میں کچھ دخل نہیں۔ پس معلوم نہیں ہو سکتا۔ کہ کسے معرفت حاصل ہے۔ اور کسے نہیں۔ لیکن صفات مصدر افعال ہیں۔ اور افعال صفات سے پیدا ہوتے ہیں۔ ہمیں افعال سے صفات معلوم ہوتی ہیں۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو اچھی طرح نہیں سمجھا۔ اب میں واضح طور پر بیان کرتا ہوں +

واضح رہے۔ کہ ہر چیز کی علامت ہوتی ہے۔ جب وہ علامت کسی میں پائی جاتی ہے۔ تو ہمیں یقین ہو جاتا ہے کہ اس شخص میں وہ چیز پائی جاتی ہے۔ اگر نہیں۔ تو نہیں۔ یہ بات بالکل ظاہر اور روشن ہے۔ اگر کوئی کہے۔ کہ میں نانبائی ہوں یا لوہار۔ تو اس میں اگر یہ صفتیں پائی جاتی ہیں۔ تو بے شک وہ نانبائی یا لوہار ہے۔ اگر نہیں تو جھوٹ کہتا ہے۔ عمل ہی ظاہر ہے۔ اور عمل ہی باطن۔ اور عمل ہی ہر چیز کی علامت ہے۔ اگر اس چیز کے علم پر عمل کمال ہے۔ تو سمجھو کہ علم بھی کمال ہے۔ اگر عمل ناقص ہے۔ تو سمجھو کہ علم بھی ناقص ہے۔ اب تمہیں ابتدائی باتیں تو معلوم ہو گئیں۔ اب سنو کہ اہل معرفت کا عمل اور ان کی علامت کیا ہے؟ ترک ہے۔ یعنی اس شخص کی علامت جس نے دنیا۔ آخرت اور معرفت خدا کو پہچانا ترک ہے۔ پس جہاں کہیں ترک ہو گی ہمیں

یقین ہو جائے گا۔ کہ اس شخص میں دنیا۔ آخرت اور خدا کی معرفت ہے۔ اور جہاں ترک نہیں وہاں ان چیزوں کی معرفت بھی نہیں +

اے درویش ! ترک اور معرفت خدا کلمہ شہادت کے معنے ہیں۔ کہ شہادت نفی و اثبات ہے۔ نفی بتوں کی ترک اور اثبات معرفت ہے۔ مال و مرتبہ دو بڑے بُت ہیں۔ جنہوں نے بہت لوگوں کو راہ سے بھٹکایا۔ اور بھٹکاتے ہیں۔ بہت کا معبود خلقت ہے۔ اور مال و رتبے کی پرستش کرتے ہیں۔ اس میں شک نہ کرنا۔ کیونکہ واقعی ایسا ہی ہے۔ جس نے مال اور مرتبہ چھوڑ دیا۔ اور دنیا کی محبت ترک کر دی۔ گویا اس نے نفی کو مکمل کیا۔ اور جس نے اللہ تعالےٰ کی معرفت حاصل کی۔ اُس نے اثبات کو مکمل کیا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے یہی معنے ہیں۔ جس شخص میں ترک اور معرفت خدا نہیں گویا اس نے کلمہ شہادت پڑھا ہی نہیں +

اے درویش ! یہ بات کوئی مشکل نہیں ہے۔ لیکن تو والدین کی تقلید میں پھنسا ہوا ہے۔ جو ایک حجاب عظیم ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "ما من کل مولود الا وقد یولد علی الفطرة الاسلام ثم افطرت ابواہ او یہودا او ینصوانیہ مجسانہ" (ہر بچہ قدرتاً فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے والدین خواہ اسے یہودی بنائیں یا نصرانی یا مجوسی) +

اے درویش ! اہل وحدت کلمہ شہادت کے معنے اس سے بھی بہتر بیان کرتے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ کہ نفی سے مراد اپنی نفی اور اثبات سے اثبات خدا ہے۔ اسی کو ملحوظ رکھکر ایک بزرگ نے فرمایا ہے۔ کہ خود بین خدا بین نہیں ہو سکتا +

اے درویش ! دراصل تو نیست ہے۔ ہستی صرف خدا کے لئے ہے۔ میں تو چاہتا ہوں۔ کہ کلام دراز نہ ہو۔ لیکن بے اختیار ہو جاتی ہے۔ کلمہ شہادت۔ نماز اور روزے کی صورت بھی ہوتی ہے۔ اور حقیقت بھی۔ لیکن تجھے ان کی حقیقت معلوم نہیں۔ صرف صورت پر قناعت کئے بیٹھا ہے۔ اگر ان کے حقائق سے آگاہ نہ ہو۔ تو بڑے حیف کی بات ہے +

اے درویش ! ترک و معرفت درخت کی طرح ہیں۔ خدا کی معرفت اس درخت کی جڑ ہے۔ اور تمام اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ اس کے میوے ہیں۔ اس کی جڑ

دل میں ہے - اور دل سے ہی اس کی شاخیں نکلتی ہیں - جس قدر جڑ مضبوط ہو گی - اُسی قدر شاخیں مضبوط ہوں گی - اور درخت مضبوط ہو گا - جب ترک اس درجے کو پہنچ جائے - کہ دنیا - آخرت اور سالک کی ہستی اُٹھ جائے - اور صرف خدا رہجائے - تو کافی ہے +

اے درویش! ہمیشہ خدا ہی تھا - اور خدا ہی رہیگا - سالک دراصل اندھا ہوتا ہے - جب کلمہ شہادت کی حقیقت معلوم کرتا ہے - تو بینا ہوتا ہے +

فصل ہفتم

دربیان سلوک

واضح رہے - کہ اہل تصوف راہِ تصوف میں تین چیزوں کو بڑا معتبر سمجھتے ہیں - اوّل جذبہ - دوّم سلوک - سوّم عروج - جذبے سے مراد کشش ہے - اور سلوک سے کوشش اور عروج سے بخشش ہے - جذبہ فعل حق ہے - جس سے بندے کو اپنی طرف کھینچتا ہے - بندہ جب دنیا کے مال وجاہ کی دوستی میں مبتلا ہوتا ہے - تو اچانک عنایت حق اس کے دل کو دنیا سے پھیر کر اپنی طرف لاتی ہے "جذبۃ من جذبات الحق توازی من عمل الثقلین" (ایک جذبہ حق دونوں جہان کے عملوں سے بڑھکر ہوتا ہے) جو خدا کی طرف سے ہوتا ہے - اسے جذبہ کہتے ہیں - اور جو بندے کی طرف سے ہوتا ہے - اس کو آزادی کی رغبت اور محبت وعشق کہتے ہیں - جوں جوں بندے کی توجہ زیادہ ہوتی جاتی ہے - اس کا نام اور ہوتا جاتا ہے - یہاں تک کہ جب سالک ترک کر کے خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے - یعنی سب کو ترک کر کے خدا کا ہو جاتا ہے - تو عشق کے مرتبے کو پہنچ جاتا ہے - جب آدمی بذریعہ جذبہ عشق کے درجے کو پہنچ جاتا ہے - تو بعض وقت اسی مرتبے میں زندگی بسر کرتا ہے - اور بعض وقت اپنے آپ سے باخبر ہو سلوک اختیار کر کے اسے انتہا تک پہنچاتا ہے - پہلے کو مجذوب اور دوسرے مجذوب سالک کہتے ہیں اگر سلوک کو بغیر جذبہ حق ختم کرے تو اسے سالک غیر مجذوب کہتے ہیں - کل چار قسمیں ہوئیں - مجذوب - سالک - سالک مجذوب اور سالک غیر مجذوب - شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ عوارف المعارف میں فرماتے ہیں - کہ ان چاروں قسموں میں سے

دو قسمیں مجذوب اور سالک مجذوب پیشوائی اور شیخی کے لائق ہیں۔اور دوسری دو قسمیں لائق نہیں۔لوگوں کو پہلے ہی احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔اور ہر شخص کا مرید نہیں بننا چاہیئے۔اگرچہ مرد صالح اور عزیز ہی کیوں نہ ہو۔کیونکہ شیخی کرنا اور مرید بننا اور کام ہے۔یہ بات اپنی من گھڑت نہیں۔بلکہ فی الواقع ایسی ہے۔کہ میں نے بہت سے آدمیوں کو دیکھا ہے۔جنہوں نے ڈھنگ بنایا ہوا ہے۔اور شیخی کا دعوےٰ کرکے اسے مال و متاع اکٹھے کرنے کا جال بنا رکھا ہے۔اللہ تعالےٰ تمام لوگوں کو ایسے شخصوں سے محفوظ رکھے۔جذبے کے معنے تو تمہیں معلوم ہو گئے۔اب سلوک کے معنے سمجھو۔سلوک کے معنے سیر ہیں۔اور سیر دو قسم کی ہے "سیر الی اللہ" اور "سیر فی اللہ"۔"سیر الی اللہ" کی انتہا ہے۔لیکن "سیر فی اللہ" کی انتہا نہیں۔اہل تصوف کہتے ہیں۔کہ سالک اگر اس قدر سیر کرے۔کہ خدا کو پہچان لے۔تو "سیر الی اللہ" ختم ہو جاتی ہے۔اور "سیر فی اللہ" شروع ہوتی ہے سیر فی اللہ سے یہ مراد ہے۔کہ سالک شناخت خدا کے بعد چند روز سیر کرے۔اور اللہ تعالےٰ کی تمام صفات اسماء اور افعال کو پالے۔اللہ تعالےٰ کی صفات۔اسامی۔علم اور حکمت بے شمار ہیں۔بلکہ لا انتہا ہیں۔اگر زندہ رہیگا۔تو انہیں میں مشغول رہیگا۔ ؎

از صفاتِ تو آنچہ حصۂ ما است

کمتر از قطرہ زصد دریا است

مگر اہل وحدت سیر الی اللہ سے یہ مراد لیتے ہیں۔کہ سالک اس قدر سیر کرے۔کہ اسے یقیناً معلوم ہو جائے۔کہ وجود ایک سے زیادہ نہیں۔اور وہ وجود اللہ تعالےٰ کا وجود ہے۔اور اس کے وجود کے سوا اور کوئی وجود نہیں۔اس مقام پر پہنچکر "سیر الی اللہ" ختم ہو جاتی ہے اور "سیر فی اللہ" شروع ہوتی ہے۔"سیر فی اللہ" سے یہ مراد ہے۔کہ جب سالک کو یہ معلوم ہو جائے۔کہ وجود ایک سے زیادہ نہیں۔اور وہ وجود اللہ تعالےٰ کا وجود ہے۔تو پھر تمام جواہر اور اشیاء کو پورا پورا معلوم کرے اور دیکھ لے۔بعض کہتے ہیں۔کہ ممکن ہی نہیں کہ ان سب کو جانے اور دیکھے۔اس واسطے کہ آدمی کی عمر تھوڑی ہے۔اور اللہ تعالےٰ کی حکمت و علم زیادہ ہے۔مگر بعض کہتے ہیں۔کہ ممکن ہے۔کہ ایک ہی آدمی ان سب کو جانے۔واضح رہے۔کہ آدمیوں کی استعداد مختلف ہوتی ہے۔بعض کی بہت قوی ہوتی ہے۔بعض کی کم۔سلوک کے معنے تو سمجھ لئے۔اب عروج کے معنے سمجھو

عروج کے معنے ترقی ہیں۔ جو اسی کتاب میں معرفت انسان کے باب میں بیان کئے جائیں گے +

فصل ہشتم

دربیان نصیحت

اے درویش! تجھے لازم ہے۔ کہ دنیا اور اس کی نعمتوں سے دل نہ لگائے اور مال و مرتبے پر بھروسہ نہ کرے۔ ہر چیز کی زندگی فلک قمر کی طرح ہے۔ جس طرح آسمان اور ستارے ایک حالت پر نہیں رہتے۔ اسی طرح انسان بھی ایک حالت پر نہیں رہتا۔ یعنی یہ جہان ایک صورت پر قائم نہیں رہتا۔ کبھی کچھ ہوتا ہے۔ اور کبھی کچھ۔ ابھی ایک صورت مکمل نہیں ہونے پاتی۔ کہ دوسری جھٹ آموجود ہوتی ہے۔ اور پہلی صورت کو مٹا دیتی ہے۔ یہی حال دریا کی لہروں کا ہے۔ سو اچھی طرح سمجھ رکھو۔ کہ سب سے دانا آدمی درویش ہیں۔ جنہوں نے اپنی مرضی سے درویشی اختیار کر رکھی ہے۔ اور دانائی اور نامرادی کے سبب برگزیدہ ہیں۔ اس واسطے کہ انہیں اس بات کا ل یقین ہے۔ کہ قضا و قدر نے ایک مراد کے نیچے دس نامرادیاں رکھی ہیں۔ بلکہ سینکڑوں۔ دانا آدمی ایک مراد کے لئے سو نامرادی کو کس طرح برداشت کر سکتا ہے۔ وہ ایک مراد کو چھوڑ دیتا ہے۔ تاکہ سو نامرادی نہ دیکھے۔ یقین جانو۔ کہ ہم مسافر کی طرح ہیں۔ اگر تیرے پاس دولت ہے۔ تو اس کا بھروسہ نہ کر۔ معلوم نہیں۔ کہ کل کیا ہو جائے گا۔ اگر تجھے محنت و مشقت کرنی پڑتی ہے۔ تو بھی دل تنگ نہ ہو۔ معلوم نہیں کل تک کیا ہو جائے گا۔ تو اس بات کی احتیاط رکھ۔ کہ تجھ سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ بلکہ جہانتک ہو سکے خلقت کو آرام پہنچا۔ الحمد للہ رب العالمین۔ یہ آٹھ فصلیں جو میں نے لکھی ہیں۔ راہ تصوف میں یہی اصل ہے۔ اور تمام اہل تصوف پر لازم ہے۔ کہ ہمیشہ ان آٹھ فصلوں کا مطالعہ کرتے رہیں۔ واللہ اعلم بالصّواب +

باب اوّل

اللہ تعالےٰ کی ذات کی معرفت میں

اللہ تعالےٰ تجھے دونوں جہان میں آبرو بخشے۔ سُن! اہل تصوف کا قول ہے۔ کہ انبیاء اور اولیاء نے فرمایا ہے۔ کہ اس جہان کا بنانے والا کوئی ہے۔ انبیاء اور اولیاء کے بعد تمام عالم اور حکیم بھی کہتے ہیں۔ کہ اس جہان کا بنانے والا کوئی ہے۔ اس صانع کے اثبات پر بہت سے دلائل بیان کئے ہیں۔ اور کئی کتابیں لکھی ہیں۔ اس لئے مجھے دلائل دینے کی ضرورت نہیں۔ اہل تصوف کہتے ہیں۔ کہ اس جہان کا بنانے والا ایک اور قدیم ہے۔ جس کا اول و آخر نہیں۔ نہ ہی وہ قابل تجزی و تقسیم ہے۔ نہ اس کا لباس ہے۔ نہ اسے نیند۔ نہ زمان میں ہے نہ مکان میں۔ نہ ہی اس کی جہت ہے اور نہ ہی صورت۔ عمدہ صفات سے موصوف اور بُری صفات سے بَری۔ یہاں تک تو اہل تصوف اور حکما متفق ہیں۔ لیکن صوفی ایک بات اور زیادہ کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی ذات نامحدود اور نامتناہی ہے۔ نامتناہی سے یہ مراد لیتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کی ذات کا اول و آخر نہیں۔ اہل تصوّف نامتناہی سے یہ مراد لیتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کی ذات اول و آخر فوق و تحت۔ دایاں بایاں اور آگا پیچھا نہیں رکھتی۔ یعنی اس کی کوئی جہت نہیں۔ وہ ایک نامتناہی نور ہے۔ اور بے پایاں و بے کنارہ سمندر۔ جس کے مقابلے میں سارا جہان بمنزلہ قطرہ ہے۔ بلکہ قطرے سے بھی بہت کم۔ موجودات کا کوئی ذرہ ایسا نہیں۔ جس پر اللہ تعالےٰ کی ذات محیط نہیں۔ اور جس کے کام سے واقف نہیں۔ قولہ تعالےٰ "الا انھم فی مریۃ من لقائھم الا انہ بکل شیئٍ محیط" وہ ازروئے ذات بھی تمام چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے اور ازروئے علم بھی ٭

اے درویش! وہ تو بہت نزدیک ہے۔ لیکن لوگ اس سے بہت دور ہیں۔ کیونکہ انہیں اس کی قربت کی خبر نہیں۔ اس کی ذات تمام موجودات سے قرب رکھتی ہے اس کے قرب میں اعلیٰ علیین اور اسفل سافلین یکساں ہیں۔ لیکن جب تک سالک کو اس قرب کی خبر نہیں ہوتی۔ وہ اللہ تعالےٰ سے بے بہرہ و بے نصیب رہتا ہے۔ عقل اس قرب کو معلوم نہیں کر سکتی۔ اسے نور اللہ ہی حاصل کر سکتا ہے۔ جو نور اللہ کو پہنچ جاتا

ہے۔ وہ اس قرب کو حاصل کرتا ہے۔ قرب کے چار درجے ہیں۔ جن میں سے تین سے زیادہ عقل پا ہی نہیں سکتی۔ قرب زمانی۔ قرب مکانی۔ قرب صفتی۔ قرب زمانی تو اس طرح کہ وہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ عیسیٰ علیہ السّلام کے زمانے کی نسبت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ہم سے نزدیک ہے۔ قرب مکانی اس طرح کہ مشتری کی نسبت ہم سے چاند زیادہ قریب ہے۔ اور قرب صفتی اس طرح جیسے بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نزدیک ہیں۔ اگرچہ قرب زمانی اور مکانی آپ کو حاصل نہ تھا۔ یہاں مراد قرب صفتی سے ہے۔ مگر قرب الٰہی امر سے موجود ہے "وھو معکم اینما کنتم" جسے صاحب بصیرت عارف کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یہ چوتھا مرتبہ قرب کا ہے۔ جسے عقل نہیں پا سکتی۔ جب اس قرب کی جلالت عارف پر پرتو ڈالتی ہے۔ تو اس کی نظر میں انبیاء اور اولیاء۔ کافر شقی چیونٹی اور مچھر یکساں معلوم ہوتے ہیں۔ "ماتریٰ فی خلق الرحمٰن من تفاوت۔ وللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ" اللہ تعالےٰ کی مخلوق میں تو فرق نہیں دیکھتا۔ اللہ تعالےٰ ہی کے لئے مشرق اور مغرب ہے جدھر تم رُخ کرو اسی طرف اللہ تعالےٰ کا چہرہ ہے +

اے درویش! اس کا قرب تمام جہان سے یکساں ہے۔ جو اسے آگاہ نہیں اسے کام کرنا پڑتا ہے۔ اور جو اس قرب کو پہنچ جاتا ہے۔ وہ سیر الی اللہ ختم کر لیتا ہے۔ یہ قرب طور ولایت کے سوا کشف نہیں ہوتا۔ اسی طرح زمان اور مکان سے باہر نکلنا بھی اس طور کے خواص سے ہے۔ جب تک زمان اور مکان سے باہر نہیں نکلتا۔ اسکی پرواز ازل سے متصل نہیں ہوتی۔ یہاں پر عالم اور زمان کے شروع کو ازل کہتے ہیں اس میں ماضی و مستقبل کا خیال اٹھ جاتا ہے۔ اور "لیس عند ربکم صباح ولا مساء" (اللہ تعالےٰ کے نزدیک نہ صبح ہے نہ شام) نقاب سے نکلتی ہے۔ اور "یا معشر الجن والانس ان استطعتم ان تنفذوا من اقطار السمٰوٰت والارض فانفذوا لا تنفذون الا بسلطان" (انسانوں اور جنوں! اگر زمین و آسمان کے اطراف سے باہر نکلنے کی تم میں طاقت ہے۔ تو نکلو۔ لیکن تم بغیر سند یا حکم یا پروانے کے نہیں نکل سکتے) نمودار ہوتا ہے یہ ہے سب کچھ جو اہل تصوف ذات خدا کی معرفت کی بابت بیان کرتے ہیں۔ یہ باتیں بہت عمدہ ہیں۔ لیکن ان کا سمجھنا بہت مشکل ہے +

اگر کوئی شخص سوال کرے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی نامحدود اور نامتناہی ذات اور عالم ملکوت کا آپس میں کسی قسم کا تعلق سمجھنا چاہیئے۔ تو اس بارے میں اہل تصوف سوال کرتے ہیں۔ جنکے جواب تو بہت مشکل ہیں۔ مگر میں بطور اشارہ کچھ عرض کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ نامحدود اور نامتناہی کو موجود جاننا اور دوسروں کو اس سے موجود جاننا جس طرح کہ محدود اور نامتناہی کی حد۔ انتہا۔ جہت تجزی۔ تقسیم اور خرق نہیں ہوتا۔ اور بہت مشکل ہے۔ نیز کہا گیا ہے۔ کہ حس و عقل اس قرب کو حاصل ہی نہیں کر سکتے جب عقل اس قرب کو حاصل ہی نہیں کر سکتی۔ تو اس کا جواب کیا دے سکیگی +

اے درویش! اس طرح نہیں کہہ سکتے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی ذات سب سے اوپر ہے۔ اور پھر اس کے نیچے ملک ہے۔ اس واسطے کہ یہ سب کچھ محدود اور متناہی ہے۔ اور جہت میں ہے۔ جب تجھے معلوم ہو گیا۔ کہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ اور اس کا طریق اور ہی ہے۔ گو اس کے معنے اور طرح ہی ہوں۔ ایک یہ کہ جوہر جوہر سے دوسرے عرض عرض سے۔ تیسرے روح جسم سے۔ چوتھے اللہ تعالےٰ اہل عالم اور عالم سے۔ ان سب کا مقصود یہ ہے۔ "من عرف نفسہٗ فقد عرف ربہٗ" (جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا) نمودار ہو۔ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ تو اس بات کو اچھی طرح نہیں سمجھا۔ میں اس سے ذرا واضح طور پر بیان کرتا ہوں۔ کیونکہ ایسی باتوں کا سمجھنا آسان کام نہیں +

فصل

واضح رہے۔ کہ خاک غلیظ ہے۔ اور پانی اس کی نسبت لطیف ہے۔ آگ ہوا سے بھی لطیف ہے۔ جو زیادہ لطیف ہو گی اس کا مکان اوپر ہو گا۔ اس جہان میں جب تو یہ ابتدائی باتیں سمجھ چکا ہے۔ تو اب یہ سمجھ۔ کہ چار چیزیں بلحاظ لطافت و کثافت الگ الگ بھی مکان رکھتی ہیں۔ اور ایک دوسری میں بھی۔ ایک دوسری کے معنے بھی ہیں مثلاً اگر ایک تھال مٹی سے اس طرح پر کیا جائے۔ کہ اس میں اور مٹی کی گنجایش نہ رہے۔ پھر بھی اس میں پانی کی گنجائش ہے۔ جہاں پر مٹی نہیں سما سکتی۔ اور پھر اس پانی میں ہوا کی گنجائش ہے۔ جہاں پر اور پانی نہیں سما سکتا۔ اس ہوا میں پھر آگ کا مقام ہے جس میں ہوا کی گنجایش نہیں۔ اس واسطے کہ جو چیز زیادہ لطیف ہے۔ اس کا نفوذ بھی زیادہ

ہوتا ہے۔ اور اس کا شمول و احاطت بھی زیادہ ہی ہوتا ہے۔ تھال میں کسی مٹی کا کوئی ذرہ ایسا نہیں۔ جس میں پانی موجود نہ ہو۔ اور اس پر محیط نہ ہو۔ اور مٹی اور پانی کا کوئی ذرہ ایسا نہیں۔ جس پر ہوا محیط نہ ہو۔ اور مٹی۔ پانی اور ہوا کا کوئی ذرہ ایسا نہیں جس پر آگ محیط نہ ہو۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو مزاج بھی پیدا نہ ہوتا۔ اور نہ ہی نباتات اُگتی۔ گو چاروں ایک دوسرے کو گھیرے ہوئے ہیں اور معین بھی ہیں۔ لیکن اپنے اپنے مکان میں ہیں۔ اس واسطے کہ کثیف لطیف کے مکان میں نہیں آسکتا۔ اگر تو یقیناً معلوم کرنا چاہتا ہے۔ کہ یہ چاروں آپس میں ملی ہوئی ہیں۔ اور اپنے اپنے مکان میں بھی ہیں۔ تو اس طرح کر سکتا ہے۔ کہ تو اپنے ہاتھ کو پانی میں ڈالے۔ تو وہ تیرے ہاتھ کو تر کرے گا۔ لیکن جلائے گا نہیں۔ اگر آگ میں ڈالیگا۔ تو وہ تر نہیں کرے گی۔ بلکہ جلائے گی۔ اگر اُبلتے ہوئے پانی میں ڈالیگا۔ تو وہ جلا بھی دے گا۔ اور تر بھی کرے گا۔ پس معلوم ہوا۔ کہ پانی اور آگ اکٹھے ہیں۔ اور یہ بھی تجھے اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ آگ پانی یکجا جمع نہیں ہو سکتے۔ پس پانی اپنے مکان میں ہوگا۔ اور آگ اپنے مکان میں۔ لطیف کثیف میں اور کثیف لطیف میں اپنا مکان بنا لیتا ہے۔ لطیف کثیف کو پھاڑ نہیں سکتا۔ اور نہ ہی کثیف کا مکان تنگ ہو جاتا ہے +

اے درویش! اگر تاریک مکان میں شمع لائی جائے۔ تو گھر اس کی روشنی سے منور ہو جائے گا۔ اسی روشنی کے سبب ہوا کے لئے اس مکان میں جگہ تنگ نہیں ہوگی۔ اس بات کی ضرورت نہیں ہوتی۔ کہ روشنی کی شعاعوں کو اندر آنے کے لئے ہوا کے ذرے باہر نکل جائیں۔ روشنی ہوا کو پھاڑ نہیں سکتی۔ اور نہ ہی ہوا کی جگہ کو تنگ کر سکتی ہے۔ اس واسطے کہ ہوا اپنے مکان میں ہے۔ مختصر یہ کہ جو کچھ میں نے کہا ہے۔ بات دراصل اسی طرح ہے۔ اس واسطے کہ ہوا۔ پانی۔ مٹی۔ اور آگ چاروں جسم مکان اور جہت میں ہیں اور قابل تجزی و تقسیم اور خرق والتیام ہیں۔ لیکن ہماری بحث اللہ تعالٰے کی ذات پر ہے۔ جو نہ جسم ہی ہے۔ اور نہ جہت و مکان میں ہے۔ اور نہ ہی قابل خرق والتیام ہے۔ اور نہ ہی قابل تجزی و تقسیم۔ یہ باتیں اس واسطے بیان کی گئیں ہیں۔ تاکہ تو آسانی سے سمجھ سکے۔ اس قسم کا علم بہت شریف ہے۔ ذات خدا اور قرب خدا کی معرفت اس قسم کی نظیروں کے جاننے پر موقوف ہے۔ اب میں اور بھی اچھی طرح بیان کرتا ہوں +

فصل

واضح رہے۔ کہ انسانی روح جسم کے ساتھ ہے۔ نہ کہ جسم میں۔ ایک دوسرے کے ساتھ ہیں۔ جسم کا کوئی ذرہ ایسا نہیں۔ جس میں روح نہ ہو۔ اور اس سے آگاہ نہ ہو۔ باوجود اس کے جسم اپنے مکان میں ہے۔ اور روح اپنے مقام میں۔ جسم روح کے مقام میں نہیں آسکتا۔ اور روح جسم کے مقام میں نہیں آسکتی۔ اس واسطے کہ جسم کثیف ہے۔ اور روح لطیف۔ اگر جسم کا کوئی عضو دور کر دیا جائے۔ تو روح اپنے مقام میں رہتی ہے۔ اگر دوسرا عضو بھی دور کر دیں۔ تو بھی روح اپنے کام میں مشغول رہیگی۔ اگر جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔ تو بھی روح کو کچھ نقصان نہیں پہنچتا۔ اس واسطے کہ جسمانی ضرر روح کے مقام کو ضرر نہیں پہنچا سکتا +

اے درویش! روح جسم کے ساتھ ہے نہ کہ جسم کے اندر۔ روح جسم میں داخل بھی ہے۔ خارج بھی۔ مستقل بھی۔ اور اس سے مبرا نہیں۔ حلولی نے یہاں پر غلطی کی ہے۔ کہ وہ بذات ہے۔ اسے یہ معلوم نہ ہؤا۔ کہ اللہ تعالےٰ سب کے ساتھ ہے۔ اور سب میں ہے۔ اس میں بڑا فرق ہے۔ کہ سب سے بھی ہو۔ اور سب میں بھی ہو +

اے درویش! اگو انسانی روح نہایت لطیف ہے۔ لیکن اس کی لطافت کو اللہ تعالےٰ کی لطافت سے کیا نسبت۔ اللہ تعالےٰ کی ذات کو فرق نہیں کر سکتی۔ کیونکہ کثیف لطیف کو پہنچ سکتا۔ اور کوئی چیز ذات خدا کے لئے حجاب نہیں ہو سکتی۔ جو چیز جتنی زیادہ لطیف ہو گی۔ اس کی احاطت بھی اسی قدر زیادہ ہو گی۔ جو جس قدر زیادہ محیط ہو گی۔ اس کی آگاہی بھی زیادہ ہو گی۔ اللہ تعالےٰ کی ذات حقیقی لطیف حقیقی محیط۔ اور حقیقی دانا ہے۔ اور "وھو اللطیف الخبیر" کے یہی معنے ہیں۔ اسی ایک آیت کو سُن کر اہل عالم کو چاہیئے تھا۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے۔ لیکن نہ لائے۔ کیونکہ اُنہوں نے "وھو اللطیف الخبیر" کو نہ پایا۔ ظاہر ہے۔ کہ چند ایک اشخاص نے اس آیت کے معنوں کو سمجھا ہو گا۔ اگر اُسے اس آیت کے معنے سمجھ میں نہیں آئے۔ تو وہ "وھو معکم اینما کنتم واللہ بما تعملون بصیر" کے معنے کیا سمجھ سکیگا +

اے درویش! اللہ تعالےٰ بہت ہی نزدیک ہے۔ جیسا کہ خود فرماتا ہے۔

"ونحن اقرب الیہ من حبل الورید" قرآن اور حدیث میں اس کی مثالیں بہت ہیں۔ لیکن کیا فائدہ۔ کیونکہ لوگ اللہ تعالےٰ کی معرفت سے بہت دور پڑے ہیں۔ اور قرب خدا سے بے بہرہ اور بے نصیب ہیں۔ سارا دن فریاد کرتے رہتے ہیں۔ کہ ہم اللہ تعالےٰ کو طلب کرتے ہیں۔ لیکن نہیں جانتے۔ کہ اللہ تعالےٰ تو حاضر ہے۔ طلب کی کوئی حاجت نہیں +

اے درویش! اللہ تعالےٰ بعض سے دور ہے۔ اور بعض کے نزدیک۔ اللہ تعالےٰ تو سب کے ساتھ ہے۔ اور تمام موجودات اس کے قرب میں یکساں ہے۔ اعلےٰ علیین اور اسفل سافلین اس قرب میں برابر ہیں۔ قرب و بعد صرف ہمارے علم اور جہالت کی وجہ سے ہے۔ جو زیادہ عالم ہے۔ وہ زیادہ نزدیک ہے۔ موجودات کا کوئی ذرہ ایسا نہیں۔ جس میں اس کی ذات موجود نہ ہو۔ اور اس پر محیط نہ ہو۔ اور اس سے واقف نہ ہو +

اے درویش! جب تجھے معلوم ہو گیا۔ کہ اس جہان کا بنانے والا ایک اور قدیم ہے۔ اور واحد حقیقی ناقابل تجزی ہے۔ اور از روئے ذات و علم تمام اشیاء پر محیط ہے۔ اس کا اول و آخر۔ اوپر نیچے۔ دایاں بایاں اور آگا پیچھا نہیں۔ نیز تجھے معلوم ہو گیا۔ کہ اسکا قرب سب سے یکساں ہے۔ موجودات کا کوئی ذرہ ایسا نہیں جس میں اللہ تعالےٰ کی از روئے ذات اسکے ساتھ نہ ہو۔ اور اس پر محیط نہ ہو۔ اور اس سے واقف نہ ہو۔ نیز تجھے یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ اللہ تعالےٰ جہان میں داخل۔ جہان سے خارج اور جہان سے متصل نہیں۔ نیز "وھو یعلم اینما کنتم واللہ بما تعملون بصیر" کا بھید تجھے معلوم ہو گیا۔ معرفت ذات خدا کے بارے میں اہل معرفت کی بات یہ ہے۔ اگر یہ درست اور محکم ہے۔ تو جو کچھ تو اس پر زیادہ کرے گا۔ وہ درست اور محکم نہ ہو گا۔ اس باب میں اوّل سے لیکر آخر تک اہل تصوف کی باتیں بیان کی گئی ہیں +

باب دوم

دربیان صفت خدائے تعالےٰ

اللہ تعالےٰ تجھے دونوں جہان میں آبرو بخشے۔ واضح رہے۔ کہ شیخ صدر الدین قدس سرہٗ

فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے اسماء و صفات مترادف ہیں۔ یعنی ہر دو کے ایک ہی معنے ہیں لیکن شیخ المشائخ شیخ سعد الدین الحموی نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں۔ کہ ان احادیث میں اسماء مترادف نہیں۔ اور نہ ہی ہونے چاہئیں۔ حکیم ایسے دو لفظ نہیں بولتا۔ جن کے معنے ایک ہی ہوں۔ بلکہ حکیم ایک ایسا لفظ بولتا ہے۔ جس کے دس معنے ہوں شیخ سعد الدین کے نزدیک صفت صلاحیت ہے۔ اور اسم علامت ہے۔ اور فعل اس کی خاصیت ہے۔ نیز شیخ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ صفات ذات کے مرتبے میں ہیں۔ اور اسماء وجہ کے مرتبہ میں۔ اور افعال نفس کے مرتبہ میں۔ یہ بات تو ٹھیک ہے۔ لیکن درویشوں کی سمجھ میں اچھی طرح نہیں آسکتی۔ اگر آجائے۔ تو ہر کلمہ بجائے خود خزانہ ہے۔ نیز شیخ صدر الدین فرماتے ہیں۔ کہ صفات حق ایک وجہ سے عین ذات ہیں۔ اور ایک وجہ سے غیر ذات۔ اس واسطے کہ تمام صفات و معانی اعتباری اور اضافی ہیں۔ اس لحاظ سے تو عین ذات ہیں۔ کیونکہ وہاں پر ذات کے سوا اور کوئی موجود نہیں۔ اور دوسری وجہ سے غیر ذات۔ ان کے مفہومات مختلف ہیں۔ کثرت اسماء صرف اختلاف کی وجہ ہے۔ معنوں کی تبدیلی اعتبارات کی وجہ سے ہے۔ وحی۔ عالم۔ مال اور مرید ایسے اسماء ہیں جن کے معانی ذات قدیم سے قایم ہیں۔ اور اسماء از روئے حقیقت اہل بصیرت کے نزدیک معانی قدیم سے ہیں۔ یہ اسماء کے الفاظ اسماء ہیں۔ اس قسم کی صفات کو صفات ثبوتی کہتے ہیں۔ یہ چاروں اسماء الوہیت کے چاروں رُکن ہیں۔ لیکن معز و مذل و محی و ممیت وغیرہ نسبت اور اضافات سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان صفات کو اضافی صفات کہتے ہیں۔ اور سلام۔ قدوس۔ اور سبحی عیوب۔ نقائص اور احتیاج کے سالب ہیں۔ لہٰذا اس قسم کی صفات کو صفاتِ سلبی کہتے ہیں۔ تمام اسماء کا انحصار ان تین اقسام پر ہے۔ ثبوتی۔ اضافی اور سلبی۔ لیکن اللہ ایک ایسا اسم ہے۔ جو اس ذات قدیم کا جامع ہے۔ اس واسطے کہ کوئی اسم ایسا بزرگ نہیں۔ جیسا یہ ہے۔ بہت سے عالموں کی رائے ہے۔ کہ یہ اسم مشتق نہیں۔ بمنزلہ علم ہے۔ رحمٰن ایک اسم ہے۔ اس کو اس سبب سے کہ بخشش کا وجود ممکنات سے ہے اس کو بہ نسبت باطن کے ظاہر سے زیادہ تعلق ہے۔ برخلاف اس کے اسم اللہ غیب و شہادت اور ظاہر و باطن سب پر حاوی ہے۔ یہ اسم بہت ہی عزت و جلال والا ہے۔ قل ادعو اللہ او ادعو الرحمٰن ایا ما تدعوا فلہ الاسماء الحسنٰی۔ اسی قدر مختصر جو صفات الٰہی کی

بابت کہا گیا ہے۔ کافی ہے کہ اللہ تعالےٰ کی صفات اور اسمار بے شمار ہیں۔ ان کی تفصیل پر اس کے جزو کو اطلاع نہیں ہو سکتی۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ بعض ایسی چیزیں ہیں جن کا علم خدا ہی کو ہے +

باب سوم

دربیان معرفت افعال خدائیتعالےٰ

واضح رہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے افعال بلحاظ تقسیم دو قسم کے ہیں۔ ملک و ملکوت۔ ملک عالم محسوسات ہے۔ اور ملکوت عالم معقولات۔ عالم محسوسات کو عالم ملک۔ عالم اجسام عالم شہادت۔ عالم خلق اور عالمِ سفلی بھی کہتے ہیں۔ اور عالم معقولات کو عالم ملکوت۔ عالم ارواح۔ عالمِ غیب۔ عالمِ امر اور عالم علوی بھی کہتے ہیں۔ ان تمام سے مراد عالم ملکوت ہے۔ "الا له الخلق والامر" کا اشارہ اس عالم کی طرف ہے۔ بڑی کتاب میں عالمِ اجسام کا ذکر مفصل لکھا گیا ہے۔ لیکن عالمِ ارواح کا ذکر مجملاً لکھا ہے۔ کیونکہ عالم ملکوت کا مفصل حال وہی جانتا ہے۔ جو عالم ملکوت میں پہنچا ہو" وکذالک نرے ابراھیم ملکوت السمٰوت والارض ولیکون من الموقنین" "ہم نے اس واسطے ابراہیم علیہ السّلام کو آسمان وزمین کی ملکوت دکھائی۔ کہ اسے یقین آجائے" حضرت عیسٰی علیہ السلام فرماتے ہیں "لن یلج الملکوت السمٰوت والارض من لم یولد مرتین" وہ زمینوں اور آسمانوں کی ملکوت میں داخل نہیں ہوتا۔ جو دو دفعہ نہ پیدا ہو +

واضح رہے۔ کہ ملکوتی موجودات دو قسم کی ہے۔ ایک وہ جسے عالمِ اجسام سے کسی قسم کا تعلق نہیں۔ اسے کروبی کہتے ہیں۔ پھر کروبیوں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جنہیں عالم واہل عالم کی کوئی خبر نہیں۔ جو جب سے پیدا ہوئے اللہ تعالےٰ کے جلال وجمال میں محو ہیں۔ انہیں ملائکہ مہمہ کہتے ہیں۔ جن کی نسبت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم یوں خبر دیتے ہیں۔ "ان اللہ تعالیٰ ارضا بیضاء میرۃ الشمس فیہا ثلثون یوما ھی مثل ایام الدنیا ثلثین مرۃ مسجوبۃ خلقاً فی الارض لا یعلمون ان اللہ تعالیٰ خلق ادم وابلیس" اللہ تعالےٰ نے سورج کے بائیں طرف ایک زمین پیدا کی ہے۔ جس میں تیس دن ہوتے ہیں۔ اور وہ دنیا کے سرواکی طرح ہے۔ اس زمین سے تین گناہ ہاں کی مخلوق کو یہ معلوم ہی نہیں۔ کہ

اللہ تعالےٰ نے آدم اور ابلیس بھی پیدا کئے ہیں +

دوسری قسم وہ ہے - کہ اگرچہ عالم اجسام کی طرف توجہ تو کرتے ہیں - اور شہود قیومیت میں شیفتہ اور متحیر ہیں - لیکن فیض ربوبیت کے بسایط ہیں - ان کو اہل جبروت کہتے ہیں - اور ان کا سردار روح اعظم ہے - اور ملاء اعلےٰ میں اس سے بزرگ کوئی روح نہیں - ان کو اور اعتبار سے قلم اعلےٰ بھی کہتے ہیں - پہلے جو چیز اللہ تعالےٰ نے پیدا کی وہ قلم ہے - اور ایک لحاظ سے اسے عقل اوّل کہتے ہیں - کیونکہ پہلے جو چیز اللہ تعالےٰ نے پیدا کی وہ عقل ہے - پھر اسے کہا کہ آگے آجا تو آگے آگئی - پھر کہا پیچھے ہٹ جا - وہ پیچھے ہٹ گئی - فرمایا مجھے اپنے جلال و عزت کی قسم کہ تجھ سے بڑھکر میں نے اپنا خلیفہ نہیں بنایا - میں تجھ سے ہی عطا کرتا ہوں - اور تیرے ہی وسیلے لیتا ہوں - تیرے ذریعے ہی ثواب دیتا ہوں - اور تیرے وسیلے ہی عذاب - یہ روح اعظم ہے - دوسری قسم وہ ہیں جنہیں عالم اجسام سے تعلق و تصرف ہے - انہیں روحانی کہتے ہیں - ان کی بھی دو قسمیں ہیں - ایک تو وہ کہ جو سماویات پر تصرّف کرتے ہیں - انہیں ارواحی کہتے ہیں - اور اہل ملکوت اسفل ہیں - ان میں سے کئی ہزار حیوانات - نباتات اور جمادات پر موکل ہیں - اس لئے ہر چیز کا ایک موکل ہے - اور گذشتہ انبیاء کے کلمات میں آیا ہے - کہ ہر ایک چیز پر ایک فرشتہ موکل ہے - نیز اصحاب شریعت سے منقول ہے - کہ ہر قطرے کے ساتھ ایک فرشتہ نازل ہوتا ہے - اہل کشف یوں کہتے ہیں - کہ جب تک سات فرشتے نہیں ہو لیتے - اللہ تعالےٰ درخت پر پتے نہیں پیدا کرتا یہ سب کچھ نسبت الٰہی ہے - لیکن آدمی کی حقیقت جسے لطیفہ زمانی کہتے ہیں - ملکوت کا خلاصہ ہے - اور یہ دونوں عالموں یعنی جسمانی اور روحانی سے مرکب ہے - اور موجودات میں سے سب سے کامل ہے - اور تمام موجودات کا اصلی مقصد یہی انسان ہے - ناری ارواح جنہیں جن اور شیاطین کہتے ہیں - وہ بھی عالم تغیر کی وجہ سے عالم اسفل سے ہیں - ان میں سے بعض کو تسلّط دے رکھا ہے - ان کا سردار اور رئیس شیطان ہے - ان میں سے بعض قابل تکلیف ہیں - اور مخاطب وحی الٰہی +

انسان کی ماہیات اور مفہومات میں اختلاف بہت ہے - ہر ایک نے اپنے مقام کے مطابق خبر دی ہے - لیکن عالم اجسام و ثابتات کی دو قسمیں ہیں - سماویات اور ارضیات - سماویات جیسے عرش - کرسی - سماویات سبعہ اور سیارات - اور ارضیات جیسے

بساط۔ عنصر۔ آثار علوی جیسے برق۔ کڑک۔ بادل۔ بجلی اور مینہہ۔ مرکبات جیسے معدنیات نباتات اور حیوانات اور سمندر۔ افعال کی کوئی انتہا نہیں۔ لیکن مذکورہ بالا اقسام پر اس کا انحصار ہے۔ یہ تھی اہل تصوف کی بات +

باب چہارم

در معرفت افعال خدا

اہل حکمت کا قول ہے۔ کہ سب سے اوّل چیز جو اللہ تعالےٰ نے اپنی خدائی سے بلاواسطہ ایک لحظہ میں پیدا کر دی۔۔ بلکہ ایک لحظہ سے بھی کم میں " وما امر الساعۃ الا واحدۃ کلمح البصر او ھو اقرب "۔ اس جوہر اوّل کے بلحاظ اضافات و اعتبارات کئی ایک نام ہیں۔ جوہر اول۔ روح اضافی۔ قلم۔ روح محمد وغیرہ وغیرہ۔ اس جوہر اوّل کی بزرگی و عظمت اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ اس واسطے کہ نہایت لطیف اور شریف ہے۔ نہایت ہی دانا اور مقرب ہے۔ اور نہایت ہی حاضر و مشتاق ہے۔ اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے اشتیاق میں ہے۔ ہرگز ایک لحظہ بھر بھی اس بارگاہ سے غائب نہیں ہوتی۔ اس کے سوا کسی چیز میں اللہ تعالےٰ سے فیض حاصل کرنے کی استعداد نہیں۔ جتنا اسے قرب حاصل ہے۔ اتنا کسی اور چیز کو نہیں +

اے درویش! جوہر اول عام خدائی عالم ہے۔ اور تمام موجودات عالم جوہر اوّل ہے۔ اللہ تعالےٰ کا خطاب و کلام جوہر اول ہی سے ہے۔ اور جوہر اوّل کا کلام و خطاب موجودات کی اقامت سے ہے۔ جوہر اوّل کی خواہ کسی قدر بزرگی اور صفت بیان کروں تو بھی ہزار میں سے ایک بھی نہیں کہی جا سکتی۔ اسی جوہر اوّل کو خطاب ہوا۔ کہ مفردات لکھ اس نے ایک لحظہ میں لکھدیا۔ تو مفردات عالم ایک لحظہ میں موجود ہو گئے " انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون "۔ اس کا امر سوائے اس کے نہیں۔ کہ جب کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے۔ تو اسے کہتا ہے کہ ہو جا۔ تو وہ ہو جاتی ہے۔ اور مفردات عالم عقول۔ نفوس۔ آسمان۔ سیارے۔ عناصر اور طبائع ہیں۔ جوہر اوّل نے جب جہان کی مفردات کو لکھا۔ تو جوہر اول کا کام ختم ہو گیا۔ چنانچہ خود اللہ تعالےٰ فرماتا ہے " جف القلم بما ھو کائن "۔ پھر ان مفردات کو حکم ہوا۔ کہ مرکبات لکھو۔ لکھے گئے اور لکھتا ہے مرکبات

عالم۔ جمادات۔ حیوانات اور نباتات ہیں۔ یہ ہے تمام موجوداتِ عالم۔ اس سے زیادہ نہیں "ن والقلم وما یسطرون" کا یہی مطلب ہے۔ عالم قوت اللہ تعالےٰ کی ذات ہے۔ اور قلم سے مراد جوہر اوّل ہے۔ اور جوہر اوّل اللہ تعالےٰ کا قلم ہے۔ "مایسطرون" سے مراد مفردات اللہ تعالےٰ کے لکھنے والے ہیں۔ جو ہمیشہ لکھتے رہتے ہیں۔ اور ان کا کام یہی ہے۔ مرکبات کلمات ہیں۔ اور کلمات کی کوئی انتہا نہیں۔ باوجود اسکے کہ ان کی کوئی انتہا نہیں تکرار نہیں "قل لو کان البحر مداداً لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مدداً"۔ اے محمد! کہدے کہ اگر میرے پروردگار کے کلمات کو لکھنے کے لئے سمندر سیاہی بنجائیں۔ تو پیشتر اس کے کہ کلمات ربی لکھے جائیں۔ سمندر ختم ہو جائیں۔ خواہ اور سمندر بھی سیاہی بنجائیں +

واضح رہے۔ کہ نو آسمان ہیں سے ہر ایک عقل ونفس رکھتا ہے۔ عقل اول سے نو عقل اور نو نفس پیدا ہوتے ہیں۔ پہلے آسمان کی عقل کو عقل کُل کہتے ہیں۔ اور نفس کو نفس کل۔ اس کے فلک کو فلک الافلاک اور عرش کہتے ہیں۔ جو عقل عقل اوّل کے نزدیک ہے وہ زیادہ شریف ولطیف اور روانا ہے۔ اور جو آسمان فلک الافلاک سے نزدیک ہے وہ زیادہ لطیف اور شریف ہے +

اے درویش! جنہیں علماء ملائکہ کروبی اور روحانی کہتے ہیں۔ حکما انہیں عقول اور نفوس کہتے ہیں۔ یہ صرف اصطلاحیں ہیں۔ ہر ایک اپنی اصطلاح کی بات کہتا ہے۔ بعد ازاں عقول اور نفوس سے آسمان۔ ستارے۔ عناصر اور چاروں طبیعتیں پیدا ہوئیں۔ اور یہ سب کچھ لحظہ بھر میں ہؤا۔ اہل حکمت کے نزدیک عقل اوّل۔ نفوس۔ افلاک۔ ستارے۔ عناصر اور طبایع ازروئے علت پیدا ہوئے۔ اور ازروئے زمانہ قدیم ہیں۔ اس واسطے کہ وہ پہلے ہرگز موجود نہ تھے۔ بلکہ بعد میں موجود ہوئے۔ ان کا تقدم ایک دوسرے پر ذہنی تقدم ہے۔ نہ کہ خارجی۔ جیسا کہ قرص کا تقدم شعاع آفتاب پر۔ موالید ثلاثہ یعنی حیوانات۔ نباتات اور جمادات پیدا ہوئے۔ اور ہو رہے ہیں۔ علماء و حکما کا اختلاف ہے۔ تو آباء و امہات میں ہے۔ مگر موالید ثلاثہ کی نسبت متفق ہیں۔ کہ وہ حادث ہیں۔ سب سے آخر میں انسان پیدا ہؤا۔ اور انسان جب حد عقل کو پہنچتا ہے۔ تو مکمل ہو جاتا ہے۔ عقل کے بعد اور کوئی چیز اسے مکمل ہونے کے لئے نہیں دی جاتی

اس سے معلوم ہوا۔ کہ شروع میں بھی عقل ہی تھی۔ اس واسطے کہ جو چیز اخیر میں ہوتی ہے وہی اوّل ہوتی ہے۔ جیسے کہ انسان حد عقل کو پہنچا۔ تو یہ دائرہ ختم ہوگیا۔ ابتداء بھی عقل سے ہوئی۔ اور انتہا بھی عقل پر ہوئی۔ نزول مفردات میں ہوا۔ اور عروج مرکبات میں۔ نزول آبا و امہات میں ہے۔ اور عروج موالید میں۔ پس عقل ہی آغاز ہے۔ اور عقل ہی انجام ہے۔ آنے کو آغاز اور واپس جانے کو معاد کہتے ہیں۔ آنا لیلۃ القدر کی رات تھی۔ اور واپس جانا قیامت کا دن۔ نزول کے وقت جس قدر مبداء دور ہوتا جائے گا۔ اُسی قدر خسیس ہوتا جائے گا۔ اور عروج میں جس قدر مبداء نزدیک ہوتا جائے گا۔ اُسی قدر شریف ہوتا جائے گا۔ عالم کبرےٰ کے جوہر اوّل نے نزول کیا۔ اور عالم صغرےٰ کے نے عروج وہ نہایت شریں ہے۔ اور یہ نہایت خسیس۔ عالم کبرےٰ کا جوہر اوّل دوسرا دریا ہے۔ اور عالم صغرےٰ کا جوہر اول بھی دوسرا دریا ہے۔ اگر یہ کہیں کہ پہلے بھی اللہ تعالےٰ کی ذات تھی۔ اور بازگشت بھی اسی کی طرف ہوگی تو بجا ہے۔ کیونکہ فی الواقع ایسا ہی ہے اسی سے شروع ہے۔ اور اسی کی طرف لوٹ جانا +

اب میں حکماء کی باتیں لکھتا ہوں۔ حکماء کو اہل وحدت اور اہل تصوف کی باتوں کی خبر نہیں۔ ان میں سے بعض کہتے ہیں۔ عالم سفلی کے عقول میں سے دسویں عقل مبداء ہے یعنی عقل فلک قمر جس کو عقل فعال اور واہب الصور بھی کہتے ہیں۔ لیکن بہت دانا یہ کہتے ہیں۔ کہ عقول عالم علوی دس فاعل ہیں۔ اور دسوں مبادی ہیں۔ عالم سفلی کے عقول و نفوس اور آدمیوں کا فرق اسی عقل کی وجہ ہے۔ جو عقل فلک قمر سے قابض ہوتی ہے +

اے درویش ! عالم علوی کے عقول و نفوس اور تمام کواکب ثابتات اور سیارات عالم سفلی کے کارکن ہیں۔ آدمیوں اور ان کے حالات کا باہمی فرق اسی واسطے ہے۔ کہ ان کے عالموں میں بڑا فرق ہے۔ ہر ایک میں بے شمار مختلف خاصیتیں پائی جاتی ہیں۔ کوئی شخص ان کی کنہ نہ دریافت کرسکا۔ اور نہ کرسکیگا۔ ان سات سیاروں سے منجموں نے کچھ دریافت کیا ہے۔ جس سے کچھ کچھ حالات بتاتے ہیں۔ لیکن ستاروں کی بابت انہیں کچھ معلوم نہیں +

اے درویش ! انسانوں کا باہمی فرق ایک تو اس وجہ سے ہے۔ جو اوپر بیان ہوئی۔ اور نیز چاروں زمانوں کی وجہ سے بھی ہے۔ خوش نصیبی۔ بدبختی۔ بزرگی۔

کم ہمتی - بلند ہمتی - کمینہ پن - درویشی - دولتمندی - عزت - خواری - درازی عمر اور کوتاہی عمر وغیرہ وغیرہ سب کچھ عالم علوی کے نفوس و عقول کی وجہ سے ہے - اور نیز ستاروں سیاروں اور چاروں زمانے کے اثر کی وجہ سے ہے - یہ کارخانہ - ہاتھ اور اوزار پُرحکمت ہے - وہاں تک کسی کی دسترس نہیں " واللہ خزائن السمٰوٰت والارض " - یہ ہیں آسمانی خزانے خواہ کتنا ہی انہیں خرچ کریں - یہ کم نہیں ہوتے - ان میں ہر ایک عقل - فلک - کواکب - زمین - ہوا - پانی - مٹی - آگ - درخت - اور حیوان وغیرہ ایک ایک خزانہ ہے جس کی کچھ سمجھ تجھے دی گئی ہے - سوچ - کہ کس قدر خزانے زمین میں ہیں - اور کس قدر آسمان میں - ہمارے پاس ہر چیز کا خزانہ موجود ہے - اس میں سے معلومہ مقدار کے موافق نازل ہوتا ہے - خواہ انہیں خزانہ کہے تو بھی درست ہے - اور خواہ انہیں لشکر الٰہی کہے تو بھی ٹھیک ہے " لِلّٰہ جنود السمٰوٰت والارض " - (زمین و آسمان کے لشکر اللہ تعالےٰ ہی کے ہیں) کا اشارہ اسی طرف ہے ؛

باب پنجم

در معرفت ولایت و نبوّت

تو نے جوہر اوّل کے عروج و نزول کو تو جان لیا - اور جوہر اوّل کی بزرگی کو معلوم کر لیا - اب سن - رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں - کہ جوہر اوّل میری روح ہے - جو چیز سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے - چونکہ سب سے پہلے حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی روح پیدا ہوئی - اس واسطے کہ پیشتر اس کے کہ دنیا کو آنحضرت صلعم کا علم ہو پیغمبر تھے - اس کی خبر آنحضرتؐ یوں فرماتے ہیں - میں اُس وقت ہی پیغمبر تھا - جبکہ حضرت آدم علیہ السّلام ابھی پانی اور مٹی میں تھے - اب جبکہ آنحضرتؐ اس جہان سے چلے گئے - تو بھی پیغمبر ہیں - اس کی خبر یوں فرماتے ہیں - کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا ؛

اے درویش ! خواہ کسی قدر آنحضرتؐ کی بزرگی کی تعریف کی جائے کم ہے جوہر اوّل کے دو کام ہیں - ایک اللہ تعالےٰ سے فیض حاصل کرنا - دوسرے وہی فیض خلق خدا کو پہنچانا - اگر یہ کہیں - کہ یہی دونوں کام پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کئے تو

بجا ہے۔ اس واسطے کہ اس جوہر کا نام روح محمدؐ ہے سو اصل دونوں ایک ہیں۔ جب یہ ابتدائی باتیں تجھے معلوم ہو چکیں۔ اب سنو۔ کہ جوہر کا وہ پہلو جو خدا سے فیض حاصل کرتا ہے۔ ولایت کہلاتا ہے۔ اور جو خلقت کو پہنچاتا ہے۔ نبوت کہلاتا ہے۔ ولایت نبوت ہے۔ اور نبوت ولایت کا اظہار۔ پھر دونوں صفات سرور کائینات صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود تھیں۔ اب تجھے ولایت و نبوت تو معلوم ہو گئی۔ اب سنو! شیخ سعد الدین حموی فرماتے ہیں۔ کہ جوہر اوّل کے ہر دو اطراف کے دو مظہر ہیں۔ یہ جہان جس کا نام نبوت ہے خاتم انبیاء رہے۔ دوسرے جسے ولایت کہتے ہیں اسکے مظہر کا نام صاحب الزمان ہے۔ اس کے اور بھی بہت سے نام ہیں +

اے درویش! جب صاحب الزمان کو علم و قدرت بدرجہ کمال حاصل ہوتا ہے تو جب اس کے علم و قدرت کا اظہار ہوتا ہے۔ تو تمام روئے زمین کو گھیر لیتا ہے۔ اور روئے زمین کو ظلم و تعدی سے پاک کر دیتا ہے۔ پھر عدل سے آراستہ کرتا ہے خلقت اس کے عہد میں آرام و خوشی سے بسر کرتی ہے۔ شیخ سعد الدین حموی رحمۃ اللہ علیہ نے صاحب الزمان کے حق میں کئی ایک کتابیں بنائی ہیں۔ اور بہت تعریف کی ہے۔ اور خبر دی ہے۔ کہ اس زمانہ میں بھی باہر آئے گا۔ لیکن ٹھیک وقت معلوم نہیں۔ شیخ صاحب نے جو یہ کہا ہے۔ کہ اس کے اظہار کا وقت ہے۔ بہت سے آدمی سرگردان ہیں نیز میں نے سنا ہے۔ بہت سے لوگ کمال حاصل کر کے کہتے ہیں۔ کہ ہم ہی صاحب الزمان ہیں۔ اور وہ علامات جو صاحب الزمان کی بیان کی گئی ہیں۔ کہتے ہیں۔ کہ ہم میں پائی جاتی ہیں۔ لیکن نہیں۔ اسی حیرت میں مَیں بھی مر گیا اور کئی مر جائیں گے +

اے درویش! اس کی نسبت بہت باتیں کہی ہیں۔ اگر سو میں سے ایک بھی بیان کی جائے۔ تو لوگ کہیں گے۔ کہ آدمی تو ایسا ہو نہیں سکتا۔ اس کے احوال اس قدر ہیں۔ جو لکھنے میں ٹھیک بیان نہیں ہو سکتے۔ تجھے یہ تو معلوم ہو گیا کہ باطنی ولایت کیا ہے۔ اور نیز یہ کہ ولایت اور نبوت دونوں محمدی صفات ہیں۔ واضح رہے۔ کہ اب تک تو نبوّت کی صفت کا اظہار تھا۔ اور وضع صورت تھی۔ اور صورت ہی کو ظاہر کرتی تھی۔ جب وضع صورت کو ختم کیا۔ تو اب ولایت کی باری ہے کہ اپنا اظہار کرے۔ صاحب الزمان ولی ہوتا ہے۔ جب صاحب الزمان ظاہر ہوتا ہے۔

تو ولایت ظاہر ہوتی ہے - اور حقایق نمودار ہوتے ہیں - اور صورت پوشیدہ ہو جاتی ہے - اب تک تو مدرسوں میں علوم ظاہری کی بحث کرتے تھے - اور حقایق پوشیدہ تھے اب نبوت کا وقت تھا - اور نبوت وضع صورت کرتی تھی - جب وضع صورت ختم ہوئی تو نبوت بھی ختم ہو گئی - اب ولایت کے ظہور کا وقت ہے - جب ولایت نے حقایق ظاہر کئے - تو صورت پوشیدہ ہو گئی - اب تک تو مدرسوں میں علوم ظاہری کی بحث کرتے تھے - لیکن اب حقایق کی بحث ہوتی تھی - اسلام - ایمان - نماز - روزہ اور حج کی حقیقت ظاہر کرتے تھے - جب بہشت - دوزخ - پلصراط - ثواب و عذاب کی حقیقت ظاہر ہو جائے گی - تو قیامت آ جائے گی - کیونکہ قیامت کی بھی یہی علامت ہے - کہ "یوم تبلی السرائر" - جب حقائق ظاہر ہو جائیں گے - تو اللہ تعالےٰ سب پر ظاہر ہو جائیگا دنیا میں تو بعض پر ظاہر ہے - لیکن قیامت کو سب پر ظاہر ہو جائیگا - قیامت کے روز لیلۃ القدر کے چاند کی طرح اپنے پروردگار کو دیکھ لوگے +

اے درویش! خواہ میں کس قدر بیان کروں - تو اس بات کو نہیں سمجھ سکیگا واللہ اعلم +

باب ششم

دربیان اعتقاد اہل تقلید - اہل استدلال و اہل کشف

واضح رہے - کہ معرفت الٰہی کے بارے میں آدمی مختلف الرائے ہیں - بعض اہل تقلید ہیں - اور بعض اہل استدلال - اور بعض اہل کشف - ہم تینوں کی باتیں مفصل بیان کریں گے - تاکہ سالکوں کو معلوم ہو جائے - کہ ان میں سے ہر ایک کس درجے پر ہے - پہلے اہل تقلید کا اعتقاد بیان کرتے ہیں +

واضح رہے - کہ اہل تقلید زبان سے اقرار کرتے ہیں - اور دل سے تصدیق - ہستی اور یگانگی خدا کی مانتے ہیں - اور کہتے ہیں - کہ اللہ تعالےٰ ایک اور قدیم ہے - اس کا اوّل و آخر - حد اور نہایت نہیں - نہ وہ قابل تجزی و تقسیم ہے - اور نہ اس کا مثل و شریک ہے - قابل تغیّر و تبدل و فنا و عدم نہیں - حقیقی واحد ہے - اس کے اجزا نہیں - مکان و زمان میں نہیں - نہ جہت میں ہے - صفات لائقہ سے موصوف اور صفات نالائقہ سے پاک ہے - اور عالم - مرید - قادر - سمیع - بصیر اور متکلّم ہے - اس گروہ کا

اعتقاد سُننے پر موقوف ہے۔ نہ کہ دلایل و براہان پر۔ انہوں نے جو کچھ سُن لیا۔ اسی کو مان لیا +

اے درویش! اگرچہ یہ اعتقاد حسن سمیعت کی وجہ سے ہے۔ لیکن اس میں کلام ہے۔ یہ گروہ اہل اسلام ہیں۔ اس مرتبہ میں سالک پر سعی و کوشش غالب ہوتی ہے۔ اور رضا و تسلیم مغلوب۔ اسی مرتبہ میں ریاضیات و مجاہدات اور طاعات اور عبادات بہت ہیں۔ جو چیز ظاہر سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ بہت کرتے ہیں۔ اور جو باطن کے متعلق ہے وہ کم کرتے ہیں۔ اس واسطے کہ یہ گروہ جس مرتبہ میں ہے۔ اگرچہ اللہ تعالےٰ کی ہستی اور یگانگت کا اقرار کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کو عالم۔ مرید اور قادر مانتے ہیں۔ لیکن دلائل نہیں بیان کر سکتے۔ انہوں نے نور کشف اور دلائل سے تمام اسباب و اشیا پر محیط نہیں دیکھا۔ تمام اسباب کو سببات کی طرح محیط نہیں دیکھا۔ تمام اسباب کو مسببات کی طرح عاجز اور مقہور نہیں دیکھا ہے۔ اور نہ مشاہدہ کیا ہے۔ اس سبب سے سعی و کوشش کے اسباب کو لگاؤ دیتے ہیں۔ اور سعی و کوشش کے سبب سے جانتے ہیں۔ اس واسطے کہ یہ گروہ حسن اعتقاد رکھتے ہیں۔ لیکن حسن سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ جب تجھے معلوم ہو گیا۔ کہ اسباب اور سعی و کوشش اس مرتبہ میں معتبر ہے۔ اب یہ بھی سن۔ کہ روزی کا غم۔ رزق کی فکر۔ حرص اور تحمل بھی اس مقام میں ہے۔ طبیب اور نجومی کے کہنے پر عمل کرتے ہیں۔ اس مقام میں اسباب کی محبت زیادہ ہے۔ یہ ہے اہل تقلید کا بیان جو اہل اسلام ہیں۔ اور بہت سے علمار کا بھی اعتقاد ہے +

فصل

در بیان اعتقاد اہل استدلال

واضح رہے۔ کہ اہل استدلال زبان سے اقرار کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہے۔ اور ایک ہے۔ نیز یہ کہ اس جہان کا بنانے والا ہے۔ اور ایک اور قدیم ہے۔ جس کا اوّل و آخر مثل اور شریک نہیں ہے۔ اور نہ ہی وہ قابل تغیر و تبدّل۔ فنا و عدم ہے واحد حقیقی ہے۔ اس کے اجزا نہیں۔ قابل تجزی و تقسیم نہیں۔ مکان و زمان و جہت میں نہیں۔ اس واسطے کہ اس کا اوپر۔ نیچے۔ دایاں بایاں اور آگا پیچھا نہیں۔ وہ ایک

نامحدود نور ہے۔ اور لاانتہا سمندر۔ لایق صفات سے موصوف۔ اور نالایق صفات سے پاک۔ زندہ۔ عالم۔ مرید۔ قادر۔ سمیع وبصیر اور متکلم ہے۔ اس گروہ کا اعتقاد از روئے عقل بدلیل قطعی وبرہان یقینی ہے۔ یہ لوگ اہل ایمان ہیں۔ اس مرتبہ میں رضاو تسلیم غالب اور سعی و کوشش مغلوب ہوتی ہے۔ اس واسطے کہ اس گروہ نے عقلی نور۔ قطعی دلیل۔ اور یقینی برہان سے اللہ تعالےٰ اور اس کی یگانگت کو پہچان لیا ہے۔ اور اس کی قدرت وارادت کو تمام موجودات پر محیط دیکھ لیا ہے۔ اور موجودات کو عاجز اور مقہور پایا ہے۔ اسباب کو سببات کی طرح عاجز اور مقہور مشاہدہ کیا ہے۔ یعنی جس طرح مسبب کو عاجز اور مقہور دیکھا ہے۔ اسی طرح سبب کو بھی عاجز اور مقہور دیکھا ہے۔ یعنی وہ مسبب الاسباب تک پہنچ گئے ہیں۔ اور اسے تمام اشیاء پر حاوی دیکھا ہے۔ اور تمام چیزوں پر توانا پایا ہے۔ اور رضاو تسلیم اختیار کی ہے۔ انہیں کسی چیز پر بھروسہ نہیں رہا۔ نہ سعی و کوشش پر۔ نہ مال و مرتبے پر۔ اور نہ طاعت و عبادات پر۔ ان کا بھروسہ صرف ذات حق پر ہے۔ انہیں مشاہدہ خدا سے ذوق حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اور اس کے مقربوں کو دوست رکھتے ہیں۔ یہ لوگ اہل توکل و ترک اور اہل آزادی اور فراغت ہیں۔ اللہ تعالےٰ سے اللہ تعالےٰ کے سوا کچھ نہیں چاہتے۔ جب سالک خدا رسیدہ ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے علم کو تمام اشیاء پر محیط دیکھ لیتا ہے۔ تو حرص اُٹھ جاتی ہے۔ اور توکل اختیار کرتا ہے۔ سعی و کوشش بیچ سے اُٹھ جاتی ہے اور اس کی جگہ محبت الٰہی آجاتی ہے۔ غیر کا خوف دل سے اُٹھ جاتا ہے۔ اور خدا کا خوف اس کی بجائے آجاتا ہے۔ اس مقام میں رزق کا غم نہیں ہوتا۔ منتقی کا شرک بھی دور ہو جاتا ہے۔ اس مقام میں طبیب اور منجم دونوں باطل ٹھیرتے ہیں +

اے درویش! سالک کی نظر سے اسباب اس طرح اُٹھ جاتے ہیں۔ کہ اگر اتفاقاً اس کی نظر اسباب پر پڑ جائے۔ خواہ رنج کی حالت میں۔ خواہ خوشی کی حالت میں۔ تو فوراً اس سے باز آجاتا ہے۔ اور استغفار میں مشغول ہو جاتا ہے۔ یہ تھا اہل استدلال۔ اہل ایمان اور اہل تصوف کا اعتقاد +

فصل

دربیان اعتقاد اہل کشف

اے درویش! جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے۔ کہ قیامت آئی اور زمین کو تبدیل کیا۔ اور آسمانوں کو لپیٹ لیا۔ تو اللہ تعالےٰ ظاہر ہو جاتا ہے +

واضح رہے۔ کہ اہل کشف زبان سے اقرار کرتے ہیں۔ اور دل سے خدا کی ہستی اور یگانگت کا اقرار کرتے ہیں۔ ان کی تصدیق اور اقرار کشف وعیاں کے طریق پر ہوتی ہے +

اے درویش! یہ ایسا گروہ ہے۔ جو تمام حجابوں سے گذر گیا ہے۔ اور لقائے ربانی سے مشرف ہو چکا ہے۔ اور جس نے اللہ تعالےٰ کو علم الیقین اور عین الیقین سے دیکھ لیا ہے۔ اور جان لیا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی ہستی سچی ہے۔ اسی واسطے اس گروہ کو اہل وحدت کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کو نہیں دیکھتے اور نہیں جانتے۔ سب کچھ خدا ہی کو دیکھتے ہیں۔ اور خدا ہی کو جانتے ہیں +

فصل

واضح رہے۔ کہ اس مرتبہ میں موحد پر کوئی چیز غالب نہیں۔ نہ سعی نہ کوشش نہ رضا اور نہ تسلیم۔ اس واسطے کہ یہ موحد کہتے ہیں۔ کہ تمام چیزیں اپنے اصل میں نیک ہیں۔ اور ہر ایک چیز جب تک اپنی جگہ اور اپنی قدر میں رہتی ہے۔ نیک ہوتی ہے۔ اگر اپنی جگہ اور قدر میں نہ رہے۔ تو بد ہو جاتی ہے۔ پس سعی و کوشش بجائے خود نیک ہے اور رضا و تسلیم بجائے خود نیک ہے۔ ہر ایک چیز بجائے خود نیک ہے +

اے درویش! موحد کہتا ہے۔ کہ نیکی۔ بدی۔ طاعت و معصیت کو پہچاننا بڑا کام ہے۔ ہر شخص نہیں پہچان سکتا۔ لیکن سب اس بات پر متفق ہیں۔ کہ جھوٹ بولنا ادنےٰ گناہ ہے۔ بے شک درست کہا ہے۔ لیکن بعض وقت جھوٹ بولنا گناہ۔ مگر بعض وقت طاعت عظیم ہے۔ پس معلوم ہوا کہ نیکی بدی پہچاننا بہت مشکل کام ہے +

اے درویش! عمل ہمیشہ نیت سے نیک ہوتا ہے۔ اور نیت ہی سے بد ہوتا

ہے۔ البتہ نیت کا پہچاننا بڑا کام ہے +

فصل

واضح رہے۔ کہ اہل وحدت کے دو فریق ہیں۔ ایک تو کہتا ہے کہ وجود ایک سے زیادہ نہیں۔ اور وہ وجود اللہ تعالےٰ کا وجود ہے۔ نیز یہ کہ اللہ تعالےٰ کے وجود کے سوا اور کوئی وجود نہیں۔ اور نہ ہی ہونا ممکن ہے۔ یہی گروہ کہتا ہے۔ کہ اگر ایسا ہوتا کہ ہمیشہ دن رات نہ ہوتا۔ تو لوگ دن کو نہ پہچان سکتے۔ خواہ کتنا ہی دانا کہتے۔ کہ یہ دن ہے۔ لوگ ہرگز نہ سمجھتے۔ اب چونکہ رات بھی ہوتی ہے۔ اس لئے لوگ دن کو پہچانتے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی خدا کا غیر ہوتا۔ تو لوگ خدا کو پہچانتے۔ لیکن چونکہ غیر خدا کا وجود نہیں۔ اس لئے لوگ اللہ تعالےٰ کو نہیں پہچانتے۔ یہی گروہ کہتا ہے۔ کہ ایک مرتبہ مچھلیوں نے جمع ہو کر کہا۔ کہ مدت سے ہم سُنتی آئی ہیں۔ کہ ہماری زندگی پانی پر موقوف ہے۔ لیکن ہم نے کبھی پانی نہیں دیکھا۔ ان میں سے بعض نے کہا۔ کہ ہم سُنتی ہیں۔ کہ فلاں دریا میں ایک مچھلی رہتی ہے۔ جو کہتی ہے۔ کہ میں نے پانی کو دیکھا ہے۔ وہ پانی کو پہچان سکتی ہے۔ چلو اس کے پاس چلیں۔ تاکہ وہ ہمیں پانی دکھاوے۔ یا اس کا پتہ بتلائے۔ مختصر یہ کہ مدت کے سفر کے بعد وہ اس دریا پر پہنچیں۔ اور اس مچھلی کو دیکھکر اس کی خدمت کرنے لگیں۔ اور کہنے لگیں۔ کہ مدت سے ہم سُنتی آئی ہیں۔ کہ پانی پر ہماری زندگی موقوف ہے۔ لیکن ہم نے پانی کبھی نہیں دیکھا۔ اب ہم تمہاری خدمت میں آئی ہیں۔ تاکہ ہمیں پانی دکھلائے۔ مچھلی نے جواب میں کہا۔ ؎

اے در طلب گرہ کشائی مردہ	با وصل بزادہ وز جدائی مردہ
اے بر لب بحر تشنہ در خاک شدہ	لے بر سر گنج واز گدائی مردہ

اس نے پوچھا۔ کہ کیا تم سمجھ گئیں۔ انہوں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا غیر آب مجھے دکھاؤ۔ تاکہ میں تمہیں پانی دکھاؤں۔ انہوں نے کہا۔ بس ہم سمجھ گئیں۔ اور ہم نے پانی کو دیکھ لیا +

فصل

واضح رہے۔ کہ اہل وحدت کا دوسرا فرقہ یہ کہتا ہے۔ کہ وجود کی دو قسمیں ہیں۔ وجود حقیقی اور وجود خیالی۔ حقیقی وجود خدا کا وجود ہے۔ اور خیالی وجود عالم اور اہل عالم کا وجود ہے۔ یہ وجود محض سراب اور نمایش ہے۔ حقیقت میں اس کا وجود نہیں۔ یہ صرف وجود حقیقی کی طفیل موجود ہیں۔ ؎

عمر تو ہرچہ ہست سراب و نمایش است
کانجا کہ اندک است نہ بسیار آمدہ

اللہ تعالےٰ کی ذات نیست نما ہستی ہے۔ اور عالم اور اہل عالم کی ذات ہست نما نیست ہے۔ اس گروہ سے سوال کیا گیا۔ کہ کس طرح خیال اور نمائش ہے۔ کیونکہ بعض اِن میں سے خوش اور بعض ناخوش ہیں۔ بعض رنج میں ہیں اور بعض آرام میں۔ بعض حاکم اور بعض محکوم ہیں۔ بعض گویا اور بعض خاموش ہیں۔ اس کا جواب یہ دیتے ہیں۔ کہ شاید تو نے کبھی خواب نہیں دیکھا۔ کہ جس کو مارتے ہیں۔ وہ تو رنج و تکلیف میں ہوتا ہے اور جس کی نوازش کرتے ہیں۔ وہ آرام میں ہے۔ اب تو تجھے شک نہیں۔ کہ وہ تمام خیال اور نمایش ہیں۔ اہل عالم کا بھی یہی حال ہے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کے وجود حقیقی کی علامت ہیں ✣

باب ہفتم

دربیان معرفت انسان

واضح رہے۔ کہ پہلے میں چند فصلوں میں وہ باتیں لکھوں گا جن کا جاننا ازبس ضروری ہے کیونکہ اپنا ابدا ار اور معاد کا جاننا انہیں باتوں پر موقوف ہے۔ نیز اللہ تعالےٰ کے ظاہر و باطن کی پہچان اور تجلیات الٰہی کی شناخت اِنہیں باتوں پر منحصر ہے ✣

فصل

واضح رہے۔ کہ حکمار نے جو اختلاف کیا ہے۔ کہ امکان وارد نہیں۔ نیست نیست ہوتا

رہے۔ اور ہست نیست ہو جاتا ہے۔ علما اور فقہا کی یہ رائے ہے۔ کہ ممکن ہے۔ کہ نیست نیست ہو جائے۔ اور ہست نیست ہو جائے۔ اس واسطے کہ جہان نیست تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ہست کیا۔ پھر جس وقت چاہے۔ اسے نیست کر سکتا ہے۔ حکمار اور اہل وحدت کی یہ رائے ہے۔ کہ ممکن نہیں۔ کہ نیست نیست ہو جائے۔ اور نیست ہست ہو جائے۔ نیست ہمیشہ نیست ہی ہوگا۔ مگر یہ ممکن ہے۔ کہ ایک مرتبہ سے دوسرے مرتبہ میں آجائے مفردات مرکب ہو جائیں۔ اور مرکبات مفرد۔ عام لوگ چونکہ ایسا ہی دیکھتے ہیں۔ اس لئے خیال کرتے ہیں۔ کہ نیست ہست ہو جاتا ہے۔ اور ہست نیست ہو جاتا ہے +

فصل

واضح رہے۔ کہ انسان عالمِ صغرےٰ ہے۔ اور ہر غیر انسان عالم کبرےٰ ہے۔ جو کچھ عالمِ کبرےٰ میں ہے۔ اس کی نمود عالمِ صغرےٰ میں ہے۔ کہ تا کہ جو کچھ صغرےٰ کو کما حقہ جان لے۔ وہ عالمِ کبرےٰ کو بھی کما حقہ پہچان لے۔ اپنی پہچان بڑا کام ہے۔ سیدھی راہ اللہ تعالےٰ کی شناخت ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ یہ دعا کیا کرتے تھے۔ کہ اے پروردگار! تو ہمیں سیدھی راہ دکھا +

اے درویش! جب تک تو اپنے تئیں نہیں پہچانیگا۔ کبھی خداشناس نہیں بن سکیگا۔ راہ تو نہایت چھوٹی ہے۔ لیکن نادان کے نزدیک نہایت مشکل ہے۔ میں نے اسی سال میں یہ راہ طے کی۔ ان اسی سالوں میں جہاں کہیں بزرگ سُن پاتا۔ اس کی خدمت میں مدت تک رہتا۔ ان سب سے مراد یہ تھی۔ تاکہ میں اپنے آپ کو پہچانوں۔ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ جب آنحضرت صلعم کو خلوت میں پاتے تو یہی سوال کرتے۔ کہ یا رسول اللہ! میں ایسا کونسا کام کروں۔ تاکہ اپنی عمر ضائع نہ کروں۔ آنحضرت صلعم فرماتے۔ کہ اپنے تئیں پہچانو۔ پھر عمر ضائع نہیں جائے گی۔ جب اپنے تئیں پہچان لوگے۔ خداشناس بن جاؤ گے۔ اور عروج حاصل ہو جائیگا +

فصل

واضح رہے۔ کہ کبرےٰ کا جوہر اول بھی ہے جو کچھ جہان میں پیدا ہوتا ہے۔ اسی

جوہر اوّل سے آتا ہے۔ عالم صغرےٰ کا بھی جوہر اوّل ہے۔ جو کچھ عالم صغرےٰ میں پیدا ہوتا ہے اسی جوہر اوّل سے ظاہر ہوتا ہے۔ عالم کبرےٰ کا جوہر اوّل روح اضافی ہے۔ اور عالم صغرےٰ کا جوہر اوّل نطفہ ہے۔ عالم کبرےٰ میں چار دریا ہیں۔ اور عالم صغرےٰ میں بھی چار۔ عالم صغرےٰ کے پہلے دریا کو بیان کرتا ہوں۔ جبتک والد کی پشت میں رہتا ہے۔ عالم صغرےٰ کا پہلا دریا ہے جب ماں کے پیٹ میں آجاتا ہے۔ تو عالم صغرےٰ کا دوسرا دریا ہے۔ نطفہ دریائے اول ہے جب تک مرد کی پشت میں تھا۔ مخفی خزانہ تھا۔ جب ماں کے رحم میں داخل ہوا۔ تو وہ خزانہ ظاہر ہوگیا۔ جب رحم میں آیا۔ تو اس کا نام عالم صغرےٰ کا جوہر اوّل ہوا۔ یہاں پر انسانی صفات کی تمیز ہوتی ہے۔ اور نام اس موقع پر ظاہر ہوتے ہیں۔ پہلے دریا نے جو مرد کی پشت تھی۔ جب تجلی کی۔ تو دوسرا دریا ظاہر ہوا۔ اور دوسرے دریا نے تجلی کی تو تیسرا اور چوتھا دریا نمودار ہوا۔ یہ دونوں دریا یعنی تیسرا اور چوتھا انسان کے ملک اور ملکوت ہیں۔ عالم صغرےٰ کے چاروں دریاؤں کا ذکر تو ختم ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ تو واضح طور پر نہیں سمجھا۔ اب میں ذرا وضاحت سے بیان کرتا ہوں۔ کہا گیا ہے۔ کہ نطفہ جبتک مرد کی پیٹھ میں ہے۔ عالم صغرےٰ کا پہلا دریا ہے۔ اور جب ماں کے رحم میں آتا ہے۔ تو عالم صغرےٰ کا دوسرا دریا ہوتا ہے نطفے کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی۔ نطفے کے ظاہر سے تو فرزند پیدا ہوتا ہے۔ جو عالم ملک ہے۔ اور باطن ملکوت ہے۔ یہ چاروں دریا ختم ہوئے۔ پہلا دریا جو مرد کی پیٹھ میں ہے۔ پوشیدہ خزانہ تھا۔ وہ ظاہر ہوا اور پہچانا گیا۔ جس طرح عالم صغرےٰ کا حال ہے۔ بعینہٖ عالم کبرےٰ کا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السّلام نے اللہ تعالےٰ سے مناجات کی۔ کہ پروردگار! تو نے یہ خلقت کیوں پیدا کی۔ فرمایا اس واسطے کہ میں مخفی خزانہ تھا۔ اور چاہتا تھا۔ کہ پہچانا جاؤں۔ اس لئے میں نے خلقت کو پیدا کیا۔ نیز فرمایا ہے۔ کہ میں نے خلقت کو اس واسطے پیدا کیا۔ کہ میں پہچانا جاؤں۔ وہ مخفی خزانہ اللہ تعالےٰ کی ذات تھی۔ ذات خدا پہلا دریا ہے۔ پہلے دریا نے جب تجلی کی تو دوسرا دریا ظاہر ہوا۔ دوسرا دریا روح اضافی ہے۔ اور روح اضافی عالم کبرےٰ کا جوہر اوّل ہے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جو چیز سب سے اوّل اللہ تعالےٰ نے پیدا کی وہ عقل ہے۔ صفات خدا کی تمیز یہاں پر ہو سکتی ہے۔ اور یہیں پر اسما ظاہر ہوتے ہیں۔ جب دوسرے دریا نے تجلی کی تو تیسرا اور چوتھا دریا ظاہر ہوا۔ جو عالم ملک اور ملکوت ہے +

اُردو ترجمہ رسالہ نقشبندیہ

اس رسالہ میں نقشبندیہ طریقہ کے ذکر اور لطائف قلبی و مراقبہ وغیرہ کا بیان ہے اور اس کے ساتھ طریق مراقبہ بھی بتایا گیا ہے اور دل کا نقشہ دکھلا کر ہر ایک لطیفہ کا مقام دکھلایا گیا ہے۔ طالب مولےٰ کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ قیمت ۔۔۔۔۔ ۴؍

اُردو ترجمہ مجمع الاسرار

جناب حضرت پیر بہادر شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے طریقہ قادریہ کے ذکر اذکار اور اَوراد کے علاوہ سلسلہ نقشبندیہ و سلسلہ چشتیہ کے ذکر اذکار وغیرہ بھی تفصیل بیان فرمائے ہیں۔ بلکہ بعض عملیات بھی بوضاحت لکھے ہیں اور اسکے ساتھ طریقہ اویسیہ کے حالات پر نہایت عمدہ بحث فرما کر طالب کی تسلی فرمائی ہے۔ قابل دید کتاب ہے۔ قیمت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۰؍

اُردو ترجمہ ہدیۃ القلوب و تحفۃ الارواح

یہ کتاب بھی تصوف میں ایک بیش بہا جواہر اور سراپا برکت اور رحمت ہے۔ جلد سے رابطہ و اتحاد پیدا کرنے والوں کو اس کتاب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس کا ذکر اس میں نہ آیا ہو۔ طالبان مولےٰ کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے صوفیان صفاکیش اس کو حرزِ جان بنائیں۔ اور سعادت دارین حاصل کریں۔ کتاب قابل دید ہے۔ قیمت ۔۔۔۔ ۱۲؍ع

اُردو ترجمہ کتاب حسنات العارفین

تصنیف لطیف شہزادہ محمد دارا شکوہ قادری رحمۃ اللہ علیہ۔ اس کتاب میں شہزادہ موصوف نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر جتنے بزرگان دین اور اولیاء اللہ گذرے ہیں سب کے ارشادات میں سے ایک ایک بات اقتباس کر کے اس عجیب و غریب طریق سے بیان فرمائی ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ نیز یہ بوضاحت معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ بزرگان بلند پایہ نے توحید کے متعلق کیا کیا ارشادات فرمائے ہیں۔ پس بےنظیر و قابل دید کتاب ہے۔ قیمت ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۵؍

اُردو ترجمہ کتاب آداب الطالبین

یہ کتاب حضرت شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ چشتی، مصنف رسالہ چہل و دو، نبیرۂ حضرت نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کی تصنیفات میں سے ہے اس رسالہ میں حضرت نے طالب مولےٰ کے لئے نہایت عمدگی سے دستور العمل ترتیب دیا ہے۔ اس راستہ میں چلنے والے کو جو ہدایات حضرت نے تلقین فرمائی ہیں آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ قیمت ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۳؍

اُردو ترجمہ کتاب انتباہ المریدین

یہ کتاب بھی حضرت شیخ محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ مصنف رسالہ چہل و دو کی تصنیف میں سے ہے۔ کتاب ہذا میں حضرت موصوف نے طالب مولےٰ کو جن جن باتوں کا پرہیز لازم ہے نہایت محبت اور شفقت کے لہجہ میں بیان فرمائی ہیں۔ نہایت سلیس بامحاورہ اُردو ترجمہ۔ ۲؍

اُردو ترجمہ کتاب مجالس الحسنہ

از ارشادات و حالات خاندان حضرت خواجہ کمال الدین علامہ چشتی رضی اللہ تعالےٰ عنہ و ملفوظات حضرت خواجہ حسن محمد چشتی رضی اللہ عنہ جمع کردہ حضرت مظہر اللہ التمام الصمد حضرت خواجہ محمد رحمۃ اللہ علیہ چشتی مصنف چہل و دو رسائل نبیرۂ حضرت نصیر الدین محمود چراغ چشتی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ۳؍

اثبات تصور شیخ

اس رسالہ تصور شیخ کے اثبات پر قرآن اور حدیث سے ثبوت دیا گیا ہے اور نہایت سلیس عبارت میں عجیب دلکش پیرایہ میں بیان ہوا ہے قیمت ۲؍

اُردو ترجمہ کتاب جواہر فریدی

اس کتاب میں جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر مع جملہ اصحاب کبار اور حالاتِ زندگی و کرامات عالیہ معہ شجرہ اولاد پاک حضرت بابا فرید گنج شکر چشتی رحمۃ اللہ علیہ بہ تفصیل درج ہے۔ کتاب کیا ہے۔ خاندان چشتیہ کی تو گویا جان ہے۔ زیادہ تعریف کی تو ضرورت نہیں صرف حضرت کا نام ہی اس کتاب کی عظمت اور بزرگی کے واسطے کافی ہے۔ نہایت سلیس با محاورہ اُردو ترجمہ۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ عہ ۱۲ر

اُردو ترجمہ کتاب فالودہ بہشتی

یہ کتاب تصنیف حضرت زبدۃ العارفین حضرت خواجہ عبد اللہ انصاری شاہجہان پوری رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ کتاب ہذا میں حضرت ممدوح نے یاد الٰہی کے لئے ایسے ایسے نصائح تحریر فرمائے ہیں۔ جنہیں پڑھکر دل خود بخود اپنے مولا کی طرف رجوع ہو جاتا ہے۔ دنیا اور اہل دنیا کی تفصیل جس خوبی سے کی ہے وہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ عاشقان اور دلدادگان مولا اور تابعداران سنت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم اسے ضرور پڑھیں۔ بڑی خوبی اس کتاب کی یہ ہے۔ کہ پڑھتے پڑھتے رقت طاری ہو جاتی ہے۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۴ر

اُردو ترجمہ کلید دانش

یہ کتاب تصنیف حضرت سید اشرف علی صاحب میں سے ہے ایک بے بہا کتاب ہے اس میں حضرت نے سوال و جواب اس ترتیب سے لکھے ہیں جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ مثلاً سوال دل کی روشنی کس طرح حاصل ہوتی ہے؟ جواب خداوند تعالےٰ کی ذات سے۔ سوال دنیا میں کس طرح رہنا چاہیئے؟ جواب ایسے مسافر کی طرح جو کسی سرائے میں اُترے اور جب رات گذرے تو صبح کوچ کر جائے وغیرہ وغیرہ ہر ایک سوال و جواب کے ساتھ دلچسپ شعر بھی مناسبت کے۔ لئے دیئے گئے ہیں اور یہ اشعار اولیاء اللہ اور بزرگان عظام کی تصنیفات میں سے اقتباس کئے ہوئے ہیں۔ نہایت سلیس با محاورہ اردو ترجمہ۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳ر

سوانح عمریٔ منصور ابن حلاج رحمۃ اللہ علیہ

اس کتاب میں حضرت حسین ابن منصور کے حالات نہایت دردآمیز الفاظ میں لکھے گئے ہیں۔ آپکے حسب و نسب و کرامات کے علاوہ آپکے زہد و ریاضت کے تمام واقعات صحیح صحیح قلم بند کئے ہیں۔ اسکے علاوہ آپکے سولی دیئے جانے اور آپکی نعش کے جلائے جانے اور راکھ کو دریائے فرات میں ڈالنے کی کیفیت اور رفراد کا بغداد کو گرانے کے لئے طغیانی میں آنیکا ذکر بہ تفصیل بیان کیا گیا ہے۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۲ر

اُردو ترجمہ کتاب فوائد السالکین

اس کتاب میں حضرت بابا فرید گنج شکر علیہ الرحمۃ نے اپنے مرشد کامل جناب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی علیہ الرحمۃ کے ملفوظات ترتیب دیئے ہیں۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۰۲ر

اُردو ترجمہ کتاب سیر العارفین

یعنی حالات و کرامات بزرگان عظام چشت اہل بہشت از ابتدائے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ تا حضرت شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ اور آپکے خلیفہ شیخ عماد الدین تک نہایت تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں۔ ہر ایک بزرگ کے حالات پڑھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ بزرگانِ عظام کس کس پایہ اور مرتبہ کے تھے۔ اس کتاب کو قطب الاولیا شیخ عماد الدین خلیفہ سلطان العاشقین شیخ شہاب الدین علیہ الرحمۃ کے مرید شیخ بہاؤ الدین محمود ناگوری نے تصنیف کیا۔ قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عہر

المشتہران

ملک فضل الدین ملک چنن الدین ملک تاج الدین کتب فروشان و تاجران کتب منزل نقشبندیہ کوچہ ککے زئیاں لاہور وبازار کشمیری

سلسلہ تصوف نمبر (۱۵)

کتاب مستطاب لاجواب

ملفوظات حضرت غلام نبی صاحب قدس سرہٗ

یعنی

حضرت قیوم زمان قطب دوران آفتاب سپہر ولایت ماہتاب سماء ہدایت واقف علوم جلی و خفی حضرت
مرشدنا وقبلتنا وہادینا حضرت حافظ غلام نبی صاحب نقشبندی مجددی للٰہ شریف جہلم

مصنفہ

زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین صاحب احوال شریفہ عالیجناب حضرت مولانا محمد حسن صاحب نقشبندی
مجددی مظہری للٰہی سلمہ ربہ، ساکن گوٹہ کیرت پور ضلع بجنور

جسے

ملک فضل الدین ملک چنن الدین ملک تاج الدین ککے زئی تاجران کتب قومی

منزل نقشبندیہ

کوچہ ککے زیاں ——— بازار کشمیری

لاہور نے

بغرض افادۂ عام بصرف زر کثیر نہایت صحت و صفائی

کے ساتھ

مشہور عالم پریس لاہور میں باہتمام پنڈت رگناتھ داس کے چھپوا

قیمت

اردو ترجمہ کتاب

ملفوظاتِ مجددیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و ثنا کے بعد احقر ترین محمد حسن مجددی مظہری للٰہی ساکن کوٹانہ متصل کیرتپور ضلع بجنور، بخدمت برادرانِ طریقت عرض کرتا ہے کہ جب اس سگ گرگین کو حضرت قیوم زمان قطب دوران آفتاب سپہر لایت ماہتاب سما ہدایت دا قف علوم جلی و خفی حضرت مرشدنا و قبلتنا و ہادینا حضرت حافظ مولنا غلام نبی صاحب قدس سرہٗ کی کیمیا خدمت خاصیت میں شرف آستان بوسی حاصل ہوا اور ہر وقت سفر و حضر میں فیض صحبت سے بہرہ اندوز رہا حضرت جامع الکمالات مجددیہ حاوی مقامات احمدیہ بقیۃ السلف عمدۃ الخلف حضرت صاحبزادہ قبلہ حضرت حافظ مولنا و مرشدنا دوست محمد صاحب خلف الصدق حضرتِ اعلےٰ نے ارشاد فرمایا کہ تو حضرت قبلہ و کعبہ کے ملفوظات جمع کر، ہرچند کہ یہ ناکارہ اس قابل نہ تھا لیکن چونکہ فرمان حضرت صاحبزادہ صاحب والاشان صادر ہو چکا تھا۔ لہٰذا بہ تعمیل ارشاد موافق قول مشہور ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ جو کچھ فکر ناقص میں آتا تھا۔ حوالہ کاغذ کردیتا تھا۔ اور اُن کی تحریر سے اپنے لئے گویا ایک ذخیرۂ عقبےٰ جمع کیا۔ اُمید ہے کہ آپ صاحب اُس کو پڑھ کر اس ہیچمدان کے لئے دعا خاتمہ بخیر فرمائینگے۔ ع

باکریاں کارہا دشوار نیست

روز شنبہ یکم محرم سنہ ۱۳۰۱ ہجری یہ غلام حاضر حضور ہوا۔ کچھ ذکر اولیا کی بے ادبی

کا آیا۔ فرمایا کہ جو شخص اولیاؤں کو بُرا کہتا ہے۔ اُس کی رستگاری نہیں۔ فرمایا یہ لوگ نائب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں جس طرح رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم فرض ہے۔ اِسی طرح اولیاء اللہ کی تعظیم ضروری ہے ✣

ایضاً فرمایا کسی بزرگ کے دس فرزند تھے۔ اتفاقاً اُن بزرگ کا مع فرزندان بیابان میں گذر ہوا ناگاہ ڈاکو آ گئے۔ اور اُنہوں نے قتل کرنا شروع کیا جب کوئی لڑکا مارا جاتا تو وہ بزرگ دیکھ کر ہنستے۔ چنانچہ دسوں لڑکے اُن کے سامنے شہید ہوئے اور وہ ہنستے رہے۔ کسی رفیق نے دریافت کیا کہ یہ موقع ہنسنے کا ہے۔ اُن بزرگ نے فرمایا کہ دوست کے فعل سے دوست خوش ہوتا ہے ✣

فرمایا کہ یہ حالت سُکر ہے وگرنہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے جگر گوشہ حضرت ابراہیم علیہ وعلےٰ ابیہ الصلوٰۃ والسلام کے انتقال سے کمال اپنا حزن ظاہر کیا اور آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ وانا بفراقک یا ابراھیم لمحزونون پھر فرمایا کہ پیر کے قلمدان سے لکھنا داخل بے ادبی ہے ✣

روز یکشنبہ ۲ محرم سنہ ۱۳۰۱ھ کمترین حاضر مجلس ہوا۔ فرمایا کہ بعضے بزرگوں کا یہ قاعدہ رہا ہے۔ کہ زیادہ رات سے اُٹھے اور کسی شغل میں مشغول رہے۔ جب غلبہ خواب بالکل زائل ہوگیا۔ اُس وقت تہجد کی نماز شروع کی ✣

راقم آثم کہتا ہے کہ حضرت مرشدنا و مولانا کا معمول چاء پینے کا ہے اور بعد اُس کے غسل فرمانا خواہ کیسی ہی سردی ہو۔ البتہ سفر میں غسل موقوف رہتا ہے ✣

روز چہارشنبہ ۲ محرم سنہ ۱۳۰۱ ہجری احقر مجلس میں حاضر رہا۔ فرمایا اور سلاسل میں ریاضات اعتکاف چلہ وغیرہ مقررہ ہیں لیکن ہمارے سلسلہ میں بڑی ریاضت شرع شریف پر چلنا ہے کیونکہ گوشہ میں بیٹھ کر نظر نامحرم سے بچنا کوئی امر عظیم یہ ہے کہ نامحرم سامنے آئے اور پھر بلحاظ شریعت نظر کو نامحرم سے بچائے ✣

روز پنجشنبہ ۴ محرم سنہ ۱۳۰۱ھ فدوی حضور اقدس میں بہرہ یاب ہوا۔ فرمایا کہ حضرت صاحب قصوری علیہ الرحمۃ کی یہ علانیہ کرامت تھی کہ جب کوئی اُن سے اولاد کے واسطے تعویذ مانگتا تھا اور حضرت صاحب عطا فرماتے تھے۔ اگر فرماتے کہ اس تعویذ کو چاندی میں مڑھانا تو معلوم ہوتا تھا کہ دختر پیدا ہوگی اور اگر فرماتے کہ جست میں مڑھانا تو

لڑکا پیدا ہونے کی بشارت تھی ؛

فرمایا کہ جب مجھ کو تعویذ عطا فرمایا تو ارشاد کیا کہ حسبت میں مڑ ہانا چنانچہ مجھ کو یقین ہوگیا۔ کہ انشاء اللہ تعالے لڑکا پیدا ہوگا۔ اور ایسا ہی ہؤا کہ بعد دس گیارہ ماہ کے برخوردار دوست محمد پیدا ہؤا۔ برخوردار ہنوز شیر خوار تھا کہ حضرت صاحب نے اپنے کرامت نامہ میں ہقیر کو لکھا کہ حافظ مولوی دوست محمد کو دعاء الحمد للہ کہ بدعائے عالی برخوردار حافظ بھی ہوگیا اور مولوی بھی ہوگیا ؛

فرمایا آخر نصیحت حضرت صاحب قصوری علیہ الرحمۃ کی یہی تھی کہ اپنے حسنات کو سیئات خیال کرنا چاہئے۔ اور دوسروں کے سیئات کو حسنات۔ سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔

مرا پیر دانائے مرشد شہاب — دو اندرز فرمود بر روئے آب
یکے آنکہ بر خویش خود بیں مباش — دویم آنکہ بر غیر بد بیں مباش

روز جمعہ ۵ محرم سنہ ۱۳۰ھ ہجری حضور فیض گنجور میں حاضر ہؤا۔ موت کے وقت آدمی کی ہمجنس شکلیں سامنے کی جاتی ہیں۔ ہم جنس سے مراد جس جنس کے ساتھ اُس کی محبت ہوتی ہے یعنی اگر اولیا کے ساتھ محبت ہو تو اولیا کی اور اگر کافروں کے ساتھ ہو۔ تو کافروں کی۔ فرمایا سالک کو چاہیئے ضروری اسباب رکھے افراط میں پڑے۔ فرمایا سالک کم علم یعنی جس کو عربی کا علم نہ ہو وہ فارسی میں سلوک کی کتابیں دیکھے، فرمایا میاں عبداللہ پکھے والا اچھا آدمی ہے، فرمایا کہ فقیر فلاں شخص سے دو وجہ سے خوش نہیں۔ اول یہ کہ وہابیوں سے میلان رکھتا ہے دوسرے یہ کہ مولوی غلام مرتضےٰ بیربل والا کا سخت مخالف ہے ؛

یوم شنبہ ۷ محرم سنہ ۱۳۰ ہجری غلام حاضر حضور ہؤا فرمایا حضرت بابا فرید گنج شکر علیہ الرحمۃ دنیا داروں کو جب تک کہ وہ مسکین درویشانہ وضع بنا کر نہ آتا تھا اپنے ہاں بار نہ دیتے تھے لیکن حضرت خواجہ نظام الدین اولیا قدس سرہ نے یہ ہمت باز نہ رکھا چنانچہ اکثر دنیا داروں کی خانقاہ میں آیا کرتے تھے۔ اور نذر و نیاز بہت کرتے اور حضرت کا بڑا لنگر ہوتا تھا ؛

نقل ہے کہ ایک سال حضرت خواجہ نظام الدین علیہ الرحمۃ کے بابا صاحب کے عرس میں اونٹ ہنڈیوں کے بھرے ہوئے نکلے۔ یہ خبر سلطانِ وقت کو پہنچی تو سن کر اس کے

دل میں آتش حسد پیدا ہوگئی۔ حاضرین میں سے کسی خوشامدی نے کہا کہ حضور ہی کے ملازم جاکر دیتے ہیں۔ جب سب لنگر جاری ہوتا ہے۔ بادشاہ نے سب کو حکم دیا کہ خبردار آئندہ سے کوئی ملازم وہاں جایا کرے۔ چنانچہ لوگوں نے بند کردیا۔ یہ خبر حضرت نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بھی گوش گذری۔ آئندہ کے عرس میں پچھلے سال سے دوچند خرچ کیا۔ بادشاہ کو اور زیادہ ناگوار گذرا۔ اور اُن کے مقابلہ میں حضرت شاہ رکن عالم قدس سرہٗ کو ملتان سے بُلایا۔ جب وہ قریب شہر کے تشریف لائے تو ایک منزل خود استقبال کیا اور حضرت خواجہ صاحبؒ بادشاہ سے پہلے جاکر مل آئے۔ چنانچہ یہ خبر بادشاہ کو بھی مل گئی بادشاہ نے بروقت ملاقات حضرت شاہ رکن عالم رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ مجھ سے پہلے آپ سے کوئی ملا ہے اُنہوں نے فرمایا کہ ہاں جو اس وقت سب سے بہتر ہے۔ بادشاہ یہ سُنکر اپنے دل میں نادم ہوا۔

فرمایا جناب حضرت صاحب قصوری علیہ الرحمۃ کو شرع شریف کا کمال خیال اور نہایت پاس تھا حضرت صاحبزادہ صاحب عبدالرسول خلف الصدق حضرت صاحب قبلہ رح کی زبانی ہے کہ حضرت صاحب قصوریؒ فرمایا کرتے تھے کہ سلیمان خان سنگھڑ والوں سے ملنے کو دل چاہتا ہے۔ مگر پوشیدہ طور سے کہ ظاہر میں تو ہیں شریعت کی ہے کیونکہ حضرت سلیمان علیہ الرحمۃ اکثر سماع یا مزامیر کیا کرتے تھے۔ پھر فرمایا کہ خفیہ ملنے میں حکمت ہے کہ لوگوں پر ظاہر نہ ہوجائے اور لوگ اُن کی بدعادت سے پرہیز کرنا موقوف کردیں اور خیال کریں کہ اگر سماع یا مزامیر بُری بات ہوتی تو فلاں شخص اُن سے کیوں ملاقات کرتے۔ فرمایا باوجود اس کے کہ حضرت شاہ صاحبؒ کو حضرت صاحب قصور والے قدس سرہٗ ولی جانتے تھے۔ مگر اُن سے خفیہ ملنا بھی اچھا نہ سمجھتے تھے۔ اور ہمیشہ غنا اور سماع کی برملا ان کے مریدوں کے سامنے مذمت کیا کرتے تھے۔

یوم یکشنبہ ۱۷ محرم سنہ ۱۳۱۳ ہجری بہ خاکسار حاضر حضور ہوا۔ فرمایا کہ جس قدر شکستگی و عجز زیادہ ہوتا ہے فیض بھی زیادہ نازل ہوتا ہے۔

یوم دوشنبہ ۱۸ محرم سنہ ۱۳۱۳ ہجری بہ احقر حاضر فیض منزل ہوا۔ فرمایا کہ اس زمانہ میں ایسے لوگوں کی ہمتیں گھٹ گھٹنی ہیں کہ بعض بعض شخص آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تھوڑا ورد بتلائیے اس سے زیادہ اور کیا تھوڑا ہوگا کہ تین تسبیح ذکر اسم ذات صبح کے وقت کرنی

ہوتی ہے ٭

فرمایا کہ یہ جدیدہ طریقہ ہے جو حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت صاحب قصور والوں کو پہنچا ہے۔ اور یہ طریقہ جدیدہ کہ اس کی نسبت حضرت شاہ صاحب نے فرمایا ہے کہ مجھ کو الہام ہوا ہے کہ مجھ سے طریقہ جدیدہ جاری ہو گا۔ دیگر خلفاء جیسے شاہ احمد سعید و شاہ ابو سعید صاحب رحمہم اللہ علیہ کو جو طریقہ میں پہنچا ہے اُس میں چوبیس ہزار اسم و بارہ ہزار نفی اثبات ہے ٭

فرمایا کہ اسم ذات سے جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور نفی اثبات سے سلوک چنانچہ بعض آدمیوں میں جذبہ زیادہ ہوتا ہے اور بعض میں سلوک۔ جس میں جذبہ زیادہ ہوتا ہے اُس کو اسم ذات فائدہ کرتا ہے۔ اور جس میں سلوک زیادہ ہوتا ہے اس کو نفی اثبات مفید ہے ٭

فرمایا کہ ایک شخص حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں داخل طریق ہونے کو حاضر ہوا۔ جب ہاتھ بیعت ہونے کو دیا تو کہنے لگا کہ مجھ کو نہایت ضروری کام یاد آ گیا ہے۔ وہ کر آؤں تو حاضر ہوتا ہوں حضرت نے فرمایا کہ اگر اس سے زیادہ ضروری ہے تو وہیں رہنا ٭

فرمایا کہ بعض لوگوں کے نزدیک جوش و خروش جو کہ حلقہ میں پیدا ہوتا ہے وہ عمدہ چیز ہے لیکن یہ جوش و خروش کوئی شئے نہیں ہے ٭

فرمایا کہ حضرت شاہ صاحب ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے اوّل میں اپنے والد بزرگوار سے اخذ فیض کیا تھا۔ جب اُن کا انتقال ہو گیا تو حضرت شاہ صاحب درگاہیؒ کی خدمت میں آئے۔ یہ بزرگ تخت ہزارہ کے رہنے والے تھے اور حضرت شیخ زبیر قدس سرہٗ کے سلسلہ میں تھے حضرت شاہ درگاہ صاحب کے حلقہ میں جوش و خروش بہت ہوتا تھا۔ حضرت شاہ درگاہی صاحبؒ نے شاہ ابو سعید صاحبؒ کو ایک ماہ اپنے پاس رکھ کر خلافت عطا فرمائی۔ چنانچہ حضرت شاہ ابو سعید صاحبؒ نے بھی لوگوں کو بیعت کرنا شروع کیا۔ اور ان کے حلقہ میں بھی بہت آہ و نعرہ ہوا کرتا تھا لیکن اُنہوں نے جو خیال کیا۔ اور مکتوبات مجددیہ میں یہ بات نہیں تھی۔ اور خیال کیا۔ اصل چیز کچھ اور ہے خلفائے مظہریہ کو دیکھا تو اُن کے اطوار مطابق اصحاب مجددی پائے چنانچہ اسی تلاش میں دہلی

آئے یہاں آکر حضرت صاحب قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک دفعہ خدا طلبی کے بارہ میں لکھا۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ اس وقت میرید انست میں حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اخذ طریقہ کیا جب یہ خبر شاہ درگاہی صاحب کو ہوئی۔ تو اُن کو یہ امر ناگوار گذرا۔ چنانچہ اُس غیرت سے حضرت شاہ ابوسعید کو تپ آنی شروع ہوگئی۔ حضرت غلام علی صاحب قبلہ قدس سرہٗ ہر چند توجہات سلب مرض فرماتے لیکن کچھ فائدہ نہ ہوتا۔ چھ ماہ تک یہی حال رہا آخر الامر حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ کے مزار پر تشریف لیگئے اور عرض کی کہ آپکے بھروسہ پر مرید کیا ہے۔ چنانچہ فی الفور آرام ہوگیا۔ بعد طے مقامات حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہٗ نے انہیں کو اپنا جانشین مقرر کیا ۔

فرمایا کہ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت مہدی آخر الزمان میری اولاد سے اخذ فیض کرینگے ۔ اور حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی قدس سرہٗ نے جبکہ اُن کے روبرو حضرت شاہ احمد سعید صاحب بیٹھے تھے فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ وہ مہدی اُس لڑکے یعنی شاہ احمد سعید صاحب کی اولاد سے اخذ فیض کرینگے ۔

فرمایا کہ یہ طریقہ نہایت سہل ہے شاید اسی طریقہ سے اخذ فیض کریں ۔

راقم کہتا ہے کہ ممکن ہے کہ وہ مجددی اس طریقہ سے اخذ فیض کرے اور پھر اُس حضرت امام مہدی علیہ الرضوان کو پہنچے ۔

فرمایا اس وقت ہمہ اوست کہنے کا بڑا رواج ہے اور لوگ اس عقیدہ کو اپنے دل میں متیقن کرتے ہیں حالانکہ یہ ایک حال ہے کہ سالک پر راہ میں وارد ہوتا ہے اور بعد اس کے ترقی ہو جاتی ہے ۔

فرمایا کس طرح ہو سکتا ہے کہ مسجد اور ٹھاکر اور دوارہ ایک ہوں ۔

یوم سہ شنبہ ۹ محرم ۱۳۰۰ سنہ ہجری یہ غلام حاضر مجلس ہوا۔ فرمایا صرف تین تسبیح اثبات کرنے سے کام نہیں چلتا۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ دل بلا ذکرِ کثیر نہیں کھلتا ۔

فرمایا کہ اگر طالب موثر نہ ہو تو اُس کے لطائف پر توجہ کرنا چاہیئے اور اگر پھر بھی موثر نہ ہو تو پھر از سر نو لطائف پر توجہ کرے ۔

فرمایا کہ طالب صادق خواہ دیر میں ہو خواہ جلدی مؤثر ضرور ہو گا۔ فرمایا کہ یہ کچھ ضرور نہیں کہ ہر ایک کو انوار تجلّیات دکھلائی دیں۔

فرمایا کہ ایک شخص حضرت صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سفر میں آیا۔ اور عرض کی کہ آپ کا غلام زادہ ہوا ہے مبارک ہو۔ کیا نام رکھوں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ اس کا نام نور الحسین رکھنا۔ اور ایک اور ہو گا اس کا نام نور العین رکھنا۔ کچھ مدت کے بعد جب حضرت پھر اس طرف تشریف لیگئے تو وہی شخص پھر حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ آپ کا غلام زادہ نور العین پیدا ہوا مبارک ہو۔ حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ایک اور ہو گا اس کا نام عبد الرحمٰن رکھنا۔ پھر سال دو سال کے بعد حضرت اس طرف تشریف لائے تو وہی شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ کا غلام زادہ عبد الرحمٰن پیدا ہوا بشارت ہو۔ فرمایا کہ ایک اور ہو گا اس کا نام عبد الرحیم رکھنا۔ چنانچہ عبد الرحیم پیدا ہوا۔ لیکن بعد ازاں اس شخص کو پھر حضرت کے پاس عرض کرنے کی نوبت نہ پہنچی اور نہ پھر آیندہ اولاد ہوئی۔

فرمایا کہ اگر آدمی خلوص دل سے عبادت کرلے تو اس کو بیس رتبہ دنیا میں ملتے ہیں۔ منجملہ ازاں ایک یہ ہے کہ جملہ چرند و پرند اس کے تابع ہو جاتے ہیں۔ حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

یکے دیدم از عرصۂ رود بار	کہ پیش آمدم بر پلنگ سوار
چناں ہول زاں حال بر من نشست	کہ ترسیدنم پائے رفتن ببست
تبسم کناں دست بر لب گرفت	کہ سعدی مدار آنچہ دیدی شگفت
تو ہم گردن از حکم داور مپیچ	کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

یوم چہارشنبہ ۔ المحرم سنہ ۱۳۱۸ ہجری فرمایا کہ حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جب حضرت مرزا صاحب قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو عرض کیا کہ میں طریقہ قادریہ میں داخل ہوا چاہتا ہوں۔ جناب مرزا صاحب نے فرمایا کہ طریقہ مجددیہ میں کیوں نہیں ہوتے۔ حضرت شاہ صاحب نے عرض کیا کہ میں نے سنا ہے کہ جو شخص طریقہ قادریہ میں داخل ہوتا ہے وہ باایمان مرتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا کہ یہ بھی کبھی سنا ہے کہ مجددی بے ایمان مرتے ہیں۔ تب حضرت شاہ صاحب نے عرض کی کہ میرے بزرگ بھی اس سلسلہ میں تھے۔ اس وقت حضرت مرزا صاحب نے شاہ صاحب کو

قادریہ طریقہ میں داخل کیا۔ اور سلوک مجددی کہا۔ اور حصول نسبت حضرت شاہ صاحب کا ارادہ فیض رسانی کا ہوا تو متردد ہوئے کہ آیا مجددی طریقہ جاری کروں یا قادری لیکن اپنا ارادہ مجددی کا تھا۔ حضرت غوث پاک کی جرأت نہ کر سکتے تھے کہ مبادا ناراض ہوں۔ کہ اسی اثنا میں ایک روز خواب میں دیکھا کہ دو مکان ہیں ایک میں حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ تشریف رکھتے ہیں اور ایک میں خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت شاہ صاحب کا ارادہ حضرت خواجہ نقشبندؒ کی خدمت میں حاضر ہونے کا تھا۔ مگر چونکہ حضرت غوث الاعظمؓ کا مکان راستہ میں تھا تو آگے جانے میں دلیری نہ کر سکتے تھے کہ اتنے میں حضرت سبحانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جاؤ سب ایک ہیں۔ فرمایا کہ اس سلسلہ میں قادریہ و مجددیہ دونو نسبتیں حاصل ہوتی ہیں ٭

یوم پنجشنبہ ۱۱ محرم ۱۳۰۰ھ ہجری کو فرمایا کہ جس شخص کی طرف لوگوں کا بہت رجوع ہو اور بڑے ساز و سامان ہوں اسے یہ خیال نہ کرنا چاہیئے کہ وہ شخص کامل و مکمل ہے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "برکر فر صوفیہ غرہ نباید شد" ٭

یوم جمعہ ۱۲ محرم ۱۳۰۰ھ ہجری۔ فرمایا ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

فرمایا اولیاء اللہ کی موت ایسی ہوتی ہے جیسے ایک مکان سے دوسرے مکان میں جا رہے ٭

روز شنبہ ۱۳ محرم ۱۳۰۰ھ ہجری یہ عاصی حاضر مجلس عالی ہوا کہ عمل بالتعویذ مجرب ہو اور اجازت دہندہ کا اعتقاد نہ ہو۔ تو ممکن ہے کہ تاثیر کر جائے۔ لیکن پیر سے جب تک کہ اعتقاد کامل نہ ہو۔ اور خواہ پیر ولی کامل ہی کیوں نہ ہو تاثیر نہیں ہوتی ٭

روز یکشنبہ ۱۴ محرم ۱۳۰۰ھ ہجری یہ غلام حاضر محفل فیض منزل ہوا۔ فرمایا کہ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگر آدمی طریقہ میں سست یا بے محبت ہو جائے تو وہ جہات کرنے سے درست ہو سکتا ہے لیکن اگر بے اعتقادی ہو جاوے تو اُس کا علاج ممکن نہیں ٭

فرمایا کہ اصل چیز اعتقاد ہے اگر اعتقاد درست ہے تو سب چیزیں درست ہیں اور اگر اعتقاد میں فرق ہے تو سب اعمال بیکار ہیں ٭

روز دوشنبہ ۱۵ محرم سنہ ۱۳۱۱ھ یہ کمترین حاضر حضور معلّٰے ہؤا۔ فرمایا ؎

خوئے سگان است بہر سو نگاہ　　شیر سر افگندہ رود سوئے راہ

فرمایا ایک روز حضرت صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ نے فرمایا ہے کہ مقام کشف ایسا ہے جیسے کہ ایک گنبد ہوتا ہے اور اُس میں ایک سوراخ ہو کہ اُس میں سے سب دکھائی دے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ نہیں وہ مقام بھی ایسا ہی ہے جیسے یہ عالم ہے ٭

راقم کہتا ہے کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے شاید اپنی ابتدا میں فرمایا ہوگا اور حضرت کا قول انتہائے وقت کا ہے ٭

یوم سہ شنبہ سنہ ۱۳۱۱ھ ۱۶ محرم کو یہ غلام حاضر ہؤا۔ فرمایا کہ یہ عادت اللہ جاری ہے کہ ہر صد اور الف کے آخر میں ضعف اسلام ہو جاتا ہے۔ چنانچہ الف اول کے آخر میں اس قدر ضعف اسلام ہو گیا تھا کہ باوجود اُس کے کہ بادشاہ اہل اسلام و سنت جماعت سے تھا۔ مگر ایکادشی کو کہ ہنود کا تہوار ہے بکری ذبح ہونے کا حکم نہ تھا ٭

فرمایا کہ اصل شہید اولیاء اللہ ہیں کہ محبوب الٰہی کے کشتہ ہیں کسی نے کہا ہے ؎

کشتگانِ خنجر تسلیم را　　ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

یوم چہارشنبہ ۱۷ محرم سنہ ۱۳۱۱ ہجری کو یہ کمترین حاضر محفل فیض منزل ہؤا فرمایا کہ بعض اولیاء اللہ ایسے ہوتے ہیں کہ جن کو اپنی ولایت کی خبر نہیں ٭

فرمایا بعض اولیاء اللہ عشرت ہوتے ہیں اور بعض عزلت اولیاء عزلت کیلئے گمنامی ضرور ہے۔ اور اولیاء عشرت کے واسطے شہرت ٭

فرمایا کہ قصور شہر میں ایک جمال نہایت مغلوب الغضب تھا کسی کو اُس پر ولایت کا شبہ ہی نہ تھا۔ لیکن ایک روز حضرت صاحب قصور والوں نے یہ فرمایا کہ یہ شخص ولی ہے ٭

فرمایا کہ ایک ولایت بالکسر ہے اور ایک ولایت بالفتح۔ ولایت بالفتح قرب بالخالق ہوتی ہے اور ولایت بالکسر میں قرب بالخلق۔ کسی ولی میں ولایت بالکسر کا غلبہ ہوتا ہے اور کسی میں ولایت بالفتح کا۔ اور بعض میں دونو مساوی ہوتے ہیں ٭

فرمایا کہ نقشبندیوں میں اکثر ولایت بالفتح کا غلبہ ہوتا ہے ٭

یوم پنجشنبہ ۱۸ محرم سنہ ۱۳۱۱ یہ معدن عصیان حاضر حضور پُرنور ہؤا۔ فرمایا ایک جہاد

اصغر ہے اور ایک جہاد اکبر۔ جہاد اکبر جہاد نفس ہے۔ اور یہ اولیاء اللہ کو حاصل ہے اور جہاد اصغر مراد جہاد ظاہری سے ہے +

یوم جمعہ ۱۹۔ محرم سنہ ۱۳۰ ہجری کو یہ فدوی حاضر خدمت اقدس ہوا۔ فرمایا کہ اس طریقہ میں جو داخل ہوا اور شاید کسی وجہ سے درمیان میں استقامت نہ رہے مگر امید ہے کہ آخر میں یعنی مرتے وقت پھر اس طریقہ کی محبت ہو جاتی ہے ایسا اکثر تجربہ میں آیا ہے +

فرمایا کہ جب ملک الموت سامنے آتا ہے اُس وقت تمام علوم فراموش ہو جاتے ہیں۔ مگر محبت الٰہی جوش میں آتی ہے +

یوم شنبہ ۲۰ محرم سنہ ۱۳۰ھ کو یہ غلام حضور فیضگنجور میں حاضر ہوا۔ فرمایا کہ حضرت صاحب قصور شریف والے ہمیشہ دوزانو بیٹھا کرتے تھے۔ کبھی کسی اور طرح بیٹھے نہیں دیکھا +

فرمایا کہ حضرت شاہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کبھی سونے میں پاؤں دراز نہ کرتے تھے۔ اور یہ کمال مجاہدہ تھا +

روز یکشنبہ ۲۱ محرم سنہ ۱۳۰ھ کو یہ غلام حاضر ہوا۔ فرمایا کہ آداب طریقت میں ضروری ہے۔ فرمایا کہ محبت عامہ تک نسبت مائل بخارج ہوتی ہے اور محبت عامہ کے بعد باطن کو مائل ہوتی ہے +

فرمایا کہ اگر محبت عامہ والے کو اجازت دیجاتی ہے تو اُس کی توجہ میں حرکت کم ہو جاتی ہے +

روز دوشنبہ ۲۲ محرم سنہ ۱۳۰ھ یہ غلام حاضر محفل فیض منزل ہوا۔ تو فرمایا من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا فلیس منا اُن لوگوں کے حق میں ہے کہ چھوٹوں پر محبت نہیں کرتے اور بڑوں کی عزت نہیں کرتے۔ بعض نے اس سے اولاد سے محبت کرنا خیال کیا ہے +

فرمایا کہ اولاد کی محبت یہ ہے کہ اُس سے انکار نہیں کیا جاتا لیکن چاہیے کہ اپنی محبت باطنی کو اُس سے اوٹھا وے اور غیرت الٰہی سے ڈرے کیونکہ اگر کوئی شخص کسی سے محبت کرتا ہو اور پھر اور سے محبت کرنے لگے تو محبوب اول کو غیرت آتی ہے جیسے کہ حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ مکہ معظمہ میں تھے اور اُن کا بیٹا آیا اور اُن کی آغوش میں بیٹھا تو ندا آئی کہ ہمارے علاوہ اور سے دل لگایا۔ فی الفور حضرت ابراہیم ڈر گئے

اور عرض کی کہ اللہ تعالے جس نے تیری طرف سے مجھے ہٹایا ہے تو اُس کو لیلے چنانچہ وہ لڑکا اُسی وقت مرگیا +

فرمایا اصل چیز نفس کشی ہے اولیاء اللہ نے نفس کشی کے واسطے بڑی بڑی ریاضتیں اور بڑی بڑی مشقتیں کی ہیں۔ کسی نے بارہ۱۲ برس پانی نہیں پیا۔ کسی نے تیس۳۰ برس پشت زمین پر نہیں لگائی۔ یہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے وقت نفس پر توجہ شروع ہوئی ہے۔ حضرت خواجہ رح نے اللہ تعالے سے دعا مانگی کہ بارخدایا لوگوں کی ہمتیں بہت گھٹ گئیں مجھ کو ایسا طریقہ عطا کر کے البتہ موصل ہو۔ چنانچہ یہ طریقہ عطا ہوا۔ مگر پھر بھی نفس کبھی کبھی کچھ شرارت کرتا ہے +

راقم نے عرض کیا کہ پھر اپنی اصلی حالت پر آجاتی ہے۔ فرمایا نہیں کیونکہ مسلمان ہو جاتا ہے۔ لیکن کچھ زیر و زبر ہو کر درست ہو جاتا ہے +

فرمایا کہ جس کی کمال فنا نفس ہو جاوے وہ غوث وقطب ہوتا ہے۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے "ہر کہ خود را بہتر از کافر فرنگ داند بدتر از کافر فرنگ است" +

روز سہ شنبہ ۲۳ محرم ۱۳۰۰؁ کو عاجز مجلس عالی میں حاضر ہوا۔ فرمایا کہ جب کوئی اخذ طریقہ کے واسطے آئے تو پہلے چاہیئے کہ اُس کو دیکھ لے کہ آیا شخص صاحب استقامت ہے یا نہیں۔ اگر استقامت رکھتا ہے تو داخل طریقہ کرے ورنہ خاطر مدارات ظاہری کر کے کچھ عذر معذورات کرے۔ کیونکہ بعد داخل طریق ہونے کے بے استقامتی اچھی نہیں ہے +

یوم چہار شنبہ ۲۴ محرم ۱۳۰۰؁ھ کو یہ غلام حضور اقدس میں حاضر ہوا۔ فرمایا کہ زیادہ بولنا اور ہنسنا غفلت سے ہے +

فرمایا کہ مدار کار خاتمہ بخیر پر ہے۔ جس وقت کہ آخری دم با ایمان نکل گیا تب اطمینان ہوگا +

فرمایا کہ ایک بزرگ سے کوئی شخص کہا کرتا تھا کہ تمہاری ڈاڑھی اچھی ہے یا میرے گدھے کی دم وہ فرمایا کرتے تھے کہ اس کا جواب دونگا۔ مگر بعد مرنے کے چنانچہ جب اُن بزرگ کا انتقال ہوگیا تو وہ شخص آیا اور دریافت کیا کہ تمہاری داڑھی اچھی ہے

یا میرے گدھے کی دُم۔ وہ بزرگ کلمہ پڑھ کر اُٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ الحمدللہ میری ڈاڑھی تیرے گدھے کی دُم سے اچھی ہے کہ ایمان پر خاتمہ ہوا +

یوم پنجشنبہ ۲۵ محرم ۱۳۰۰؁ھ یہ ناچیز حضور پرنور میں حاضر ہوا۔ فرمایا کہ سلوک بڑی دولت ہے۔ لیکن اس کا ہونا بھی دشوار ہے۔ اوّل محبّت الٰہی دوم استعداد کامل سیوم کامل مکمل کا قبول کرنا +

یوم جمعہ ۲۶ محرم ۱۳۰۰؁ھ کو یہ سگ گرگین محفل فیض منزل میں حاضر ہوا حاضر ہوا فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی محبّت پیر میں ظاہر ہوتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کی ذات بیچون ہے اور آدمی چون ہے۔ چون کی بیچون کے ساتھ نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا اس کے واسطے پیر کو وسیلہ کیا کہ پیر کی دو جانب سے مناسبت ہوتی ہے۔ پس جس کو اللہ کی محبت ہوگی اُس کو پیر کی بھی محبت ہوگی۔ ع

چوں آں بیچوں دریں چوں کرد آرام

یوم شنبہ ۲۷ محرم ۱۳۰۰؁ھ ہجری کو کمترین حاضر حضور ہوا فرمایا کہ اولیا نمونہ انبیا ہوتے ہیں۔ انبیا کو وحی ہوتی ہے اولیا کو الہام ہوتا ہے۔ فرمایا کہ حضرت شاہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے وسعت مکان چاہی الہام ہوا کہ تو اہل و عیال نہیں رکھتا کیا کرے گا +

فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت شاہ صاحب کے مکان میں سانپ مارا گیا حضرت شاہ صاحب نے لوگوں سے فرمایا کہ سانپ تم نے مارا اور زجر مجھ کو ہوئی۔ کہ ہمسائے کو کیوں ایذا دی۔ فرمایا کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تین مرتبہ آواز بے کیف اللہ جل شانہٗ کی سُنی ہے +

فرمایا کہ اولیاء اللہ کا کھانا پینا سب حکم الٰہی سے ہوتا ہے +

یوم یکشنبہ ۲۸ محرم ۱۳۰۰؁ھ یہ ناکارہ مجلس شریف میں حاضر ہوا۔ فرمایا کہ ایک ولایت بالفتح ہوتی ہے۔ اور ایک ولایت بالکسر۔ ولایت بالفتح قرب بالخالق ہوتی ہے۔ اور ولایت بالکسر قرب خلق ہوتی ہے۔ بعض اولیاء اللہ پر ولایت بالفتح کا غلبہ ہوتا ہے۔ اور بعض پر ولایت بالکسر کا +

فرمایا کہ حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ پر ولایت بالفتح کا غلبہ تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جنگل میں تشریف لے گئے اور وہاں اُن سے ملاقات ہوئی +

فرمایا کہ شاہجہان کا بیٹا داراشکوہ ہنود کی جانب بہت میلان رکھتا تھا۔ اور گوبند سنگھ سکھوں کے گرو نے سرہند میں ایک مکان بنوایا تھا۔ وہاں آمد و رفت رکھتا تھا۔ اور اُس کے وہاں جانے سے اہل اسلام کی توہین اور ہنود کی قوت بڑھتی جاتی تھی یکبارگی ایسا اتفاق ہؤا کہ گوبند سنگھ کے متوسلوں میں سے کسی نے ایک مسلمان کی عورت کو چھپا لیا وہ بیچارہ حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ کے پاس باحال پریشان آیا اور اپنا عرضِ حال کیا۔ آپ کو یہ امر نہایت گران گزرا اور یہ حال شاہجہان کو کہ سلطانِ وقت تھا لکھا اُس نے کچھ دست اندازی کرنی چاہی۔ مگر داراشکوہ نے رفع دفع کر دیا۔ پھر حضرت خواجہؒ نے لکھا لیکن پھر داراشکوہ نے شاہ جہان کو باز رکھا۔ اُس کے بعد حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ بادشاہ کے پاس تشریف لیگئے۔ اور امر مذکورہ میں اس کو متوجہ کرنا چاہا لیکن سلطان نے بسبب داراشکوہ پہلوتہی کی۔ آخرالامر حضرت خواجہؒ سرہند شریف واپس آئے۔ اور اپنے مریدوں اور خادموں کو لیکر سکھوں پر چڑھائی کر کے تہ و بالا کر دیا۔

بادشاہ کی بےحمیتی اسلام حضرت کو نہایت ناپسند آئی اور عرب شریف کا ارادہ کیا۔ اور روانہ ہوئے۔ آگرہ میں شاہجہان معہ داراشکوہ ملا۔ اور داراشکوہ کو حضرت کے قدموں پر گرا کر حضرت سے عفو تقصیر چاہی۔ حضرت نے فرمایا اِس نے ہماری کوئی تقصیر نہیں کی۔ البتہ اپنا عقیدہ درست کریئے۔

داراشکوہ سے کسی شخص نے دریافت کیا کہ حضرت کا کس جگہ جانے کا ارادہ ہے داراشکوہ نے کہا ڈوبنے جاتے ہیں یہ ماجرا کسی نے حضرتؒ کے سامنے بیان کیا حضرت نے فرمایا کہ ڈوبنے نہیں جاتے ڈبونے جاتے ہیں۔

جب حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ دکن میں پہنچے۔ تو اورنگزیب آپ کی تشریف آوری کی خبر سُنکر حاضر حضور ہؤا۔ اور نہایت نیازمندی سے پیش آیا اور جہاز وغیرہ بھی اپنے پاس سے کرایہ کرائے۔ اور نگزیب سے کچھ سلطنت کا جو ذکر آیا تو حضرت نے فرمایا کہ سلطنت اُس کی ہے جو شریعت کا حامی ہو۔ چنانچہ اورنگزیب نے اُس کا اقرار کیا۔ حضرت نے بھی اُس کو فتح کی بشارت دی بلکہ اپنا ایک صاحبزادہ بھی اُس کے پاس چھوڑ گئے۔ چنانچہ اورنگزیب اپنے بھائی سے لڑا اور فتحیاب ہؤا۔ بعد

جب تخت پر متمکن ہؤا دار اشکوہ کو بلوایا اور علماء کے رُو برُو اُس کے عقاید پیش کر کے اُن کی نسبت فتوائے طلب کیا۔ سب نے کہا کہ جس شخص کا ایسا عقیدہ ہو وہ کافر ہے توبہ کرانی چاہیئے۔ عالمگیر نے اُس سے عقیدہ فاسد کی توبہ چاہی۔ لیکن اُس نے توجہ سے انکار کیا۔ اورنگ زیب نے علما سے پوچھا کہ جو توبہ سے انکار کرے اس کی کیا سزا ہے علماء نے فتوائے قتل کا دیا۔ اور اُس کو قتل کروایا +

رسالہ یاقوتیہ میں لکھا ہے کہ جب حضرت مدینہ منورہ سے روانہ ہونے لگے۔ تو کسی شخص نے خبر پہنچائی کہ دار اشکوہ تخت نشین ہو گیا۔ اِس خبر کو سُنکر بہت پشیمان ہوئے کہ دیکھئے کیا ہو۔ وہ جانب دار کفار و مخالف طریقہ نقشبندیہ ہے۔ کہ اس اثنا میں کیا دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم تلوار لئے ہوئے حجرہ شریف سے باہر آئے۔ اور حضرت سے فرمایا کہ جو تمہارا دشمن ہے اس کے واسطے یہ تلوار۔ بعد کو معلوم ہؤا۔ تو اُس کے قتل کی وہی تاریخ تھی۔ واللہ اعلم +

جب حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ واپس آئے تو شاہجہان سے ملاقات ہوئی۔ تو شاہ جہان دار اشکوہ کو یاد کر کے بہت رویا۔ کہ اُس پر غیرت شریعت ہوگئی ہے لیکن ایمان لے گیا کہ اُس نے دل میں توبہ کرلی تھی +

فرمایا کہ ایک مرتبہ شاہجہان دار اشکوہ اور اورنگ زیب کو لیکر لاہور میں ایک بڑے صاحب بزرگ تھے۔ اُن کی خدمت میں حاضر ہؤا۔ اور عرض کی کہ دار اشکوہ کے سر پر دستار شاہی باندھئے وہ بزرگ اُس وقت درویشوں کو کھانا تقسیم کرتے تھے۔ فرمایا کہ ذرا ٹھہر جاؤ۔ اور ایک طشتری بھی ما حضر کی بادشاہ کو اور ایک دار اشکوہ کو اور ایک اورنگ زیب کو دی۔ شاہ جہان نے کسی قدر چکھ کر وہ طشتری خادم کے سپرد کی! اور دار اشکوہ نے چکھ کر تھوک دیا۔ اور اورنگ زیب بالکل صاف کر گئے۔ جب وہ بزرگ تقسیم طعام سے فارغ ہوئے۔ تو شاہجہان نے کہا کہ اب دستار باندھ دیجئے۔ اُنھوں نے فرمایا کہ وہ تو جس کے سر پر بندھنی تھی بندھ گئی۔ یعنی جس نے ما حضر کھالیا اُسی کو بادشاہت ہے +

اس کے بعد بادشاہ میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گیا۔ اور عرض مقصد کیا۔ اُنھوں نے دستار دار اشکوہ کے سر پر بندھوائی۔ سُنا ہے کہ جب دار اشکوہ مارا گیا۔ تو کسی شخص نے میاں میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کی کہ حضرت نے تو اپنی دستار بندھوائی

تھی میاں صاحب نے فرمایا کہ مراقبہ کر اُس نے مراقبہ کیا دیکھا کہ دارا شکوہ بہشت میں پھر رہا ہے جب اُس شخص نے مراقبہ سے سر اُٹھایا تو مَیں فرمایا کہ مَیں نے اُس کی یہ دستار بند ھوائی تھی ٭

فرمایا کہ عالمگیر نے اپنے حالاتِ باطنی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کو لکھے تھے۔ حضرت نے جواب لکھا کہ یہ حالات اگر دنیا دار پر وارد ہوں تو نہایت غنیمت سمجھنا چاہیئے ٭

یوم دوشنبہ ۲۹ محرم سنہ ۱۳۰۱ھ کو یہ معدنِ عصیان حاضر حضور ہوا۔ فرمایا کہ التذاذ قلب میں ہوتا ہے اگر اوپر کے مقامات یعنی کمالات رسالت وغیرہ میں ہو تو یہ علامت نارسائی کی ہے ٭

فرمایا کہ خطرہ وہ مضر ہوتا ہے کہ جو دل میں ٹھیرے اور اللہ کی طرف سے دل پھیرے اور جو خطرہ آیا اور گیا اُس کا کچھ مضائقہ نہیں ہے ٭

یوم سہ شنبہ یکم صفر المظفر سنہ ۱۳۰۱ھ کو یہ غلام دربار عالی میں حاضر ہوا۔ فرمایا کہ ایک مقدمہ کا تردد تھا۔ کہ یہ شعر الہام ہوا ؎

اعباد المسیح تخاف صبحی ونحن عبید من خلق المسیحا

فرمایا کہ ایک شخص سکندر نامی حضرت شاہ صاحب دہلوی کی خدمت میں رہا کرتا تھا۔ حضرت شاہ صاحب نے اُس سے فرمایا کہ میری طرف پشت نہ کیا کر ٭

فرمایا کہ دل جو مضغہ ہے اس میں ایک نور ہے۔ اس نور کا لطیفہ قلب ہے اور اُس کی اصل بالائے عرش ہے۔ جب یہ قلب کا نور اُسی اصل میں جا ملتا ہے تو اُسی کو ولایت کہتے ہیں ٭

یوم چہار شنبہ ۲ صفر المظفر سنہ ۱۳۰۱ھ یہ کمترین حضور فیضگنجور میں حاضر ہوا۔ فرمایا کسی نے خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ سے عرض کیا کہ آپ کے پاس کوئی غلام نہیں فرمایا کہ مَیں خود غلام ہوں۔ غلام کو غلام کیا چاہیئے ٭

فرمایا کسی نے حضرت خواجہ حمدوح رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ اولیاء اللہ اہل کرامت ہوتے ہیں۔ آپ کی کیا کرامت ہے فرمایا یہ تھوڑی کرامت ہے کہ اس قدر گناہوں کی گٹھری سر پر ہے۔ اور زمین پر پھرتا ہوں اور زمین میں دھنس نہیں جاتا ٭

یوم پنجشنبہ ۳ صفر سنہ ۱۳۰۱ھ یہ غلام حاضر حضور پر نور ہوا۔ فرمایا کہ ولایت بالکسر

جس کے معنے قرب انسانی ہے دو طرح سے حاصل ہوتی ہے یا خدمتِ مرشد سے پہنچی ہے۔ یا وراثۃً پہنچتی ہے ÷

فرمایا کہ بعد کمال ذات محبت کے دو راہ ہیں ایک براہ حقائق امکانی اور ایک براہ حقائق وجوبی حقائق امکانی مراد حقائق انبیاءؑ سے ہے اور حقائق وجوبی مراد حقائق الٰہیہ سے ÷

فرمایا کہ اصحاب کشف جس طالب کے ولایت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم ہوتی ہے اُس کی سیر حقائق امکانی سے کراتے ہیں ÷

فرمایا کہ مجھ کو حضرت صاحب قصور والوں نے حقائق امکان سے سیر کراتے تھے ÷

فرمایا کہ بزرگوں کو یہ جانکر کے وہ بالاستقلال بذاتِ خاص مدد کر سکتے ہیں استمداد منع ہے بلکہ وسیلہ کرے ÷

یوم جمعہ ۴ صفر سنہ ۱۳۰۱ھ یہ غلام مجلس شریف میں حاضر ہوا۔ فرمایا کہ ادائے مامورات و امتناع منہیات ضروریات سے ہے اور خیال رکھنا چاہیئے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد فوت نہ ہوں ÷

فرمایا کہ طریقت بلا شریعت ممکن نہیں ÷

فرمایا کہ قلب کے نور کی انگشت زرد ہے اور رنگ نور روح سُرخ اور رنگ نور سر سفید اور رنگ نور خفی سیاہ اور رنگ نور اخفیٰ سبز ÷

یوم یک شنبہ ۵ صفر سنہ ۱۳۰۱ ہجری یہ ناکارہ حضور اقدس میں حاضر ہوا۔ فرمایا کہ حضرت سید آدم بنوری حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے خلیفہ تھے۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وعدہ فرمایا تھا کہ اگر تم مدینہ منورہ آؤ گے تو تم سے معانقہ کرینگے سید علیہ الرحمۃ روانہ ہوئے۔ جس جگہ شب بسر فرمایا کرتے تھے وہیں ایک خلیفہ بنایا کرتے تھے۔ قصور میں آئے تھے شب کو طعام فرمایا کرتے تھے۔ کہ ایک عورت آئی اور اُس نے عرض کی کہ میرا ایک لڑکا عبد الخالق نام ہے۔ اُس کی شادی کی لیکن اُس میں کچھ رجلیت نہیں آپ کچھ مدد فرمائیں۔ سیّد صاحبؒ نے اپنے سامنے کا قدرے طعام اُس عورت کو دیا۔ اور کہا یہ کھلاؤ۔ اور وہی ہمارا خلیفہ بھی ہے چنانچہ اُن میں اس قدر رجلیت ہوئی کہ مرتے وقت وہی طاقت رہی اور بڑے ولی کامل ہوئے ÷

فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ محمد عابد سنامی رحمۃ اللہ علیہ مع حضرت مرزا جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ ایک مسجد میں گئے دیکھا کہ ایک شخص نسبت سے خالی مریدوں کو ئی بیٹھے ہیں۔ حضرت خواجہ نے نگاہ کی فوراً وہ شخص واصل ہوگیا حضرت خواجہ نے مرزا صاحب سے دریافت کیا کہ تم نے کچھ دیکھا مرزا صاحب نے عرض کیا کہ دیکھا کہ اُس کا لطیفہ قلب ہوا ہے۔ کسی طرح سائیں سائیں اپنے اصل میں جا ملا +

دوشنبہ ۶ صفر ۱۳۰۰ھ کو فرمایا کہ تین چیزیں شرط اجازت ہیں۔ علم عقل و تبتل +

یوم سہ شنبہ ۷ صفر ۱۳۰۰ھ کو فرمایا کہ جوش و خروش مبتدی کی توجہ سے ہوتا ہے جس شخص نے کہ جملہ مقامات حاصل کئے ہوں اُس کی توجہ سے کم ہوتا ہے۔ حضرت شاہ صاحب کی توجہ بے کیف مشہور تھی +

حضرت شاہ محمد مظہر سلمہ ربہ نے اپنے مناقب احمدیہ میں لکھا ہے کہ حضرت شاہ احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدینہ شریف میں آئے تو خلفائے خالدیہ اکثر حلقہ میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ علیحدہ ہو کر بجائے خود ذکر کیا کرتے تھے۔ فی الجملہ حضرت شاہ صاحب کا دم متبرک ہے مگر وہ تاثیریں جو کہ مولانا خالد میں تھیں کجا۔ محمد مظہر صاحب فرماتے ہیں کہ اس نسبت کے دریافت کرنے کو حدید البصر چاہیئے۔ کیونکہ مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ وہ نسبت ہے کہ نزدیک والے محروم رہیں۔ دور والوں کا تو کیا ذکر ہے آپ فرماتے ہیں کہ حضرت صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت بھی اس قدر لطیف ہوگئی تھی کہ ادراک میں نہ آتی تھی۔ بلکہ بعض حاجی دوست محمد صاحب وغیرہ کے پاس چلے جاتے تھے +

فرمایا حضرت صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ نصیحت ہے کہ مصائب پر صبر و شکیبائی چاہیئے +

یوم چہار شنبہ ۸ صفر ۱۳۰۰ھ کو فرمایا کہ بعض اشخاص کو اولیاء اللہ کے ساتھ مناسبت ہوتی ہے۔ اور بعض کو انبیا کے ساتھ جس کو اولیاء کے ساتھ مناسبت ہوتی ہے اُس کو مقامات اول خوب کھلتے ہیں۔ اور جس کو انبیا کے ساتھ مناسبت ہوتی ہے اُس وقت اُس کا لطیفہ قلب اپنے اصل سے واصل ہوتا ہے +

فرمایا کہ حضرت صاحب قصور والے فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے علما و شہدا و سادات کی فضیلتوں میں حدیث اور روایات دیکھیں۔ اور متفکر ہوا کہ اُن میں کون افضل ہے۔ ہشیارپور میں حضرت صاحب قصوری رح کے مریدوں میں ایک پراچہ تھا اُس سے دریافت کیا کہ سادات و علما و شہدا میں کون افضل ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ قصور والے مولوی صاحب فقیر و پیر عالم ہیں اُن سے پوچھنا چاہیئے۔ چنانچہ وہ شخص اُن کے پاس آیا اور حل سوال چاہا۔ آپ نے فرمایا فلاں روز فلاں جگہ فلاں شخص کو رات کے وقت چور آکر مار جائینگے صبح اُس کا جنازہ ہوگا۔ اُس کے جنازہ پر ایک شخص سبز پوش بدست آئیگا۔ اُس سے سوال کرنا وہ شخص سائل اُس روز اُس جگہ گیا معلوم ہوا کہ وہ شخص جس کا پتہ بتلایا تھا اُس کو چور مار گئے۔ اُس کا جنازہ تیار ہوا۔ اُس جنازہ پر یہ بھی حاضر ہوا۔ نماز تیار تھی کہ جب ایک شخص گھوڑا دوڑاتا ہوا نمودار ہوا۔ سب نے کہا کہ اِس اسوار کو آنے دو۔ تب نماز پڑھنا۔ وہ سوار آیا اور نماز میں شامل ہوا۔ بعد نماز جب وہ سوار ہونے لگا یہ شخص سائل اُس کے پاس گیا اور اپنا سوال کیا۔ اُس نے کہا شہیدوں کا مرتبہ تو یہ ہے کہ یہ جنازہ میرا ہے۔ علما اور سادات کے مرتبہ سے میں واقف نہیں ؁

یوم پنجشنبہ ۹ رصفر سنہ ۱۳۰۱ھ کو فرمایا کہ سالک کو چاہیئے کہ گوشہ نشینی اختیار کرے۔ اپنے پاس کچہری نہ لگائے ؁

فرمایا کہ جب حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح حضرت خواجہ بختیار کاکی رح کی ملاقات کے واسطے آئے تو حضرت خواجہ بختیار کاکی رح قدمبوس ہوئے۔ اور اپنے مرید حضرت بابا فرید الدین گنجشکر رح سے کہا کہ تو بھی پابوس ہو۔ یہ حضرت خواجہ بختیار کاکی رح کے قدمبوس ہوئے۔ خواجہ صاحب موصوف نے کہ میرے پیر کا قدمبوس ہو۔ پھر وہ اپنے پیر کے یعنی حضرت خواجہ بختیار کاکی رح کے قدمبوس ہوئے۔ پھر کہا کہ میرے پیر کا قدمبوس ہو۔ حضرت خواجہ معین الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ تمہاری محبت میں سرشار ہے رہنے دو ؁

فرمایا کہ جس کو پیر سے محبت ہوتی ہے اس کو سلسلہ کے تمام بزرگوں سے محبت ہوتی ہے ؁

فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح مع حضرت خواجہ بختیار کاکی رح کے

حضرت محبوب سُبحانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گئے۔ حضرت محبوب سُبحانی نے خواجہ بختیار کاکی کی علو استعداد دیکھ کر فرمایا کہ اے جوان ہمارے پاس سے بھی کچھ لے۔ حضرت خواجہ بختیار کاکی نے عرض کی کہ مجھ کو معاف رکھیئے۔ اور اپنے پیر ہی کی طرف رہنے دیجئے۔ جناب محبوب سبحانی نے کہا کہ اُدھر بھی قائم رہو اور ہم سے بھی حاصل کر لو۔ حضرت خواجہ نے عرض کی کہ مجھ کو معذور رکھیئے۔ جناب محبوب سُبحانی نے فرمایا کہ جو اپنے پیر سے ملا ہے وہ بھی قائم رہیگا اور یہ بھی ملیگا۔ اُس پر بھی راضی نہ ہوئے۔ تو حضرت خواجہ معین الدینؒ نے کہا مجھ کو عطا ہو میری راہ سے اُس کو پہنچ جاویگا۔ چنانچہ آپ کو عطا ہوُا اور اُن کی راہ سے پھر حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو جب اوپر سے فائدہ ہوُا تو اُن نے حضرت محبوب سُبحانی کی محبت میں غزل تحریر فرمائی +

یوم جمعہ ۱۰ صفر سنہ ۱۳۰ ھ کو فرمایا کہ ایک مراد ہوتے ہیں اور ایک مرید۔ مراد وہ ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالےٰ کسی سبب سے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اور مرید وہ ہیں جو آپ ریاضت اور مشقت کرتے ہیں اور آخر الامر کچھ ہاتھ پڑتا ہے +

فرمایا کہ مراد اچھے ہوتے ہیں +

یوم شنبہ ۱۱ صفر سنہ ۱۳۰ ھ کو فرمایا۔ ؎

از محبت سہا نہ رسے شود

فرمایا کہ ابتدا میں حضرت شاہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی ریاضت کی۔ ہر روز ختم قرآن کا کیا کرتے تھے۔ پھر پندرہ پندرہ سیپارے پڑھا کرتے تھے +

فرمایا کہ حضرت شاہ صاحب جامہ خس پہنا کرتے۔ چنے کی دال نوش فرمایا کرتے تھے۔ حالانکہ یہ دال آپ کے عارضہ بواسیر کو مضر تھی +

فرمایا کہ حضرت شاہ صاحب نے اپنی اونگلی کا سرا پکڑ کر فرمایا کہ اتنا زور سے لے گئے ہیں +

راقم نے عرض کیا کہ حضرت شاہ صاحب ارقام فرماتے ہیں کہ "از بخت حضرت حضرت نظام الدین اولیا بود کہ امیر خسروؒ مرید ایشاں شد و از بخت خواجہ باقی باللہؒ کہ مجدد الف ثانیؒ مرید شاں شد و از بخت مجدد الف ثانیؒ بود کہ سید آدم بنوری و ایں از بخت ما بود کہ مولانا خالدؒ مرید ما شدند" +

فرمایا کہ یہ فرمانا بنظر افاضہ ہے۔ پھر قصہ مائی صفوراں۔ و شیخ جمال اللہ وحضرت صاحب قصور والا کے عمّ شریف کا بیان آیا +

فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت صاحب کے عم شریف ملتان تشریف لیجاتے تھے۔ راستہ میں کسی منزل پر مائی صفوراں صاحبہ سے ملاقات ہوئی۔ وہاں بسبیل تذکرہ مائی صاحبہ نے اپنا حضرت غوث پاک کو پانچ واسطوں سے دیکھنا بیان فرمایا۔ کمترین کو داخل بشارت حضرت پیر صاحب نے طوبیٰ لمن رانی وطوبیٰ لمن رأی من رانی تا ہفت مرتبہ ہونا ظاہر کیا۔ اور اپنا سلسلہ اس طرح ملایا کہ میں نے حضرت عائشہ کی زیارت کی اور انہوں نے عبدالحکیم کا ذکر کی۔ اور وہ مرید تھیں حضرت سید جمال اللہ صاحب خلیفہ نبیرہ حضرت غوث پاک کے ہیں۔ پھر یہ فرمایا کہ میں تم کو بشارت دیتی ہوں۔ کہ میں نے بلا واسطہ بھی سیّد جمال اللہ صاحب کی زیارت کی ہے۔ کیفیت حضرت سید جمال اللہ صاحبؒ کی یہ ہے کہ نبیرہ خلیفہ حضرت غوث پاک کے ہیں ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس وقت کوئی موجود ہے کہ میرا سلام حضرت امام مہدی علیہ السلام کو پہنچائے۔ سیّد جمال اللہؒ اس وقت موجود تھے انہوں نے عرض کی کہ میں پہنچادونگا۔ چنانچہ وہ مثل حضرت خضر علیہ السلام غائب ہوگئے اور حضرت امام مہدی علیہ السلام سے ملینگے +

جب حضرت عم شریف روانہ ہونے لگے۔ تو فرمایا کہ اس کے بعد دو مرتبہ ملاقات ہوگی۔ چنانچہ جب آپ ملتان سے واپس آنے لگے تو اتفاقاً ایسے راستہ سے گذرے کہ حضرت مائی صاحبہ کا مسکن علیحدہ رہ گیا تھا۔ اس وقت آپ کے دل میں خیال گذرا کہ مائی صاحبہ کی دوبارہ ملاقات کا کشف شاید غلط نکلیگا۔ مگر اتفاقاً منزل پر جب آپ پہنچے تو وہاں مائی صاحبہ موجود تھیں۔ اور کسی تقریب سے تشریف لائی تھیں۔ اور ملاقات ہوئی۔ اور ایک مرتبہ حضرت کے عم شریف اپنے مکان بالاخانہ پر تشریف رکھتے تھے کہ مائی صاحبہ وہاں تشریف لائیں۔ اور فرمایا کہ وعدہ پورا ہوگیا اور تینوں مرتبہ ملاقات ہوگئی۔ اور اسی روز انتقال ہوگیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔

یوم یکشنبہ ۱۲ صفر المظفر ۱۳۰۰ھ فرمایا کہ ایک بڑھیا حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئی اور واپس چلی گئی۔ حاضرین سے فرمایا کہ یہ دنیا تھی کچھ ضرورت تھی

لیکر آئی تھی *

فرمایا کہ حضرت صاحب قصور والے رحمۃ اللہ علیہ مسکنت اور غربت کی وضع رکھتے تھے *

یوم دوشنبہ ۱۳ صفر سنہ ۱۳۰۱ ہجری کو فرمایا کہ مبتدی کو چاہیئے کہ فرائض اور سنّت پر اکتفا کرکے ہر وقت اسم ذات وغیرہ میں مصروف رہے۔ قرآن شریف اور نفل منتہی کو پڑھنا چاہیئے *

فرمایا کہ جو شخص بہت ورد اوراد کیا کرتا ہے وہ اکثر دیر میں متاثر ہوا کرتا ہے اور جو شخص زیادہ گنہگار ہوتا ہے وہ جلد متاثر ہوتا ہے۔ کیونکہ اُس کو اپنے اوراد کا زور ہوتا ہے۔ اور اُس اپنے گناہ کی ندامت ہوتی ہے *

یوم سہ شنبہ ۱۵ صفر سنہ ۱۳۰۱ھ کو فرمایا کہ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں ع

تنِ زندہ دل گر بمیرد چہ باک

فرمایا کہ حضرت صاحبزادہ عبد الرّسول خلف الصدق حضرت صاحب قصوریؒ نے اپنے انتقال سے قبل ایک وزرا و لیا اللہ کی زندگی دائمی کا ذکر کیا اور بڑے بڑے حالات انکی ابدی زندگی کے فرمائے۔ دوسرے روز اپنا اسباب جو مسجد میں رکھا ہوا تھا۔ گھر کو روانہ کیا۔ اور مسجد اور کوئیں کو وداع کیا۔ اور گھوڑے پر سوار ہوئے۔ مکان پر جب گھوڑے سے اُترے گھوڑے کو خدا کے سپرد کیا اپنے خادم کو سو روپے دئے کہ یہ کفن و دفن میں خرچ کرنا۔ اور ایک شخص مدنی سے کفنی لکھوائی تھی۔ وہ بھی دی کہ اپنے پاس رکھو کہ موت کے غلغلہ میں یاد نہ رہے۔ چودہ روپے دوسرے آدمی کو دئے کہ بازار میں جاکر دریافت کرے کہ جس کا قرضہ میرے اوپر ہو ادا کر دینا ایک شخص سے وعدہ تھا کہ آخری وقت تجھ کو بلائینگے۔ اُس کو بلایا۔ صاحبزادہ صاحب سید محمد شاہ صاحب کو دستار بندھوائی اور کتب خانہ کی کنجیاں حوالہ کر دیں اور کوٹھے پر گئے اِدھر اُدھر دیکھنے لگے۔ صاحبزادہ صاحب نے دریافت کیا کہ آپ کیا دیکھتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ دیکھتا ہوں کہ ایسی بھاری نعش اس کوٹھے پر سے کیونکر اُترےگی۔ لڑکے نے کہا کہ آپ ہمیشہ ایسی ہی باتوں سے ہماری دل شکنی کیا کرتے ہیں فرمانے لگے کہ آج بخشش کے دروازے کھلے ہیں۔ مگر غریب غربا بخشے جاتے ہیں پھر آپ نے

حکیم کو بُلایا وہ آیا فرمانے لگے کہ خوب آگیا مجھ کو امید نہ تھی کہ تم آؤ۔ پھر پوچھا کہ پانی پینے کو جی چاہتا ہے پیئوں یا نہ حکیم نے کہا کہ بیشک پیجئے۔ پانی پینے میں کیا نقصان ہے۔ چنانچہ پانی طلب کرکے پیا۔ اور حکیم سے فرمایا کہ ہم نے تو جانا تھا کہ اس نعمت سے محروم ہی چلے۔ لیکن تمہاری بدولت پی لیا۔ حکیم نے پوچھا کہ کیسی طبیعت ہے۔ فرمایا کہ نزع کا وقت ہے حکیم نے کہا کہ ایسی نزع آگے کبھی نہیں دیکھی فرمایا کہ اگر کبھی نہیں دیکھی تو اب دیکھ حکیم نے کہا آپ کو ضعف قلب کا مرض ہے مَیں جاکر بازار سے کچھ دوا لے آؤں۔ فرمایا کہ تم مت جاؤ۔ کوئی اور چلا جائیگا اُس نے کہا کہ نہیں مَیں خود جاتا ہوں۔ خیر چلا گیا۔ اِدھر وہ گیا اُدھر آپنے کلمہ شریف پڑھ کر مراقبہ میں جان دی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؁

یوم چہارشنبہ ۱۶ صفر ۱۳۰۸ھ کو یہ کمترین حاضرِ حضور تھا۔ فرمایا کہ استغراق مقدمہ فناء ہے ؁

فرمایا کہ علامت تمامیت قلب یہ ہے کہ جس وقت قلب پر متوجہ ہو اُس وقت جمعیت پاوے۔ اور علامت کمال زوال النفس یہ ہے کہ کسی لطیفہ میں کسی وقت اثر ذکر نہ پایا جاوے ؁

فرمایا کہ کمال فنا نفس غوث وقطب کو ہوتا ہے ؁

فرمایا کہ ہر صاحب کمال فنائے منصب غوث وقطب پر نہیں ہوتا۔ لیکن اس منصب کے اُمیدواروں میں ہوتا ہے ؁

فرمایا کہ ایک شخص کو امیدواری منصب قطب کی تھی کہ اُس سے کچھ گناہ سرزد ہوگیا۔ ایک دوسرا شخص کافر مسلمان ہوا اور اُس کو وہ منصب نصیب ہوگیا۔ اُمیدوار نے بڑی آہ وزاری کی خطاب ہوا کہ ہنوز اُس شخص کا اسباب کفر ہم نے کسی کے سپرد نہیں کیا وہ بجنسہٖ رکھا ہوا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے حوالہ ہوجاوے ؁

یوم پنجشنبہ ۱۷ محرم ۱۳۰۸ھ کو یہ غلام حاضر تھا فرمایا کہ ہر اہل باطن یہی چاہتا ہے کہ میری ترقی ہو اور یہ علم بڑھے ؁

فرمایا کہ کشف دو طرح کا ہوتا ہے ایک تو یہ کہ قلب بینا کچھ نور ہوگیا اور

اُس سے کچھ معلوم ہونے لگا۔ اور دوسرا جب ارواحنا اجسادنا واجسادنا ارواحنا کا مضمون ہو جاتا ہے۔ یعنی جس وقت کہ بالکل روح ہی روح ہو جاتا ہے شخصِ اول کے کشف میں اکثر غلطی ہو جاتی ہے اور اُس دوسرے شخص کے کشف میں بہت کم ہوتا ہے۔

یوم جمعہ ۱۸ صفر المظفر سنہ ۱۳۰۰ھ کو یہ عاصی حاضر مجلس فیض منزل تھا فرمایا کہ حضرت محکم الدین سیرانی ایک مرتبہ رستہ بھول گئے۔ ایک چرواہے کا لڑکا ملا اُس سے رستہ دریافت کیا۔ اُس نے کہا۔ مجھ کو تھوڑا سا کام ہے وہ کر لوں تو تم کو پختہ راہ لگا دونگا۔ چنانچہ جب وہ فارغ ہو گیا تو اُن کو ایک سیدھی راہ پر ڈال دیا اور کہا کہ یہ پختہ راہ ہے بیشک چلے جاؤ۔ حضرت محکم الدین نے فرمایا کہ جو تو نے مجھ کو پختہ راہ پر لگایا ہے تو ہم بھی تجھ کو پختہ راہ پر ڈالینگے۔ اور ایک نظر بھر فرمائی۔ خیر یہ اپنے رستہ اور وہ اپنے رستہ چلے گئے۔

کچھ دنوں کے بعد اُس لڑکے کو شوق زیارت حضرت محکم الدین سیرانی کا ہوا اور اُسی شوق میں روانہ ہوا۔ کچھ مینہ برستا تھا کہ ایک بڈھا نظر آیا اُسی لڑکے نے کہا کہ یہ میری کملی اوڑھ لو۔ انھوں نے فرمایا کہ جس کی تلاش میں نکلا ہے وہ فلاں فلاں مسجد میں ہیں۔ یہ اُسی پتہ پر روانہ ہوا۔ اور پہنچا۔ دیکھا تو حضرت محکم الدین سیرانی تشریف رکھے ہیں۔ ایک دوسرے سے ملکر بہت خوش ہوئے۔ اُس نے عرض کی کہ حضرت مجھ کو خواجہ خضر علےٰ نبینا وعلیہ السلام کے ملنے کی بہت آرزو ہے فرمایا کہ خضر وہی تھے علےٰ نبینا وعلیہ السلام جس نے تجھ کو میرا پتہ دیا۔

راقم کہتا ہے کہ ہنوز اُس نے اپنا اظہار مطلب بھی نہیں کیا تھا کہ اُسکی مراد پوری ہو گئی۔ یہ اولیاء اللہ کے راضی رکھنے کا نتیجہ ہے۔

یوم شنبہ ۱۹ صفر سنہ ۱۳۰۰ھ کو یہ ناکارہ حاضر تھا۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ ہمراہ تھے کسی جگہ بعد کھانا کھانے کے حضرت سیّدؒ نے خواجہ نقشبندؒ کو ایک روٹی دی کہ اپنے پاس رکھو۔ چنانچہ وہ گردہ نان حضرت خواجہ نے اپنے پاس رکھا۔ کئی روز کے بعد ایک جگہ جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں ایک شخص آیا اور عرض کی کہ میرے پاس

سالن تو موجود ہے۔ لیکن روٹی نہیں۔ حضرت سید نے حضرت خواجہ سے وہ روٹی طلب کی۔ اور کھائی ✤

راقم کہتا ہے کہ ایک مرتبہ سفر میں ایک شخص نے کچھ دال حضرت صاحب کی نظر کی۔ آپ نے منظور فرمائی۔ خادموں نے بوجہ بوجھ کے چاہا کہ اس کو علیحدہ کریں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں اس کو پاس رہنے دو۔ دو روز کے بعد ایک جگہ جانے کا اتفاق ہوا۔ ایک شخص آیا اُس نے عرض کی کہ آپ کی دعوت کیا چاہتا ہوں۔ لیکن آٹا موجود ہے دال وغیرہ نہیں۔ آپ نے فرمایا دال ہمارے پاس سے لے لو۔ چنانچہ وہ دال کام آئی ✤

فرمایا کہ بعض اولیاء اللہ کرامت پر قادر ہوتے ہیں یعنی جس وقت چاہتے ہیں کرامت ظاہر کرتے ہیں۔ اور بعض نہیں مگر کرامت پر قادر ہونا کچھ دلیل علو شان نہیں ہے ✤

آپ نے فرمایا کہ صاحب کشف المحجوب نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ میرے پیر نے کہا کہ فلاں موقع پر آنا وہاں بہت اولیاء اللہ جمع ہونگے۔ چنانچہ اُس جگہ گیا دیکھا کہ کوئی ہوا پر اُڑتا آتا ہے۔ اور کوئی شیر پر سوار ہے۔ غرضکہ اکثر خرق عادات سے آئے۔ مگر ایک شخص سب کے بعد پشت خمیدہ لاٹھی ٹیکتا آیا۔ میرے پیر نے فرمایا کہ یہ سب سے افضل ہے ✤

فرمایا کہ جن اولیاء اللہ سے کرامت ظاہر ہوئی ہے اخیر میں وہ نادم ہوئے کہ ہم سے کیوں کرامت ظاہر ہوئی ✤

یوم یکشنبہ ۲۰ صفر ۱۳۰۰ھ کو فرمایا کہ حضرت صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ اگر بوقت دعا مانگنے کے ہاتھوں میں یا سینہ میں انشراح ہو تو یہ علامت قبولیت دعا کی ہے ✤

فرمایا کہ حضرت صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک ہندو بچہ سے ابتداً میں اُلفت ہو گئی تھی اور آپ کی تاثیر محبت سے وہ مسلمان ہو گیا۔ آپ سے عرض کیا کرتا تھا کہ میں کسی کا داخل طریق ہوں۔ آپ فرماتے تھے کہ تجھ کو دہلی میں لیجاؤنگا اتفاقاً وہ مر گیا اور آپ دہلی تشریف لائے۔ بہت دنوں کے بعد آپ نے مرزا عبدالغفور